سلسلۂ نور المحبین

آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف

ترتیب اور تشریح: مصطفی رضا الأزهري

ترجمہ: أسماء نکیش

مصطفی رضا الأزہری

آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف

آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف

بے شک قرآن پاک میں بہت سی آیات ہیں جو خوبصورتی کے ساتھ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیوں کی گنتی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام کی عظمت، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدر و منزلت کے تذکرے کو واضح کرتی ہیں۔ علماء نے ان آیات کا ذکر کیا ہے جن کا معنی ظاہر ہوا اور جن کا مفہوم واضح ہوا۔ اس کتاب میں ہم ان اوصاف میں سے زیادہ فائدہ مند اور ذکر کے لائق کو بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں، کیونکہ حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل، صفات اور خصوصیات کا تذکرہ کتابوں میں نہیں سما سکتا، اور نہ ہی زبان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت کو بیان کر سکتی ہے۔ امام بوصیری نے کہا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فضل ایسا ہے جس کی کوئی حد نہیں کہ جسے کوئی فصیح زبان والے بیان کر سکیں۔"

"آپ محمد ﷺ کے اوصاف"

ترتیب اور تشریح

مصطفی رضا الأزہري

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، جس نے آپ محمد ﷺ کو تمام مخلوقات میں سے منتخب کیا اور انہیں سارے جہانوں سے رحمت بنا کر بھیجا۔ اللہ تعال نے آپ محمد ﷺ سے ایمان لانے اور ان کی نصرت کرنے کا عہد لیا تھا پھر فرمایا کہ گواہ رہو اور میں بھی تمہارے گواہوں میں سے ہوں۔ اما بعد:

یہ ایک نہایت قیمتی مقالہ ہے جو آپ محمد ﷺ کی فضائل اور ان کی بلند مرتبے کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ میں نے اسے امام نبہانی کی کتاب سے مختصر کیا ہے جس کا نام "جواہر البحار في فضائل النبي المختار" ہوتا ہے۔ امام نبہانی نے اس میں قرآن وسنت اور شریعت وحقیقت کے اہل ائمہ کے کلام کو جمع کیا ہے جس کو آپ محمد ﷺ کی فضائل کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ انہوں نے مشہور ائمہ دین کے نہایت قیمتی فوائد کو نقل کیا ہے۔

اس کتاب میں آپ محمد ﷺ کی فضائل کو جمع کی گئی ہے جسے پہلے کسی دیوان میں جمع نہیں کیا گیا تھا۔ یہ کتاب اس زمانے کے مومنین کے لیے سب سے بڑا تحفہ ہے۔ اس میں علماء نے قرآن کی آیات، احادیث نبوی اور عرفانی مشاہدات سے علم وعرفان کو جمع کئے ہیں جن کے بارے میں انہوں نے کہا ہے وہ سب سچے اور صحیح علم ہے کیونکہ انہوں نے قرآن یا حدیث کی طرف رجوع کیا ہے۔ اس لیے وہ نبیوں اور مقرب فرشتوں کے بعد اللہ کے سب سے زیادہ مخلوق ہیں جنہیں آپ محمد ﷺ کی عظمت کا علم تھے۔ اے اہل ایمان! اس نہایت قیمتی مجموعے پر آپ مبارکباد کے مستحق ہیں جس میں ہر قسم کی احسان پر شامل ہے۔ انہوں نے اپنی عقل ونقل اور آپ محمد ﷺ کے فضائل کو پیش کیا ہے لیکن انہوں نے اپنے علم کے مطابق آپ محمد ﷺ کا وصف کیا ہے۔ اور آپ محمد ﷺ کے فضائل کی حقیقت کو کوئی انسان نہیں سمجھ سکتا۔ آپ ﷺ رحمن کا محبوب اور عدنان کی اولاد میں سے مصطفی ہیں، آپ ﷺ اللہ کا بندہ اور پیغمبر ہیں پھر آپ کو کوئی بات نہیں ہے کہ آپ کتنی تعریف کریں، آپ کبھی بھی آپ ﷺ کے فضائل کی بیان کو کامیاب نہیں ہوں گے۔ امام البوصیری نے کہا:

آپ اس کی ذات کو جو چاہیں عزت دیجیے

اور اس کی قدر کو جو چاہیں عظمت دیجیے
رسول اللہ ﷺ کا فضل اتنا بے انتہا ہے
کہ اسے کوئی زبان بیان نہیں کر سکتی۔

اور امام نبہانی نے اپنی کتاب کو اس طرح بیان کیا ہے کہ یہ ایک ایسا مجموعہ مقالے ہیں جن میں ہر ائمہ کرام کے علوم کو جمع کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے مقدمہ میں امام محدث قاضی ابو الفضل عیاض کے کلام شامل ہے کیونکہ وہ اس میدان میں بے نظیر تھے اور ان کی کتاب "الشفا" ایک منفرد کام ہے۔ اس اعتبار سے وہ اپنے بعد آنے والوں پر احسان کرنے والے ہیں۔ اس لیے ہم نے ان کی کتاب "الشفا" میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ کیا ہے۔ اللہ تعال نے اس کتاب کو دلوں کو بیماریوں سے شفا کا سبب بنا دی ہے اور مومنین کو نبوی فضائل کے وصف سے نوازا ہے۔ اس نے آپ ﷺ کے فضائل بیان کرکے آپ ﷺ کے محبین کی جانوں کو شفا دی ہے۔ میں نے اس خلاصے کو "آپ محمد ﷺ کے فضائل " کا نام دیا ہے۔ اس خلاصے میں درج ذیل اوصاف شامل ہیں:

- آپ ﷺ کی قدر ومنزلت کو اللہ تعالی کا بڑھانا
- تورات میں آپ ﷺ کے فضائل
- آپ ﷺ کی خصوصیات
- اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو خلق و خُلق دونوں میں کامل بنانا
- آپ ﷺ کی عقل
- آپ ﷺ کے رواداری، بردباری، معافی اور صبر
- آپ ﷺ کی سخاوت
- آپ ﷺ کی بہادری
- آپ ﷺ کی حیا
- آپ ﷺ کے حسن سلوک، ادب اور اخلاق

- آپ ﷺ کی تمام مخلوقات پر رحم اور شفقت
- آپ ﷺ کی وفاداری، وعدہ کی پابندی، اور رشتہ داری
- آپ ﷺ کی تواضع
- آپ ﷺ کی انصاف پسندی، امانت داری، عفت، اور سچائی
- آپ ﷺ کی وقار، مردانگی، اور اچھی رہنمائی
- آپ ﷺ کا زہد
- حضرت الحسن علیہ السلام کی حدیث میں آپ ﷺ کی خوبصورتی، فضائل، اور اوصاف کا ذکر
- راوی ابن ابی ہالہ کی حدیث میں آپ ﷺ کے بارے میں بیان کردہ معانی کا مفصل بیان
- آپ ﷺ کا عظیم شان اللہ تعال کے پاس
- آپ ﷺ سے اللہ کی محبت
- آپ ﷺ کی مقام شفاعت اور مقام محمود
- خالق اور مخلوق کی صفات میں فرق کا بیان
- آپ ﷺ کی معجزات کا مختصر بیان جن میں سب سے بڑی معجزہ قرآن کریم ہے
- آپ ﷺ کی ولادت کے وقت میں ظاہر ہونے والی نشانیاں اور عجیب واقعات
- آپ ﷺ کی معجزات کی دیگر انبیاء کی معجزات پر تعداد اور عظمت میں برتری

میں اللہ تعالیٰ سے توفیق اور قبول کی دعا کرتا ہوں، بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے اور میری دعا قبول ہونے کے قابل ہے۔

اس نے لکھا،
(اللہ کی مغفرت کی امید رکھتے ہوئے)
مصطفى رضا الأزهري

آپ ﷺ کی قدر ومنزلت کو اللہ تعالیٰ کا بڑھانا

یقینا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کا قدر بلند کیا ہے جس کو کوئی عالم پر پوشیدہ نہیں، یا جو سمجھ کی کم سے کم جھلک بھی پائے۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کا قدر بلند کیا ہے اور انہیں فضائل، محاسن اور مناقب سے نوازا ہے کہ جن کا شمار ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے عظیم مرتبے کو اس طرح بیان کیا ہے کہ اسے زبانوں اور عقول سے بیان کرنا ناممکن ہے۔ ان فضائل میں سے کچھ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کی ہیں اور انہیں بہت اہمیت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اخلاق و کردار کی تعریف کی ہے اور لوگوں کو آپ ﷺ کی اتباع کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو پاک و پاکیزہ کیا، پھر آپ ﷺ کی تعریف کی اور انہیں بہترین اجر دیا۔ پس ابتدا و انتہا میں تمام فضل اللہ تعالیٰ کا ہی ہے اور حمد بھی اسی کے لیے ہے۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کامل جمال و جلال سے نوازا اور آپ ﷺ کو بہت سے محاسن، نیک اخلاق، بلند خیالات اور فضائل سے آراستہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معجزات، دلائل اور کرامات سے مدد فرمائی جو آپ ﷺ کے زمانے کے لوگوں نے دیکھی اور جو بعد میں آنے والے لوگوں کو بھی معلوم ہوئی۔ اس طرح یہ بات یقینی طور پر ثابت ہو گئی اور اس کی روشنی ہم تک پہنچی۔

ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو شب معراج براق لایا گیا، جو لگام لگایا ہوا اور زین کے ساتھ تیار تھا۔ جب اسے نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ ذرا جھجھکا۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے براق سے کہا: "محمد ﷺ کے ساتھ ایسا کرتے ہو؟ ان سے زیادہ عزت والا کوئی اور تم پر سوار نہیں ہوا۔" »()[1].

---

[1]() «سنن ترمذی»: حدیث نمبر (۳۱۳۱)۔

پھر جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کی قرآن کریم میں بہت سی آیتیں ایسی ہیں جو مصطفیٰ ﷺ کا خوبصورت ذکر، ان کی خوبیوں کا شمار، ان کے مقام کی عظمت اور ان کی قدر کی تعریف کے ساتھ صراحت سے بیان کرتی ہیں۔ قاضی عیاض نے ان میں سے کچھ آیات کا ذکر کیا ہے جن کا مطلب واضح ہے اور ان کا مفہوم ظاہر ہے۔ ہم یہاں ان جواہرات میں سے سب سے زیادہ فائدہ مند اور سب سے پہلے ذکر کرنے والی بات پر اکتفا کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ کی فضائل کے بارے میں بات کرنا کسی کتاب میں نہیں سما سکتا اور نہ ہی اس کی حقیقت کو کوئی زبان بیان کر سکتی ہے۔ امام بوصیری نے کہا:

رسول اللہ ﷺ کا فضل اتنا بے انتہا ہے
کہ اسے کوئی زبان بیان نہیں کر سکتی۔

آپ ﷺ کی فضائل میں سے، اللہ نے فرمایا: ﴿ (لوگو) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے خواہش مند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں ۝ ﴾ [التوبة :١٢٨]

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے سے مومنین کو بتایا کہ ان میں سے ایک رسول کو بھیجا ہے جسے وہ جانتے ہیں اور اس کی حیثیت سے واقف ہیں، اور اس کی سچائی اور امانت پر یقین رکھتے ہیں، اس لیے وہ اس پر جھوٹ کا الزام نہیں لگاتے۔ اور عرب کی کوئی بھی قبیلہ ایسا نہیں تھا جس کا رسول اللہ ﷺ سے کوئی رشتہ یا قرابت نہ ہو۔

اور 'انفسکم' کے لفظ میں حرف فاء پر فتحہ ہے تو اس معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ سب سے اشرف، بلند اور افضل ہیں اور یہ مدح کی انتہا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے رسول ﷺ کی بہت ساری خوبصورت صفات بیان کی ہیں اور ان کی بہت تعریف کی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ اپنی امت کی ہدایت اور راہنمائی اور ان کا مسلمان بننا چاہتے تھے اور

آپ ﷺ دنیا اور آخرت میں ان کے لیے بہت فکر مند تھے۔ آپ ﷺ مومنین پر بہت مہربان اور رحم کرنے والے تھے۔

ابن عباس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دو ناموں سے نوازا، جو ہیں: "رؤوف، رحیم"»( )، اور یہ سب سے[٢] بڑا شرف اور عزت ہے۔

یہ روایت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿مِنْ أَنفُسِكُمْ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: "نسب، سسرالی رشتہ اور حسب کے اعتبار سے۔ میرے آباؤ اجداد میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر کسی میں زنا کا شائبہ نہیں ہے، سب کے سب نکاح کے ذریعے پیدا ہوئے ہیں۔"( )[٣].

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ ﴿ اور نمازیوں میں تمہارے پھرنے کو بھی ﴾ [الشعراء: ٢١٩] کی تفسیر میں روایت ہے کہ "اس سے مراد آپ ﷺ کا انبیاء کی پشتوں میں منتقل ہونا ہے، نبی سے نبی تک، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس امت میں مبعوث فرمایا۔"»( )[٤].

اور امام جعفر بن محمد نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کی اطاعت کرنے کی ناکامی کو جان لیا اور انہیں اس بات سے آگاہ کیا تاکہ وہ جان لیں کہ وہ اس کی عبادت سے کبھی پوری طرح راضی نہیں ہو سکتے

---

[٢]() ایک قول یہ ہے کہ "رؤوف، رحیم" کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ ان کو ہدایت کی طرف بلانے اور ان کے لیے اصلاح کی چیزوں کو ترجیح دینے میں شفقت فرماتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ ان پر سے مشقتوں کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں اور ان کی لغزشوں سے درگزر فرماتے ہیں۔ نیز، ایک قول یہ ہے کہ "رؤوف" فرمانبرداروں کے ساتھ اور "رحیم" گناہ گاروں کے ساتھ ہیں۔

٣() «تفسير السلمي»: (٢٩٣/١).

٤() «تفسير البغوي»: (٤٨٤/٣).

( ) اس لیے اس نے اُن کے اور اپنے درمیان ایک مخلوق کو پیدا کیا جو ان سے ملتا جلتا تھا اور اس نے اسے اپنی رحمت اور شفقت سے نوازا۔ پھر اس نے اسے لوگوں کے پاس ایک سچا سفیر بنا کر بھیجا اور اس کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور اس کی موافقت کو اپنی موافقت قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ﴿ جو شخص رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک اس نے خدا کی فرمانبرداری کی اور جو نافرمانی کرے گا تو اے پیغمبر تمہیں ہم نے ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا ۝﴾ [النساء: ٨٠]، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو تمام جہان کے لئے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے ۝﴾ [الأنبياء:١٠٧].

ابوبکر بن طاہر نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو رحمت کے زیور سے مزین فرمایا، چنانچہ آپ ﷺ کا وجود ہی رحمت ہے، اور آپ کی تمام صفات اور خصائل مخلوق کے لیے رحمت ہیں۔ جو کوئی بھی آپ ﷺ کی رحمت سے کچھ حصہ پا لے، وہ دونوں جہانوں میں ہر قسم کی ناپسندیدہ چیز سے نجات پانے والا ہے اور ہر محبوب چیز تک پہنچنے والا ہے۔"

کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو تمام جہان کے لئے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے ۝﴾ (ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا)؟ چنانچہ آپ ﷺ کی زندگی بھی رحمت ہے اور آپ ﷺ کی وفات بھی رحمت، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "میری زندگی تمہارے لیے بہتر ہے اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔" ( )[٦].

---

[٥]() اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عز وجل کی اتنی عظمت ہے کہ کوئی بھی مخلوق اس کی کامل اطاعت نہیں کر سکتی اور نہ ہی اس کا حق ادا کر سکتی ہے، کیونکہ اللہ کی عظمت کی کوئی حد نہیں ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے ایک راستہ مقرر کیا ہے تاکہ وہ اس کی ایسی اطاعت کر سکیں جیسا کہ وہ چاہتا ہے، اور وہ راستہ نبی کریم ﷺ کی اطاعت ہے، جنہیں اللہ نے بشیر، نذیر اور تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

٦() «مسند البزار»: (١٩٢٥).

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ عز وجل جب اپنی کسی امت پر رحم فرمانا چاہتا ہے، تو اس کے نبی کو اس سے پہلے وفات دے دیتا ہے، تاکہ وہ نبی اس امت کے لیے پیش رو اور رہنما بن جائے۔"([7]).

اور السمرقندی نے فرمایا: "رحمۃ للعالمین کا مطلب ہے: جن اور انسان کے لئے ایک رحمت"

اور کہا گیا ہے کہ: "تمام مخلوقات کے لیے اور مومنین کے لیے ہدایت کی رحمت ہے۔ اور منافقین کے لیے قتل سے امان کی رحمت ہے۔ اور کافروں کے لیے عذاب میں تاخیر کی رحمت ہے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "نبی کریم ﷺ مؤمنین کے لیے بھی رحمت ہیں اور کافروں کے لیے بھی، کیونکہ انہیں ان مصیبتوں سے بچایا گیا جو پچھلی جھٹلانے والی امتوں پر نازل ہوئیں تھیں۔"
روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا: "کیا تمہیں بھی اس رحمت سے کچھ حصہ ملا ہے؟" حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: "جی ہاں، میں انجام کا خوف محسوس کرتا تھا، لیکن اللہ عز وجل کی اس تعریف سے مجھے امان مل گئی جو اس نے میرے بارے میں فرمائی: ﴿جو صاحب قوت مالک عرش کے ہاں اونچے درجے والا ہے ۝﴾ [التکویر: ۲۰]، یعنی جو بڑی قوت والا ہے، عرش والے کے ہاں بلند مقام رکھتا ہے۔"

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ﴿خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے کہ گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے۔ اور چراغ ایک قندیل میں ہے۔ اور قندیل (ایسی صاف شفاف ہے کہ) گویا موتی کا سا چمکتا ہوا تارہ ہے اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے (یعنی) زیتون کہ نہ مشرق کی طرف ہے نہ

---

[7] «صحیح مسلم»: (۲۲۸۸).

مغرب کی طرف۔ (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) اس کا تیل خواہ آگ اسے نہ بھی چھوئے جلنے کو تیار ہے (پڑی) روشنی پر روشنی (ہو رہی ہے) خدا اپنے نور سے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ اور خدا نے (جو مثالیں) بیان فرماتا ہے (تو) لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اور خدا ہر چیز سے واقف ہے ۝﴾ [النور: ٣٥].

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی روشنی کو ایک مثال کے ذریعے بیان کیا ہے، جو پوری کائنات کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے۔

کعب اور ابن جبیر نے فرمایا: "اس آیت میں دوسرے نور سے مراد محمد ﷺ ہیں، چنانچہ ﴿مَثَلُ نُورِهِ﴾ کا مطلب ہے محمد ﷺ کا نور۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر نبی کریم ﷺ کو نور اور روشن چراغ کہا ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارے پیغمبر (آخرالزماں) آ گئے ہیں کہ جو کچھ تم کتاب (الٰہی) میں سے چھپاتے تھے وہ اس میں سے بہت کچھ تمہیں کھول کھول کر بتا دیتے ہیں اور تمہارے بہت سے قصور معاف کر دیتے ہیں بے شک تمہارے پاس خدا کی طرف سے نور اور روشن کتاب آ چکی ہے ۝﴾ [المائدة: ١٥] (بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آچکی ہے)، اور فرمایا: ﴿اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن ﴾ [الأحزاب: ٤٦] ۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿ (اے محمد ﷺ) کیا ہم نے تمہارا سینہ کھول نہیں دیا؟ (بے شک کھول دیا) ۝﴾ [الشرح: ١] (کیا ہم نے آپ کا سینہ کھول نہیں دیا؟) سے مراد دل ہے، یعنی آپ ﷺ کا دل اللہ کے نور سے منور کر دیا گیا۔

ابن عباس نے کہا: اسے اسلام سے روشن کیا۔ سہل نے کہا: نبوت کی روشنی سے۔ حسن نے کہا: اسے حکمت اور علم سے بھرا۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے مذکورہ باتوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: "یہ اللہ جل جلالہ کی طرف سے اپنے نبی ﷺ پر اپنی عظیم نعمتوں اور ان کی عزت و منزلت کی وضاحت ہے، نیز ان کی کرامت و بزرگی کو ظاہر کرتا ہے۔ اللہ نے آپ ﷺ کے قلب کو ایمان اور ہدایت کے لیے کھول دیا، علم کے فہم اور حکمت کو سنبھالنے کے لیے وسعت عطا فرمائی، اور آپ سے جاہلیت کے بھاری بوجھ کو دور کر دیا، نیز جاہلیت کی رسموں اور ان کے طریقوں کو آپ کے لیے ناپسندیدہ بنا دیا۔ اللہ نے اپنے دین کی فتح کے ساتھ ان سب پر غلبہ عطا کیا، اور آپ ﷺ سے رسالت و نبوت کی ذمہ داری کا بوجھ ہلکا کر دیا، کیونکہ آپ نے لوگوں تک وہ سب کچھ پہنچا دیا جو ان کے لیے نازل کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے عظیم مقام و مرتبہ کی تعریف کی اور آپ کے ذکر کو بلند کیا، یہاں تک کہ آپ کا نام اپنے نام کے ساتھ ذکر کیا۔" ([8]).

قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں نبی کریم ﷺ کے ذکر کو بلند کیا ہے۔ کوئی خطیب ہو، نماز پڑھنے والا ہو، یا گواہی دینے والا ہو، سب یہی کہتے ہیں: 'أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ' »([9]).

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: 'بے شک میرے رب اور آپ کے رب نے فرمایا: کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کا ذکر کیسے بلند کیا؟' میں نے کہا: اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ جبرائیل نے کہا: 'جب میرا ذکر کیا جائے تو آپ کا ذکر بھی میرے ساتھ کیا جائے۔» ([10]).

حضرت جعفر بن محمد الصادق رحمہ اللہ نے فرمایا: "جب بھی کوئی شخص آپ ﷺ کا ذکر رسالت کے ساتھ کرتا ہے تو وہ میرا ذکر ربوبیت کے ساتھ کرتا ہے۔"

---

[8] «الشفا»، قاضي عياض: (١/٦٣).

[9] «دلائل النبوة»، بيهقي: (٦٣/٧).

[10] «مسند ابي يعلي»: حديث نمبر(١٣٨٠)، «صحيح ابن حبان: حديث نمبر(٣٣٨٢).

بعض علماء نے اس کا اشارہ مقامِ شفاعت کی طرف کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے ذکر کو بھی شامل فرمایا، اور آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ جوڑ دیا، جیسا کہ فرمایا: ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ﴾ [آل عمران: ٣٢] (اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو)، اور فرمایا: ﴿آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ [النساء: ١٣٦] (اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ)۔

یہ دونوں آیات میں "واو" کے ذریعے دونوں کا ذکر اکٹھا کیا گیا ہے، اور یہ مرتبہ کسی اور کے حق میں جائز نہیں۔

تورات میں آپ ﷺ کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ۝﴾ [الأحزاب: ٤٥]۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے نبی ﷺ کے بارے میں مختلف خصوصیات بیان کی ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنی امت کے لئے اسلام کا پیغام پہنچانے میں گواہ بنایا گیا ہے، جو آپ کی خصوصیات میں سے ہے، اور آپ ﷺ کو اپنے اطاعت کرنے والوں کے لیے بشارت دینے والا اور نافرمانی کرنے والوں کے لیے ڈراوا دینے والا بنایا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو توحید اور عبادت کی طرف دعوت دینے والا اور حق کی رہنمائی کرنے والا روشن چراغ بھی بنایا گیا ہے۔

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے ملاقات کی، تو میں نے پوچھا: مجھے رسول اللہ ﷺ کی صفات کے بارے میں تورات میں بتاؤ؟ انہوں نے کہا: ''ہاں، اللہ کی قسم، وہ تورات میں کچھ صفات کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں جو قرآن میں بھی ہیں، اور وہ اُمیوں کے لیے حفاظتی ہیں۔ میں نے آپ کو متوکل نامی رکھا ہے، آپ نہ سخت ہیں اور نہ ہی بے جا غصہ کرنے والے، نہ بازاروں میں شور مچانے والے، اور نہ ہی برائی کا جواب برائی سے دیتے ہیں، بلکہ آپ معاف کرنے والے اور درگزر کرنے والے ہیں۔ اور اللہ آپ کو اس وقت تک نہیں اٹھائے گا جب تک کہ آپ کے ذریعے مائل قوم کو سیدھا نہ کرے، یہ کہنے کے ساتھ: لا الہ الا اللہ، اور آپ کے ذریعے وہ آنکھیں کھلیں گی جو اندھی ہیں، کان کھلیں گے جو بہرے ہیں، اور دل کھلیں گے جو بند ہیں۔» (1).

اور اسی طرح کا ذکر عبداللہ بن سلام اور کعب الاحبار سے بھی آیا ہے، اور ابن اسحاق نے اس میں اضافہ کیا: 'نہ بازاروں میں شور مچانے والا، نہ بے ہودگی میں مزین ہونے والا، نہ فحش باتیں کرنے والا۔ میں اسے ہر اچھائی کے لیے سنواروں گا، اور اسے ہر خوبصورت اخلاق عطا کروں گا۔ اس کا لباس سکینت ہوگا، اور اس کا شعار

---

١ (١) «صحیح بخاری»: حدیث نمبر(٥ ٢)، «مسند احمد»: حدیث نمبر(٦٦٢٢).

نیکی، اور اس کا ضمیر تقویٰ، اور اس کی عقل حکمت ہوگی۔ اس کی فطرت سچائی اور وفا ہوگی، اور اس کا اخلاق عفو اور نیکی ہوگا۔ اس کی روش عدل ہوگی، اور اس کی شریعت حق ہوگی، اور اس کی رہنمائی ہدایت ہوگی، اور اس کا دین اسلام ہوگا، اور اس کا نام احمد ہوگا۔ میں اس کے ذریعے گمراہی کے بعد ہدایت دوں گا، اور جاہل کے بعد علم عطا کروں گا، اور کثرت کے بعد اسے بڑھاؤں گا، اور قلیل کے بعد اسے زیادہ کروں گا، اور فقر کے بعد اسے غنی کروں گا، اور تفریق کے بعد اسے جمع کروں گا۔ میں اس کے ذریعے مختلف دلوں اور بکھرے ہوئے خواہشات اور مختلف قوموں کے درمیان محبت پیدا کروں گا، اور میں اس کی امت کو بہترین امت بناؤں گا جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے۔

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی صفت کے بارے میں تورات کا ذکر کیا: "میرا بندہ احمد، جو کہ چنیدہ ہے، اس کی پیدائش مکہ میں ہوگی، اور اس کی ہجرت مدینہ یا کہا: طیبہ کی طرف ہوگی، اور اس کی امت اللہ کی بہت زیادہ حمد کرنے والی ہوگی۔" ( ). ۲ ۱

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وہ جو (محمدﷺ) رسول (اللہ) کی جو نبی اُمی ہیں پیروی کرتے ہیں جن (کے اوصاف) کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کام سے روکتے ہیں۔ اور پاک چیزوں کو ان کے لیے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹہراتے ہیں اور ان پر سے بوجھ اور طوق جو ان (کے سر) پر (اور گلے میں) تھے اتارتے ہیں۔ تو جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی رفاقت کی اور انہیں مدد دی۔ اور جو نور ان کے ساتھ نازل ہوا ہے اس کی پیروی کی۔ وہی مراد پانے والے ہیں ۝﴾ [الأعراف: ١٥٧]۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ (اے محمدﷺ) خدا کی مہربانی سے تمہاری افتاد مزاج ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے۔ اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ تو ان کو معاف کردو اور

---

۲ (١) «المعجم الكبير»، الطبراني: حديث نمبر(٦ ٤ ١)، «مسند الديلمي»:(٩ ٧ ٣٧).

ان کے لئے (خدا سے) مغفرت مانگو۔ اور اپنے کاموں میں ان سے مشورت لیا کرو۔ اور جب (کسی کام کا) عزم مصمم کرلو تو خدا پر بھروسا رکھو۔ بے شک خدا بھروسا رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۞﴾ [آل عمران: ۱۵۹]۔

یہ آیات نبی کریم ﷺ کی صفات اور آپ کی رحمت کا ذکر کرتی ہیں، جو کہ آپ کی امت کے لیے ہدایت اور رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔

امام سمرقندی نے کہا: "اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی نعمت یاد دلائی کہ اس نے اپنے رسول کریم ﷺ کو مومنوں کے لیے رحم دل، شفقت کرنے والا، اور نرم مزاج بنایا۔ اور اگر آپ ﷺ سخت اور تند مزاج ہوتے تو لوگ ان کے گرد بکھر جاتے، لیکن اللہ نے انہیں سخی، آسان، نرم دل اور لطیف بنایا۔'

اور ان آیات میں جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے بارے میں نرمی اور محبت کے ساتھ نازل کی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے: ﴿ خدا تمہیں معاف کرے۔ تم نے پیشتر اس کے کہ تم پر وہ لوگ بھی ظاہر ہو جاتے ہیں جو سچے ہیں اور وہ بھی تمہیں معلوم ہو جاتے جو جھوٹے ہیں اُن کو اجازت کیوں دی ۞﴾ [التوبۃ: ٤٣]۔

آپ ﷺ کی خصوصیات

آپ ﷺ کی خصوصیات اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی نعمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو ان کے نام سے مخاطب کیا، جیسے: اے آدم! اے نوح! اے ابراہیم! اے داؤد! اے زکریا! اے یحییٰ! اے عیسیٰ! اور اسی طرح دیگر انبیاء کو مخاطب کیا، لیکن ہمارے نبی محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ان کے نام سے نہیں بلکہ "یا أیہا النبی" (اے نبی) [الأحزاب: ٤٥]، "یا أیہا الرسول" (اے رسول) [المائدة: ٦٧] یا "یا أیہا المزمل" (﴿اے (محمد ﷺ) جو کپڑا لپیٹے پڑے ہو ۝﴾ [المدثر:١] کے ساتھ مخاطب کیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی عظیم مرتبہ کی قسم کھائی، اور قرآن مجید میں فرمایا: "لعمرک" (آپ ﷺ کی زندگی کی قسم) [الحجر: ٧٢]۔ اس آیت کی تفسیر میں تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زندگی کی قسم کھا کر انہیں عظیم مرتبہ عطا فرمایا ہے، اور یہ قسم دنیا کی کسی اور ہستی کے لیے نہیں کھائی گئی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: "اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی پیدا کیا، اس میں سے کوئی ہستی نبی محمد ﷺ سے زیادہ عزت مند نہیں ہے۔"»([١٣]).

ابو الجوزاء رحمہ اللہ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے کسی بھی شخص کی زندگی پر محمد ﷺ کے سوا قسم نہیں کھائی، کیونکہ وہ اللہ کی نظر میں سب مخلوقات سے زیادہ معزز ہیں۔"

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿یس ۝ قسم ہے قرآن کی جو حکمت سے بھرا ہوا ہے ۝﴾ [یس: ١-٢]۔النقاش نے کہا: "اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بھی نبی کے لیے رسالت کی قسم نہیں کھائی، سوائے حضرت محمد ﷺ کے۔"

١٣() «مسند ابن ابی اسامہ»: حدیث نمبر (٩٣٤)، «دلائل النبوة »، ابو نعیم: حدیث نمبر (٢١).

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿آفتاب کی روشنی کی قسم ۝ اور رات (کی تاریکی) کی جب چھا جائے ۝﴾ [الضحی: ۱-۲]۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی تشریف اور تکریم کے چھ پہلو بیان کیے ہیں:

پہلا: اللہ تعالیٰ نے قسم کہا کر حضرت محمد ﷺ کے حالات اور رسالت کی سچائی کو بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿آفتاب کی روشنی کی قسم ۝ اور رات (کی تاریکی) کی جب چھا جائے ۝﴾ [الضحی: ۱-۲]۔، یعنی: اللہ کی قسموں کے ذریعے اپنے نبی ﷺ کی عظمت اور ان کی حالت کا ذکر کرتی ہیں۔

دوسرا: آپ ﷺ کے مقام اور اللہ کے نزدیک آپ کی محبوبیت کا اظہار، جیسا کہ آیت میں اللہ نے فرمایا: ﴿کہ (اے محمد ﷺ) تمہارے پروردگار نے نہ تو تم کو چھوڑا اور نہ (تم سے) ناراض ہوا ۝﴾ [الضحی: ۳]۔یعنی اللہ نے نبی کریم ﷺ کو تسلی دیتی ہے اور ان کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔

تیسرا: اللہ نے فرمایا: ﴿اور آخرت تمہارے لیے پہلی (حالت یعنی دنیا) سے کہیں بہتر ہے ۝﴾ [الضحی: ٤]۔ حضرت ابن اسحاق نے کہا: "یعنی آخرت میں آپ ﷺ کو جو عظیم انعامات ملیں گے وہ دنیا کی کسی بھی کرامت سے بڑھ کر ہوں گے۔" اور سہل رحمہ اللہ نے فرمایا: "یہ (آیت) کا مطلب ہے: 'جو کچھ میں نے آپ کے لیے شفاعت اور مقام محمود میں محفوظ رکھا ہے، وہ آپ کے لیے دنیا میں دی جانے والی چیزوں سے بہتر ہے۔'"

چوتھا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اور تمہیں پروردگار عنقریب وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے ۝﴾ [الضحی: ۵]۔

یہ آیت کرامت کے مختلف پہلوؤں، خوشی کی قسمیں اور دونوں جہانوں میں اللہ کی بے شمار نعمتوں کو بیان کرتی ہے۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا: اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو دنیا میں کامیابی اور آخرت میں (الفلج) اجر عطا فرما کر خوش کرے گا۔[١٤]

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو حوض کوثر اور شفاعت عطا کرے گا۔

اور بعض اہلِ بیت [١٥] نے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قرآن میں اس سے زیادہ امید والی آیت کوئی نہیں، اور رسول اللہ ﷺ اس بات پر راضی نہیں ہوں گے کہ ان کی امت کا کوئی فرد جہنم میں داخل ہو۔''»[١٦].

پانچواں: اللہ تعالیٰ نے اس سورہ کے باقی حصوں میں نبی کریم ﷺ پر اپنی نعمتوں کا ذکر کیا، جیسے آپ ﷺ کی ہدایت، اور لوگوں کی آپ ﷺ کے ذریعے ہدایت۔ اور جبکہ آپ ﷺ کے پاس مال نہ تھا، اللہ نے آپ ﷺ کو غنی کر دیا، یا آپ ﷺ کے دل میں قناعت اور غنا پیدا کیا۔ اور جب آپ ﷺ یتیم تھے، تو آپ کے چچا نے آپ پر شفقت کی اور آپ کو اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو بچپن، غربت اور یتیمی کی حالت میں بھی نظر انداز نہیں کیا، اور آپ ﷺ کو اپنی معرفت عطا کرنے سے پہلے کبھی چھوڑا نہیں اور نہ ہی آپ ﷺ سے نفرت کی، تو پھر آپ ﷺ کو چننے اور خاص مقام عطا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کیسے چھوڑ سکتا ہے؟!

چھٹا: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ اپنی نعمتوں کو ظاہر کریں اور ان کا شکر ادا کریں، اور جو شرف و مقام اللہ نے آپ ﷺ کو دیا ہے، اسے بیان کریں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اور مانگنے والے کو جھڑکی نہ دینا۝﴾ [الضحی: ١١]۔

١٤() الفلج کا مطلب ہے کہ: کامیابی

١٥() حضرت امام علي بن ابي طالب رضي الله عنہ.

١٦() «مسند الديلمي»: حدیث نمبر (٦١٩٥)، «الحلية»، ابو نعیم: (١٧٩/٣) .

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: ﴿تارے کی قسم جب غائب ہونے لگے۝﴾ [النجم: ۱] ، سے لے کر: ﴿انہوں نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کی کتنی ہی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۝﴾ [النجم: ۱۸]۔ان آیات میں نبی کریم ﷺ کے فضل اور شرف کا ایسا بیان ہے کہ جس کی گنتی نہیں کی جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی کہ نبی ﷺ کی ہدایت پر ہیں، اور ان کو ہر طرح کی نفسانی خواہشات سے پاک رکھا، اور جو کچھ انہوں نے تلاوت کیا وہ سراسر حق ہے، اور وہ وحی ہے جو انہیں اللہ کی طرف سے جبرائیل کے ذریعے پہنچائی گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی فضیلت کو واقعہ معراج میں بیان کیا، جب آپ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے، اور آپ کی آنکھوں نے جو کچھ دیکھا اس کی تصدیق کی گئی، اور یقیناً آپ ﷺ نے اپنے رب کی عظیم نشانیاں دیکھیں۔

اور اللہ نے اسی بات کی نشاندہی سورۃ الاسراء کے آغاز میں بھی کی گئی ہے، اور جب نبی کریم ﷺ نے اللہ کی عظمت و جلال کے مظاہر دیکھے اور ملائکہ کی دنیا کے عجائبات کا مشاہدہ کیا، تو یہ ایسی حقیقتیں تھیں جن کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا، اور انسانی عقل ان عظیم حقائق کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس عظمت کو اشاروں اور کنایوں میں بیان کیا، جو اس مقام کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے کافی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿پھر خدا نے اپنے بندے کی طرف جو بھیجا سو بھیجا۝﴾ [النجم: ۱۰]۔اس کلام کی قسم کو اہلِ نقد و بلاغت 'وحی اور اشارہ' کہتے ہیں، اور ان کے نزدیک یہ اختصار کے سب سے اعلیٰ درجے میں شمار ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿انہوں نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کی کتنی ہی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۝﴾ [النجم: ۱۸]۔ یہاں انسانی فہم ان وحیوں کی تفصیلات تک پہنچنے سے قاصر ہے، اور عقلیں ان عظیم نشانیوں کو سمجھنے میں حیران و سرگرداں ہیں۔

اس آیات میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے نبی کریم ﷺ کی تزکیہ پر مشتمل ہیں اور اس کی آفات سے حفاظت کی نشاندہی کرتی ہیں۔ اس نے اس کے دل، زبان اور اعضاء کی تزکیہ کی۔

آپ ﷺ کے دل کی تزکیہ کی گئی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ جو کچھ انہوں نے دیکھا ان کے دل نے اس کو جھوٹ نہ مانا۝﴾ (النجم: ١١)۔

آپ ﷺ کی زبان کی تزکیہ کی گئی، جیسا کہ فرمایا: ﴿ اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں۝﴾ (النجم: ٣)۔

آپ ﷺ کی نظر کی تزکیہ کی گئی، جیسا کہ فرمایا: ﴿ ان کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ (حد سے) آگے بڑھی۝﴾ (النجم: ١٧)۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ ہم کو ان ستاروں کی قسم جو پیچھے ہٹ جاتے ہیں۝﴾ (التکویر: ١٥) اور پھر فرمایا: اور یہ شیطان مردود کا کلام نہیں۝﴾ (التکویر: ٢٥)۔

مقصد ہے کہ: "میں (اللہ تعالیٰ) قسم کھاتا ہوں کہ یہ ایک رسول اکرم کا قول ہے"، یعنی یہ رسول ﷺ اللہ کے رسولوں کے نزدیک باعزت ہے، اور اسے وحی پہنچانے میں قوت حاصل ہے، اپنے رب کے نزدیک مقام میں ممتاز ہے، آسمان میں مطاع ہے، اور وحی کا امین ہے۔

حضرت علی بن عیسیٰ اور دیگر نے کہا: "یہاں 'با عزت رسول' کا مطلب محمد ﷺ ہے، اور تمام اوصاف اسی کے لیے شمار کیے جاتے ہیں۔"

اور دوسرے نے کہا: وہ جبریل ہیں، تو ان اوصاف جبریل کے ہین: اور بے شک نبی محمد ﷺ نے انہیں دیکھا۔

کہا گیا کہ: انہوں نے اپنے رب کو دیکھا، اور کہا گیا کہ: انہوں نے جبریل کو اس کی صورت میں دیکھا (اور وہ پوشیدہ باتوں (کے ظاہر کرنے) میں بخیل نہیں) (التکویر: ٢٤)۔ یعنی: ان کی طرف، اور جو شخص اسے "ضاد" سے پڑھے، اس کا مطلب ہے: وہ دعوت دینے اور علم کی باتوں میں بخل نہیں کرتا، اور یہ محمد ﷺ کے لیے متفقہ طور پر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ نٓ۔ قلم کی اور جو (اہل قلم) لکھتے ہیں اس کی قسم ۝ ﴾ (القلم: ١)، اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم قسم کے ذریعے مصطفیٰ ﷺ کی تنزیہ کا قسم کھایا، جس پر کافروں نے عیب لگایا اور انہیں جھوٹا کہا، اور نبی ﷺ کی امیدیں بڑھائیں، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿ کہ (اے محمد ﷺ) تم اپنے پروردگار کے فضل سے دیوانے نہیں ہو ۝ ﴾ (القلم: ٢)۔

یہ بات چیت میں بہترین سلوک کا اختتام اور گفتگو میں اعلیٰ آداب کی علامت ہے، پھر اللہ نے نبی کریم ﷺ کو وہ نعمتیں اور انعامات بتائے جو اس کے پاس ہیں، جن کا نہ کوئی حساب ہے اور نہ ان پر فخر کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿ اور تمہارے لئے بے انتہا اجر ہے ۝ ﴾ (القلم: ٣)۔

پھر اللہ نے نبی ﷺ پر ان کی عطاؤں اور ہدایتوں کے حوالے سے تعریف کی، اور اس کی تاکید کی تاکہ تمجید میں اضافہ ہو، جیسا کہ فرمایا: ﴿ اور اخلاق تمہارے بہت (عالی) ہیں ۝ ﴾ (القلم: ٤)۔ کہا گیا کہ: یہ قرآن ہے، اور کہا گیا کہ: یہ اسلام ہے، اور کہا گیا کہ: یہ اچھا کردار ہے، اور کہا گیا کہ: آپ کی ہمت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

حضرت الواسطي نے کہا: "اللہ نے ان کی اچھے قبول کرنے کی تعریف کی، جو انہوں نے اپنے انعامات سے عطا کیا اور اس کے ذریعے انہیں دوسرے لوگوں پر فضیلت دی، کیونکہ اللہ نے انہیں اس نیک اخلاق پر پیدا کیا۔"

پس سبحان اللہ، وہ لطیف، احسان کرنے والا اور مہربان ہے، جس نے خیر کی راہ ہموار کی اور اس کی طرف ہدایت کی، پھر اس کے عامل کی تعریف کی اور اس کی جزا دی۔ سبحان اللہ، اس کے انعامات کتنے وسیع ہیں اور اس کی مہربانی کیسی ہے۔

پھر اللہ نے ان کی باتوں سے انہیں ﷺ تسلی دی، جو انہیں ﷺ آخرت کے وعدے سے دی، اور ان کو دھمکی دی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿سو عنقریب تم بھی دیکھ لو گے اور یہ (کافر) بھی دیکھ لیں گے ۝﴾ (القلم: ۵)، یہ تین آیات۔

پھر اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی تعریف کے بعد ان کے دشمن کی مذمت کی، اور ان کی بدخلقی کا ذکر کیا، اور ان کی عیوب کو بیان کیا، اس کو نبی ﷺ کے حق میں اپنی فضیلت کے ساتھ جوڑتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمن کی بدی کے بارے میں کچھ خصوصیات کا ذکر کیا، جیسا کہ فرمایا: ﴿تو تم جھٹلانے والوں کا کہا نہ ماننا ۝﴾ (القلم: ۸) سے لے کر ﴿جب اس کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ لگلے لوگوں کے افسانے ہیں ۝﴾ (القلم: ۱۵) تک، پھر اس کے بعد سچے وعید کے ساتھ اس کی تمام بربادی اور ناکامی کے اختتام کا ذکر کیا، جیسا کہ فرمایا: ﴿ہم عنقریب اس کی ناک پر داغ لگائیں گے ۝﴾ (القلم: ۱٦)۔ پس اللہ تعالیٰ کی نبی ﷺ کی نصرت اپنی نصرت سے زیادہ مکمل تھی، اور دشمن پر اللہ کا رد نبی ﷺ کے رد سے زیادہ مؤثر تھا۔

اور آیات میں سے ایک آیت وہ ہے جس میں نبی ﷺ کے لیے شفقت اور احترام کا ذکر ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (طہ ۝ (اے محمد ﷺ) ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ ۝) (طہ: ۱-۲)۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب نبی ﷺ رات بھر جاگنے اور تھکاوٹ برداشت کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

ربیع بن انس سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: "جب نبی ﷺ نماز پڑھتے، تو ایک ٹانگ پر کھڑے ہوتے اور دوسری ٹانگ اٹھاتے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: 'اے محمد، زمین پر قدم رکھو' ﴿اور میں نے تم کو انتخاب کرلیا

ہے تو جو حکم دیا جائے اسے سنو﴿﴾ (طہ: ۱۳)۔ اور اس میں کسی بھی طرح کی عزت اور حسن سلوک کی کوئی کمی نہیں ہے۔

اور اگر ہم 'طہ' کو نبی ﷺ کے ناموں میں شمار کریں، جیسا کہ کہا گیا ہے، یا یہ قسم کے طور پر لی جائے، تو یہ پچھلی آیات کے ساتھ مربوط ہو جائے گا۔ اور اسی طرح کی شفقت اور مہربانی کی مثال ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ (اے پیغمبر) اگر یہ اس کلام پر ایمان نہ لائیں تو شاید تم کے ان پیچھے رنج کر کر کے اپنے تئیں ہلاک کردو گے ﴿﴾ (الکہف: ٦)۔ یہاں 'باخع' کا مطلب ہے: قاتل۔

اور اس موضوع میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی شامل ہے: ﴿ پس جو حکم تم کو (خدا کی طرف سے) ملا ہے وہ (لوگوں کو) سنا دو اور مشرکوں کا (ذرا) خیال نہ کرو ﴿﴾ (الحجر: ٩٤) سے لے کر ﴿ اور ہم جانتے ہیں کہ ان باتوں سے تمہارا دل تنگ ہوتا ہے ﴿﴾ (الحجر: ٩٧) تک، اور اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ اور تم سے پہلے بھی پیغمبروں کے ساتھ استہزاء ہوتا رہا ہے تو جو لوگ ان میں سے تمسخر کیا کرتے تھے ان کو اسی (عذاب) نے جس کی ہنسی اُڑاتے تھے آگھیرا ﴿﴾ (الأنبياء: ٤١)۔

حضرت مکی نے کہا: "اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو ان باتوں کے ذریعے تسلی دی اور ان کے لیے مشرکین کی طرف سے آنے والی مشکلات کو ہلکا کیا۔

اسی طرح کی تسلی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں بھی ہے: ﴿ اور (اے پیغمبر) اگر یہ لوگ تم کو جھٹلائیں تو تم سے پہلے بھی پیغمبر جھٹلائے گئے ہیں۔ اور (سب) کام خدا ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے ﴿﴾ (فاطر: ٤)۔ اور اس کے بعد فرمایا: ﴿ اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کے پاس جو پیغمبر آتا وہ اس کو جادوگر یا دیوانہ کہتے ﴿﴾ (الذاریات: ٥٢)۔ تو اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو سابقہ قوموں اور ان کے انبیاء کے ساتھ پیش آنے والی مشکلات کا

ذکر کر کے تسلی دی، تاکہ انہیں یہ معلوم ہو کہ وہ پہلے شخص نہیں ہیں جو اس طرح کے حالات کا سامنا کر رہا ہے۔ پھر اللہ نے نبی ﷺ کو تسلی دی اور ان کا عذر واضح کیا، جیسا کہ فرمایا: ﴿ تو ان سے اعراض کرو۔ تم کو (ہماری) طرف سے ملامت نہ ہوگی ۝ ﴾ (الذاریات: ٥٤) -

اور اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے: ﴿ اور تم اپنے پروردگار کے حکم کے انتظار میں صبر کئے رہو۔ تم تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہو اور جب اُٹھا کرو تو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کیا کرو ۝ ﴾ (الطور: ٤٨) یعنی: "ان کی ایذاؤں پر صبر کرو، کیونکہ ہم (اللہ) تمہیں دیکھ رہے ہیں اور تمہاری حفاظت کر رہے ہیں۔" اللہ تعالیٰ نے اس مضمون میں بہت سی آیات میں نبی ﷺ کو تسلی دی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے عزیز کتاب میں نبی ﷺ کی عظمت اور ان کی شرف مقام کی خبر دی ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿ اور جب خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمھیں ضرور اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی مدد کرنی ہوگی اور (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ بھلا تم نے اقرار کیا اور اس اقرار پر میرا ذمہ لیا (یعنی مجھے ضامن ٹھہرایا) انہوں نے کہا (ہاں) ہم نے اقرار کیا (خدا نے) فرمایا کہ تم (اس عہد وپیمان کے) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں ۝ ﴾ (آل عمران: ٨١)۔

حضرت ابو الحسن قابسی نے کہا: "اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو ایک ایسے فضل سے نوازا ہے جو کسی اور کو نہیں دیا، اور یہی وہ چیز ہے جس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔"

مفسرین نے کہا: "اللہ نے وحی کے ذریعے عہد لیا، اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا مگر یہ کہ محمد ﷺ کا ذکر کیا اور انہیں وصف دیا، اور ان پر یہ عہد لیا کہ اگر وہ انہیں پائیں گے تو ان پر ایمان لائیں گے۔"

اور کہا گیا کہ: وہ اپنے لوگوں کو ان کے بارے میں بتائے اور ان سے عہد لے کہ وہ اس کی بات کو ان کے بعد آنے والوں تک پہنچائیں۔" اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ اور جب خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمھیں ضرور اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی مدد کرنی ہوگی اور (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ بھلا تم نے اقرار کیا اور اس اقرار پر میرا ذمہ لیا (یعنی مجھے ضامن ٹھہرایا) انہوں نے کہا (ہاں) ہم نے اقرار کیا (خدا نے) فرمایا کہ تم (اس عہد وپیمان کے) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں ﴾۔ (آل عمران: ۸۱)، یہ خطاب اہل کتاب کے لیے جو آپ ﷺ کے معاصرین تھے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اللہ نے آدم سے لے کر جو بھی نبی بھیجا، اس نے محمد ﷺ کے بارے میں عہد لیا کہ اگر وہ زندہ ہوں گے تو ان پر ایمان لائیں گے، اور ان کی مدد کریں گے، اور اس عہد کو اپنے لوگوں سے بھی لے گا۔"»(١٧).

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور تم سے نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے۔ اور عہد بھی اُن سے پکّا لیا ﴾۔(الأحزاب: ۷) اور ﴿ (اے محمد ﷺ) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح اور ان سے پچھلے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔ اور ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف بھی ہم نے وحی بھیجی تھی اور داؤد کو ہم نے زبور بھی عنایت کی تھی ﴾ -(النساء: ١٦٣)۔

روایت ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا کہ ایک موقع پر نبی ﷺ کی بات سن کر وہ رو پڑے، اور کہا: "میرے ماں باپ آپ پر قربان، یا رسول اللہ! آپ کی فضیلت اللہ کے نزدیک اس قدر بڑھ گئی ہے کہ آپ آخری نبی کے طور

١٧() «الجامع»، السيوطي: (٣٤٦١٠)، «الكنز»، المتقي: (٤٢٩٦).

پر بھیجے گئے اور آپ کا ذکر پہلے انبیاء میں کیا گیا۔" جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿ اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور تم سے نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے۔ اور عہد بھی اُن سے پکّا لیا ۝﴾۔ (الأحزاب: ٧)۔ اور میرے ماں باپ آپ پر قربان، یا رسول اللہ! آپ کی فضیلت اس قدر ہے کہ اہل جہنم چاہیں گے کہ وہ آپ کی اطاعت کرتے، جب کہ وہ عذاب میں مبتلا ہوں گے: ﴿ جس دن ان کے منہ آگ میں الٹائے جائیں گے کہیں اے کاش ہم خدا کی فرمانبرداری کرتے اور رسول (خدا) کا حکم مانتے ۝﴾ (الأحزاب: ٦٦)۔

قتادہ نے کہا: "نبی ﷺ نے فرمایا: 'میں تمام انبیاء میں پہلے پیدا کیا گیا اور آخری بار بھیجا گیا، اس لیے یہاں ان کا ذکر نوح اور دیگر انبیاء سے پہلے آیا۔'"(١٨)

حضرت السمرقندی نے کہا: "اس میں ہمارے نبی ﷺ کی فضیلت ہے کہ انہیں دوسرے انبیاء سے پہلے ذکر کیا گیا، حالانکہ وہ آخری نبی ہیں جو بھیجے گئے۔"

اور اس کا مطلب یہ ہے: اللہ تعالیٰ نے ان سے میثاق لیا جب انہیں آدم علیہ السلام کی پشت سے ذروں کی مانند نکالا، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ یہ پیغمبر (جو ہم وقتاً فوقتاً بھیجتے رہیں ہیں) ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض ایسے ہیں جن سے خدا نے گفتگو فرمائی اور بعض کے (دوسرے امور میں) مرتبے بلند کئے۔ اور عیسیٰ بن مریم کو ہم نے کھلی ہوئی نشانیاں عطا کیں اور روح القدس سے ان کو مدد دی۔ اور اگر خداچاہتا تو ان سے پچھلے لوگ اپنے پاس کھلی نشانیاں آنے کے بعد آپس میں نہ لڑتے لیکن انہوں نے اختلاف

---

(١٨) «طبقات ابن سعد»: (١٤٩/١).

کیا تو ان میں سے بعض تو ایمان لے آئے اور بعض کافر ہی رہے۔ اور اگر خدا چاہتا تو یہ لوگ باہم جنگ و قتال نہ کرتے۔ لیکن خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے ﴿﴾ (البقرۃ: ٢٥٣)۔

مفسرین نے کہا: "اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ﴿﴾ (سبأ: ٢٨) سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں، کیونکہ انہیں سرخ و سیاہ (تمام انسانیت) کے لئے مبعوث کیا گیا، اور ان کے لیے غنائم حلال کر دی گئیں، اور ان کے ہاتھوں پر معجزات ظاہر ہوئے، اور کوئی نبی ایسا نہیں جسے فضیلت یا کرامت عطا ہوئی ہو مگر حضرت محمد ﷺ کو اس کی مثل عطا کی گئی۔"

اور بعض نے کہا: حضرت محمد ﷺ کی فضیلت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو ان کے ناموں سے مخاطب کیا، لیکن آپ ﷺ کو نبوت اور رسالت کے ساتھ مخاطب کیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اور خدا ایسا نہ تھا کہ جب تک تم ان میں سے تھے انہیں عذاب دیتا۔ اور ایسا نہ تھا کہ وہ بخششیں مانگیں اور انہیں عذاب دے ﴿﴾ (الأنفال: ٣٣)، یعنی: جب تک آپ ﷺ مکہ میں موجود تھے، انہیں عذاب نہیں دے گا۔ اور جب آپ ﷺ وہاں سے ہجرت فرما کر نکلے تو اللہ نے فرمایا: ﴿اور ایسا نہ تھا کہ وہ بخششیں مانگیں اور انہیں عذاب دے ﴿﴾ (الأنفال: ٣٣)، اور یہ آپ ﷺ کی فضیلت کو ظاہر کرنے والی روشن دلیل ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو تمام جہان کے لئے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے ﴿﴾ (الأنبیاء: ١٠٧)۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں اپنے صحابہ کے لیے امان ہوں"۔( )، کہا گیا کہ ان[٩] کے لیے[١] بدعات سے امان ہے، اور کہا گیا کہ اختلاف اور فتنوں سے امان ہے۔

---

٩ [١]() «المستدرک علی الصحیحین»، الحاکم: (٣٦٧٦)، «المعجم الأوسط»، الطبرانی: (٦٦٨٧).

اور بعض نے کہا: "رسول کریم ﷺ سب سے بڑی امان ہیں۔ اور جب تک آپ کی سنت زندہ ہے، آپ ﷺ کا وجود باقی ہے۔ لیکن جب آپ کی سنت کو مٹا دیا جائے گا تو بلاؤں اور فتنوں کا انتظار کرو۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ خدا اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں۔ مومنو تم بھی ان پر دُرود اور سلام بھیجا کرو ۝﴾ (الأحزاب: ٥٦)۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی فضیلت کو بیان کیا اپنی اور اپنے فرشتوں کی درود بھیجنے کی صورت میں، پھر اپنے بندوں کو بھی آپ ﷺ پر درود اور سلام بھیجنے کا حکم دیا۔

اور ابو بکر بن فورک نے نقل کیا کہ بعض علماء نے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان "وجعلت قرة عيني في الصلاة" (میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے) ([2])کی یہ تاویل کی ہے کہ اس سے مراد اللہ کی آپ ﷺ پر درود بھیجنا اور اس کے فرشتوں کا درود ہے، اور اللہ کا امت کو قیامت تک اس کا حکم دینا ہے۔ فرشتوں کی طرف سے درود کی مثال دعا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اگر تم دونوں خدا کے آگے توبہ کرو (تو بہتر ہے کیونکہ) تمہارے دل کج ہوگئے ہیں۔ اور اگر پیغمبر (کی ایذا) پر باہم اعانت کرو گی تو خدا اور جبریل اور نیک کردار مسلمان ان کے حامی (اور دوستدار) ہیں۔ اور ان کے علاوہ (اور) فرشتے بھی مددگار ہیں۝﴾ (التحريم: ٤)، یعنی اس کا مددگار اللہ ہے، اور جبریل، اور صالح مؤمنین ہیں۔ بعض نے کہا کہ صالح مؤمنین سے مراد انبیاء ہیں، بعض نے کہا کہ اس سے مراد فرشتے ہیں، اور بعض نے کہا کہ ابو بکر، عمر اور علی رضی اللہ عنہم مراد ہیں، اور بعض نے کہا کہ مؤمنین ظاہری طور پر مراد ہیں۔

---

[2]() «المستدرك على الصحيحين»، الحاكم: (٢٦٧٦)، «مسند أحمد»: (١٤٠٣٧).

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ (اے محمدﷺ) ہم نے تم کو فتح دی۔ فتح بھی صریح وصاف ۝﴾ (الفتح: ۱) سے ﴿ جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پھر جو عہد کو توڑے تو عہد توڑنے کا نقصان اسی کو ہے۔ اور جو اس بات کو جس کا اس نے خدا سے عہد کیا ہے پورا کرے تو وہ اسے عنقریب اجر عظیم دے گا ۝﴾ (الفتح: ۱۰) تک۔ ان آیات میں رسول اللہ ﷺ کی فضیلت، آپ ﷺ کی تعریف، اور اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ ﷺ کی عظیم قدر و منزلت کو بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خوشخبری سنائی کہ آپ ﷺ کو اپنے دشمن پر غلبہ، اپنے کلمے اور شریعت کی بلندی عطا کی، اور آپ ﷺ کے لیے مغفرت کا وعدہ کیا۔ ( ) [۱] [۲].

بعض علماء نے کہا: "اس سے مراد وہ گناہ ہیں جو ہو چکے اور جو نہیں ہوئے۔ یعنی آپ ﷺ کو مکمل مغفرت دی گئی ہے۔"

اور حضرت مکی نے کہا: "اللہ تعالیٰ نے مغفرت کا سبب اپنی نعمت کو بنایا ہے، اور سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے، جو نعمت کے بعد نعمت اور فضل کے بعد فضل عطا کرتا ہے۔" پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿تاکہ خدا تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کردے اور تمہیں سیدھے رستے چلائے ۝﴾ (الفتح: ۲)۔

کہا گیا ہے: "تمہارے لیے وہ لوگ بھی خضوع کریں گے جو تمہارے مقابلے میں تکبر کرتے تھے۔" اور کہا گیا: "اس سے مراد مکہ اور طائف کا فتح ہونا ہے۔" اور کہا گیا: "آپ ﷺ کا ذکر دنیا میں بلند ہونا، آپ ﷺ کی نصرت،

---

[۲۱]() اس سے یہ نہیں سمجھا جانا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ گناہ ہیں جن کی اللہ نے انہیں معافی کی خبر دی ہے، کیونکہ آپ ﷺ نبی ہیں، اور اللہ کے نبی عصمت سے محفوظ ہوتے ہیں، اس لیے وہ چھوٹے یا بڑے گناہوں میں مبتلا نہیں ہوتے۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ کا کوئی گناہ ہوتا یا ہو سکتا ہے تو وہ آپ کے لیے معاف ہے۔ ایک عارف نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے گناہ کی نسبت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ خود گناہ کرتے ہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اور ان کے بارے میں گناہ کرتا ہے، جیسے کوئی ان کو گالی دے یا جھوٹا قرار دے۔ اللہ کی نعمتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ اپنے پر ظلم کرنے والے کی بھی معافی کرتے ہیں، اگر وہ ان سے معافی مانگے، کیونکہ آپ ﷺ پوری دنیا کے لیے رحمت ہیں۔

اور آپ کے لیے مغفرت کا وعدہ۔" پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا :﴿ اور ہم نے (اے محمد ﷺ) تم کو حق ظاہر کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور خوف دلانے والا (بنا کر) بھیجا ہے ۝﴾ (الفتح: ۸)، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی خوبیاں اور خصوصیات بیان کی ہیں۔ اور فرمایا :﴿ تاکہ (مسلمانو) تم لوگ خدا پر اور اس کے پیغمبر پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کو بزرگ سمجھو۔ اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو ۝﴾ (الفتح: ۹)، یعنی تم انہیں (نبی ﷺ کو) عزت دو اور تعظیم کرو۔

بعض نے "تعزروہ" کو دو زاء کے ساتھ پڑھا ہے، جس کا مطلب ہے عزت دینا۔ زیادہ تر علماء کا کہنا ہے کہ یہ تعظیم و توقیر رسول ﷺ کے حق میں ہے۔ پھر فرمایا" :وتسبحوہ"، جو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو۔

ابن عطا نے کہا: "اس سورہ میں نبی ﷺ کے لیے مختلف نعمتیں جمع کی گئی ہیں:

- واضح فتح: جو قبولیت کی علامتوں میں سے ہے۔
- مغفرت: جو محبت کی علامتوں میں سے ہے۔
- نعمت کی تکمیل: جو خصوصی مقام کی علامتوں میں سے ہے۔
- ہدایت: جو ولایت کی علامتوں میں سے ہے۔

مغفرت عیوب سے پاکیزگی ہے، نعمت کی تکمیل کامل درجے تک پہنچنا ہے، اور ہدایت مشاہدہ کی دعوت دینا ہے۔"

جعفر بن محمد نے کہا: "اللہ کی اس نعمت کی تکمیل میں یہ بھی شامل ہے کہ اللہ نے نبی ﷺ کو اپنا محبوب بنایا، آپ ﷺ کی زندگی کی قسم کھائی، آپ ﷺ کے ذریعے سے دوسری شریعتوں کو منسوخ کیا، آپ ﷺ کو معراج کے ذریعے اعلیٰ مقام تک پہنچایا، اور معراج میں آپ ﷺ کی حفاظت کی، یہاں تک کہ نہ آپ کی آنکھ بھٹکی

اور نہ حد سے بڑھی۔ اللہ نے آپ ﷺ کو سرخ و سیاہ (تمام انسانیت) کی طرف مبعوث کیا، آپ اور آپ کی امت کے لیے غنیمت کو حلال کیا، اور آپ ﷺ کو شفیع مقرر کیا جو شفاعت قبول کیا جائے گا، آپ ﷺ کو بنی آدم کا سردار بنایا، آپ ﷺ کے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ جوڑا، اپنی رضا کو آپ کی رضا کے ساتھ ملا دیا، اور آپ ﷺ کو توحید کے دو رکنوں میں سے ایک بنایا۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پھر جو عہد کو توڑے تو عہد توڑنے کا نقصان اسی کو ہے۔ اور جو اس بات کو جس کا اس نے خدا سے عہد کیا ہے پورا کرے تو وہ اسے عنقریب اجر عظیم دے گا ۝﴾ (الفتح: ١٠)، یعنی: "وہ لوگ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں، درحقیقت وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔" "ید اللہ فوق أیدیهم "سے مراد ہے کہ ان کی بیعت کے وقت اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر تھا۔ بعض نے کہا کہ یہاں مراد اللہ کی طاقت ہے، بعض نے کہا کہ اس سے مراد اس کا ثواب ہے، اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد اللہ کی طرف سے انعام ہے۔ یہ استعارات اور کلام میں تجنیس ہے، جس سے ان کی بیعت کی پختگی اور نبی ﷺ کی بیعت کی عظمت کو مزید واضح کیا گیا ہے۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہو سکتا ہے: ﴿تم لوگوں نے ان (کفار) کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے انہیں قتل کیا۔ اور (اے محمد ﷺ) جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں۔ اس سے یہ غرض تھی کہ مومنوں کو اپنے (احسانوں) سے اچھی طرح آزمالے۔ بے شک خدا سنتا جانتا ہے ۝﴾ (الأنفال: ١٧)، اگرچہ پہلا بیان مجاز کے باب میں ہے، اور یہ حقیقت کے باب میں ہے، کیونکہ حقیقت میں قاتل اور پھینکنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی ان کے عمل، ان کے پھینکنے، ان کی قدرت، اور اس پر اپنی مشیت کا خالق ہے۔ اس لیے کہ انسانوں کے بس میں یہ نہیں تھا کہ وہ اس پھینکے کو وہاں تک پہنچا

سکیں جہاں تک اللہ نے اسے پہنچایا، یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ بچا جس کی آنکھیں اس سے بھر نہ گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ عزیز میں جو اپنے نبی ﷺ کی عزت وتکریم اور ان کے مقام کو ظاہر کیا ہے، اس میں سے ایک واقعہ وہ ہے جو اللہ نے واقعہ معراج میں بیان کیا" :سبحان "اور سورہ النجم میں، اور اس قصے میں نبی ﷺ کے عظیم مقام، ان کی قربت، اور ان کے مشاہدے کو بیان کیا گیا ہے، جو انہوں نے معراج میں عجائب میں سے دیکھا۔ اسی طرح اللہ نے آپ ﷺ کی لوگوں سے حفاظت فرمائی، جیسا کہ فرمایا: ﴿ اے پیغمبر جو ارشادات خدا کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں سب لوگوں کو پہنچا دو اور اگر ایسا نہ کیا تو تم خدا کے پیغام پہنچانے میں قاصر رہے (یعنی پیغمبری کا فرض ادا نہ کیا) اور خدا تم کو لوگوں سے بچائے رکھے گا بیشک خدا منکروں کو ہدایت نہیں دیتا۝﴾ (المائدة: ٦٧)، اور فرمایا: ﴿ اور (اے محمدﷺ اس وقت کو یاد کرو) جب کافر لوگ تمہارے بارے میں چال چل رہے تھے کہ تم کو قید کر دیں یا جان سے مار ڈالیں یا (وطن سے) نکال دیں تو (ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (اُدھر) خدا چال چل رہا تھا۔ اور خدا سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۝﴾ (الأنفال: ٣٠)۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿ اگر تم پیغمبر کی مدد نہ کرو گے تو خدا اُن کا مددگار ہے (وہ وقت تم کو یاد ہوگا) جب ان کو کافروں نے گھر سے نکال دیا۔ (اس وقت) دو (ہی ایسے شخص تھے جن) میں (ایک ابوبکرؓ تھے) اور دوسرے (خود رسول اللہ) جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے اس وقت پیغمبر اپنے رفیق کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تو خدا نے ان پر تسکین نازل فرمائی اور ان کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم کو نظر نہیں آتے تھے اور کافروں کی بات کو پست کر دیا۔ اور بات تو خدا ہی کی بلند ہے۔ اور خدا زبردست (اور) حکمت والا ہے۝﴾ (التوبة:٤٠)، اور اس قصے میں اللہ تعالیٰ نے جس طرح ان سے آپ ﷺ کو بچایا، جب انہوں نے آپ

کو نقصان پہنچانے کے لیے پوری کوشش کی تھی، لیکن اللہ نے آپ ﷺ کو صحیح سالم نجات عطا کی۔ جب آپ ﷺ غار سے نکلے، تو اللہ نے ان کی آنکھوں کو آپ ﷺ سے روک دیا، اور وہ آپ ﷺ کے تعاقب سے غافل ہو گئے۔ اسی طرح غار میں آپ ﷺ پر سکینت کا نزول اور حضرت سراقہ بن مالک کی کہانی، جو کہ اہل حدیث اور سیرت نگاروں نے غار کے واقعے اور ہجرت کے قصے میں بیان کی ہے، ان سب میں عظیم نشانیاں ظاہر ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿(اے محمدﷺ) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے۔ ۝ تو اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھا کرو اور قربانی دیا کرو۔ ۝ کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا ﴾ (الکوثر: ۱-۳)، اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو خوشخبری دی کہ اس نے آپ کو کوثر عطا کیا ہے۔ "کوثر" جنت میں ایک نہر ہے، اور اس کے بارے میں دیگر اقوال بھی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے دشمن کو جواب دیا اور اس کے دعوے کو رد کیا، فرمایا: (إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الأَبْتَرُ)، یعنی آپ کا دشمن اور آپ سے بغض رکھنے والا ہی "ابتر" ہے، یعنی حقیر، ذلیل اور وہ جو تنہا اور بے خیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿ اور ہم نے تم کو سات (آیتیں) جو (نماز میں) دہرا کر پڑھی جاتی ہیں (یعنی سورۂ الحمد) اور عظمت والا قرآن عطا فرمایا ہے ۝﴾ (الحجر: ۸۷)،

کہا گیا ہے: "سات مثانی" پہلی طویل سورتیں ہیں، اور قرآن عظیم ام القرآن (سورۃ فاتحہ) ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے: سات مثانی ام القرآن ہیں، اور قرآن عظیم باقی قرآن ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿ اور (اے محمدﷺ) ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۝﴾ (سبأ: ۲۸)، اور فرمایا: ﴿ (اے محمدﷺ) کہہ دو کہ لوگو میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا (یعنی اس کا رسول) ہوں۔ (وہ) جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندگانی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ تو خدا پر اور اس کے رسول پیغمبر اُمی پر جو خدا پر

اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں ایمان لاؤ اور ان کی پیروی کرو تاکہ ہدایت پاؤ ﴿﴾ (الأعراف:)۔ یہ سب نبی ﷺ کی خصوصیات میں سے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان بولتا تھا تاکہ انہیں (احکام خدا) کھول کھول کر بتا دے۔ پھر خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے ﴿﴾ (إبراهيم: ٤)، یعنی ہر نبی کو اس کی قوم کی زبان میں بھیجا، جبکہ محمد ﷺ کو تمام انسانوں کے لیے بھیجا گیا، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے سرخ و سیاہ دونوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے"۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿ پیغمبر مومنوں پر اُن کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔ اور رشتہ دار آپس میں کتاب اللہ کے رُو سے مسلمانوں اور مہاجروں سے ایک دوسرے (کے ترکے) کے زیادہ حقدار ہیں۔ مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے احسان کرنا چاہو۔ (تو اور بات ہے) ۔ یہ حکم کتاب یعنی (قرآن) میں لکھ دیا گیا ہے ﴿﴾ (الأحزاب: ٦)۔

مفسرین نے کہا کہ "أولى بالمؤمنين" کا مطلب یہ ہے کہ جو حکم نبی ﷺ نے ان کے لیے نافذ کیا، وہ ان پر لازم ہے، جیسے مالک کا حکم اپنے غلام پر لازم ہوتا ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ نبی ﷺ کے حکم کی پیروی کرنا اپنی خواہشات کی پیروی سے زیادہ اہم ہے۔ آپ کی ازواجِ مطہرات مؤمنین کی مائیں ہیں، یعنی حرمت میں ماؤں کی طرح ہیں، ان سے نبی ﷺ کے بعد نکاح حرام ہے، یہ نبی ﷺ کے احترام اور خصوصیت کے طور پر ہے، کیونکہ وہ آخرت میں بھی نبی ﷺ کی ازواج ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿ اور اگر تم پر خدا کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو ان میں سے ایک جماعت تم کو بہکانے کا قصد کر ہی چکی تھی اور یہ اپنے سوا (کسی کو) بہکا نہیں سکتے اور نہ تمہارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں اور خدا نے تم پر

کتاب اور دانائی نازل فرمائی ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھائی ہیں جو تم جانتے نہیں تھے اور تم پر خدا کا بڑا فضل ہے﴿۝﴾ (النساء: ۱۱۳)،

کہا گیا کہ "فضلہ العظیم" سے مراد نبوت ہے، اور بعض نے کہا کہ یہ اشارہ ہے اس بلند مقام کی طرف جو آپ ﷺ کے لیے ازل سے مقدر تھا۔ الواسطي نے اشارہ کیا کہ یہ اس عظیم استعداد کی طرف ہے، جو نبی ﷺ نے اللہ کی رؤیت کو برداشت کیا، جو حضرت موسی علیہ السلام برداشت نہ کر سکے تھے۔

اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو خلق و خُلق دونوں میں کامل بنانا

جان لو، اے اس نبی کریم ﷺ کے محبت کرنے والے، جو اس کی عظیم قدر کے بارے میں تفصیلات کی تلاش میں ہے، کہ انسان میں جلال اور کمال کی صفات دو قسم کی ہوتی ہیں:

١. ضروری دنیوی : یہ وہ صفات ہیں جو فطرت اور دنیاوی زندگی کی ضرورت کے باعث ہیں۔
٢. مکتسب آخروی : یہ وہ صفات ہیں جن کا فعل کرنے والے کی تعریف کی جاتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربت کا باعث بنتی ہیں۔

پھر یہ دو قسمیں بھی دو نوعیت کی ہوتی ہیں: کچھ صفات ایسی ہیں جو ایک وصف کے تحت آتی ہیں، اور کچھ ایسی ہیں جو آپس میں ملتی ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ متداخل ہوتی ہیں۔ چناں چہ ضروری دنیوی وہ ہے جس میں انسان کے پاس اختیار یا کسب نہیں ہوتا، جیسے: آپ ﷺ کی فطرت میں موجود کمالِ تخلیق، صورت کی خوبصورتی، عقل کی قوت، سمجھنے کی صحت، زبان کی فصاحت، حواس و اعضاء کی طاقت، حرکات کا اعتدال، نسب کی شرافت، قوم کی عزت، اور زمین کی کرامت۔ اور اس میں وہ چیزیں بھی شامل ہیں جو زندگی کی ضرورت کے تحت آتی ہیں، جیسے: غذا، نیند، لباس، رہائش، اور شادی، اور جو چیزیں اس کی حیثیت بڑھاتی ہیں۔ یہ صفات آخرت سے بھی منسلک ہو سکتی ہیں اگر ان کا مقصد تقویٰ اور جسم کی مدد کرنا ہو تاکہ وہ اپنی راہ پر گامزن رہ سکے، یا اگر یہ ضرورت اور شریعت کے قوانین کی حدود میں ہوں۔

اور مکتسب آخروی وہ تمام اعلیٰ اخلاق اور شرعی آداب ہیں، جیسے: دین و علم، حلم و صبر، شکر و عدل، زہد و تواضع، عفو و عفت، جود و شجاعت، حیا و مروت، خاموشی، تدبیر، وقار، رحمت اور حسن ادب و معاشرت۔ یہ تمام صفات مل کر حسنِ خلق کی تشکیل کرتی ہیں۔

اور ان اخلاق میں سے بعض ایسے ہیں جو بعض لوگوں کی جبلت اور فطرت میں ہوتے ہیں، اور کچھ لوگوں میں یہ نہیں ہوتے، بلکہ وہ انہیں حاصل کرتے ہیں، لیکن ان میں کچھ بنیادی عناصر ضرور ہوتے ہیں۔

یہ اخلاق اس وقت دنیوی ہوتے ہیں جب ان کا مقصد اللہ تعالیٰ اور آخرت نہیں ہوتی، لیکن یہ سب ہی عقل مند لوگوں کے ہاں محاسن اور فضائل ہیں۔ اور جب کمال اور جلال کی صفات وہ ہیں جو ہم نے ذکر کی ہیں، اور ہم میں سے ایک شخص ان میں سے کسی ایک یا دو کا شرف حاصل کرتا ہے، چاہے وہ نسل، یا جمال، یا طاقت، یا علم، یا حلم، یا شجاعت، یا سخاوت کے اعتبار سے ہو، تو اس کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے، اس کے نام کے مثالیں دی جانے لگتی ہیں، اور لوگوں کے دلوں میں اس کی عظمت قائم ہو جاتی ہے، حالانکہ وہ کئی عصور سے بے بنیاد ہو رہا ہے، تو پھر تمہارے خیال میں اُس عظیم شخصیت کی قدر کیا ہوگی جس میں یہ سب صفات اکٹھی ہوں اور ایسی چیزیں ہوں جن کی تعداد نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی ان کی وضاحت کی جا سکتی ہے، اور جو کسی محنت یا قدرت سے حاصل نہیں کی جا سکتی، سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص فضائل ہوں: نبوّت، رسالت، محبت، برگزیدگی، اسراء، رؤیت، قرب، دنو، وحی، شفاعت، وسیلہ، بلند مرتبہ، مقام محمود، براق، معراج، سرخ و سیاہ لوگوں کی طرف بھیجنا، انبیاء کے ساتھ نماز پڑھنا، انبیاء کے درمیان گواہی دینا، اولاد آدم کی سرداری، حمد کا علم، بشارت، ڈر سنانا، عرش کے پاس مقام، اطاعت و امانت، ہدایت اور جہانوں کے لیے رحمت، رضا کی عطا، دعا، کوثر، کلام کو سننا، نعمت کا مکمل کرنا، جو پہلے ہو چکے ہیں اور جو بعد میں آئیں گے، سینہ کی کشادگی، بوجھ کو اتارنا، ذکر کا بلند ہونا، فتح کی عزت، سکون کا نازل ہونا، فرشتوں کے ساتھ مدد، کتاب اور حکمت عطا کرنا، سات مثانی اور عظیم قرآن، امت کی تزکیہ، اللہ کی طرف دعوت دینا، اللہ اور فرشتوں کی نماز، لوگوں کے درمیان اللہ کی مرضی کے مطابق فیصلہ کرنا، ان سے قید اور زنجیروں کا بوجھ اتارنا، اس کے نام سے قسم کھانا اور اس کی دعا کا جواب دینا، بے زبان اجسام سے بات کرنا، مردوں کو زندہ کرنا، بہروں کو سنانا، انگلیوں کے درمیان سے پانی کا بہنا، تھوڑی سی غذا کو بڑھانا، چاند کا پھٹنا اور سورج کا پلٹنا، اشیاء کا قلب کرنا، خوف کے ساتھ مدد کرنا، غیب پر نظر رکھنا، بادل کی چھاؤں، کنکریوں کا تسبیح کرنا، درد کو دور کرنا، لوگوں سے بچنا، اور جو علم اس کے عطا کرنے والے کے سوا کوئی نہیں جانتا، سوائے اللہ کے، اُس چیز کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے آخرت میں اس کے لیے کرامت کی منزلوں اور مقدس درجات اور خوشی اور اضافے کے درجات میں تیار کی ہے، جو عقلوں سے بالاتر ہیں اور جن کی ادنیٰ مثالوں میں سوچ بھٹک جاتی ہے۔

تو اگر آپ یہ کہیں کہ یہ بات واضح ہے کہ بے شک آپ ﷺ سب لوگوں میں سب سے بلند مرتبہ، عظیم مقام اور سب سے زیادہ محاسن و فضائل کے حامل ہیں، اور میں نے ان کی صفات کے تفصیلی ذکر میں ایک خوبصورت انداز اپنایا ہے جو مجھے آپ ﷺ کی خصوصیات کو جاننے کا شوق دلاتا ہے۔

آپ جان لیں کہ جب آپ کمال کی صفات کو دیکھتے ہیں، جو فطری ہیں اور کسی بھی انسان کی اختیار میں نہیں، تو آپ ﷺ کو ان سب کا مالک پایں گے۔ آپ ﷺ ان کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہیں، اور اس بارے میں روایات کا اتفاق ہے، یہاں تک کہ کچھ روایات تو اس درجے کی ہیں کہ ان میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

جہاں تک آپ ﷺ کی صورت اور جمال اور اعضا کی خوبصورتی کا تعلق ہے، تو اس کے بارے میں بہت سے صحیح اور مشہور آثار آئے ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث علی اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہے، جس میں فرمایا گیا ہے کہ آپ ﷺ 'سب سے چمکدار رنگ، آنکھیں بڑی، چمکدار چہرہ، پلکیں لمبی، چہرہ مدور، پیشانی وسیع، بڑی داڑھی جو سینے تک پھیلتی تھی، سینہ اور پیٹ میں ہم آہنگی، بڑے کندھے، بڑی ہڈیاں، پٹھوں میں مضبوطی، ہاتھ اور پاؤں کشادہ، جسم کی ہر جگہ ہموار، کھڑے ہونے میں نہ بہت لمبے نہ بہت چھوٹے، اور پھر بھی آپ ﷺ کے قد کا کسی کے ساتھ موازنہ نہیں کیا جا سکتا تھا جب وہ لمبے ہونے کا دعویٰ کرتا۔ آپ ﷺ کے بال گھنے تھے، جب آپ ﷺ مسکراتے تو ایسا لگتا کہ جیسے چمکدار بادل کی طرح ہنستے ہیں۔ جب آپ ﷺ بولتے تو ایسا لگتا جیسے نور آپ ﷺ کی دندانوں کے درمیان سے نکلتا ہے، آپ ﷺ کا گردن سب سے حسین ہے، نہ تو بہت لمبا اور نہ ہی بہت چھوٹا، جسم کے ہر حصے میں خوبصورتی کا توازن پایا جاتا تھا۔'

براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: 'میں نے کسی بھی چمکدار سر والے آدمی کو نہیں دیکھا، سرخ لباس میں، جو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین ہو۔'»( ).[٢]

٢٢() «صحيح البخاري»: (٥٩٠١)، «صحيح مسلم»: (٢٣٣٧).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: 'میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین کوئی انسان نہیں دیکھا، ایسا لگتا تھا کہ جیسے سورج آپ ﷺ کے چہرے پر چمک رہا ہے، اور جب آپ ﷺ مسکراتے تو چمک دیواروں میں بھی جھلکنے لگتی۔'»([٢٣]).

جب جابر بن سمرۃ سے پوچھا گیا: 'کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا؟' ؟ تو انہوں نے کہا: 'نہیں، بلکہ وہ چہرہ سورج اور چاند کی طرح تھا۔'''»([٢٤]).

اور ام معبد نے آپ ﷺ کی جو صفات بیان کی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے: 'دور سے دیکھنے پر آپ ﷺ سب سے خوبصورت ہیں، اور قریب سے دیکھنے پر سب سے زیادہ دلکش اور حسین ہیں۔'»([٥]).

ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: 'آپ کا چہرہ چاند کی مانند چمکتا ہے، جب کہ چاند پورا ہو۔'»([٢٦]).

علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی مزید تعریف کرتے ہوئے فرمایا: 'جو شخص آپ ﷺ کو پہلی بار دیکھتا ہے، وہ آپ سے ڈرتا ہے، اور جو آپ کے ساتھ ملتا ہے، وہ آپ سے محبت کرتا ہے۔ نعت کرنے والا کہتا ہے: میں نے نہ پہلے آپ ﷺ جیسا کوئی دیکھا، نہ بعد میں۔'»([٢٧]).

جہاں تک آپ ﷺ کی جسم کی صفائی، خوشبو، اور عرق کی پاکیزگی کا تعلق ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسی خاصیات سے نوازا تھا جو کسی اور میں نہیں پائی گئیں، اور پھر اس کو شریعت کی صفائی اور فطری خوبیوں کے ساتھ مکمل کیا۔

٢٣() «سنن الترمذي»: (٣٦٤٨).

٢٤() «صحيح مسلم»: (٢٣٤٤)، «المعجم الكبير»، الطبراني: (١٩٢٦).

٢٥() «الدلائل»، البيهقي: (٢٧٩/١).

٢٦() «الشمائل»، الترمذي: (٨).

٢٧() «المعجم الكبير»، الطبراني: (٤١٤).

آپ ﷺ نے فرمایا: 'اسلام کی بنیاد صفائی پر ہے۔'

انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: 'میں نے کبھی بھی کسی خوشبو کو رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں پایا، نہ ہی عنبر یا مشک کو۔»( )[۲۸].

جب کہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: 'آپ ﷺ نے اپنے رخسار کو چھوا، تو میں نے آپ ﷺ کی ہاتھ کی ٹھنڈک اور خوشبو محسوس کی، جیسے کہ وہ کسی خوشبودار پیالے سے نکلے ہوں۔'»( )[۲۹].

کسی اور نے کہا: 'آپ ﷺ کی خوشبو ایسی ہے کہ جب وہ کسی سے مصافحہ کرتے ہیں تو وہ شخص سارا دن اس خوشبو کو محسوس کرتا ہے، اور جب وہ اپنے ہاتھ کو بچے کے سر پر رکھتے ہیں تو بچے میں اس کی خوشبو سے پہچانا جاتا ہے۔

اور جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''نبی ﷺ جب بھی کسی راستے سے گزرتے، تو ان کے پیچھے کوئی نہ چلتا، مگر یہ جانتا کہ یہ راستہ نبی ﷺ کی خوشبو سے بھرا ہوا ہے۔''»( )[۳۰].

اسحاق بن راہویہ نے ذکر کیا کہ یہ آپ ﷺ کی خوشبو تھی بغیر کسی عطر کے، اور انہوں نے آپ ﷺ کی عرق کی خوشبو اور فضلات کے بارے میں کئی احادیث ذکر کیں۔ انہوں نے امام شافعی اور امام مالک کے کچھ اصحاب سے بھی آپ ﷺ کے جسم کی طہارت کے بارے میں نقل کیا۔ پھر علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی، جس میں انہوں نے کہا: ''جب میں نے نبی ﷺ کو غسل دیا تو میں نے یہ دیکھنے کی کوشش کی کہ مردے کے جسم میں کیا ہوتا ہے، مگر مجھے کچھ بھی نظر نہیں آیا۔ میں نے کہا: وہ زندگی میں بھی خوشبودار تھے اور موت کے بعد بھی۔''»( )[۳۱].

۲۸() «صحیح مسلم»: (۲۳۳۰).

۲۹() «صحیح مسلم»: (۲۳۲۹).

۳۰() «التاریخ الکبیر»، البخاري: (۱۲۷۳).

(۳۱) «مسند البزار»: (۵۱۹).

کچھ صحابہ نے رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کا خون پیا، اور بعض نے آپ ﷺ کے پیشاب کا بھی استعمال کیا، اور نہ تو کسی نے ان کے منہ دھونے کا کہا اور نہ ہی انہیں منع کیا۔ نبی ﷺ پیدا ہوئے تو وہ ختنہ شدہ تھے۔ ([2]). [3]

روایت ہے کہ آپ کی والدہ آمنہ نے کہا: "میں نے آپ ﷺ کو اس حالت میں جنم دیا کہ آپ بالکل صاف تھے، آپ میں کوئی گندگی نہیں تھی۔» ([3]). [3]

آپ ﷺ کے عقل کی پختگی:

جہاں تک نبی ﷺ کے عقل کی وسعت، ذہانت، حواس کی قوت، زبان کی فصاحت، حرکات کی اعتدالی، اور ان کی خوبصورتی کی بات ہے، تو یہ بے شک ثابت ہے کہ وہ سب سے عقل مند اور ذہین انسان تھے۔ جو شخص بھی آپ کی تدبیر پر غور کرے، جس میں مخلوق کی باطن اور ظاہر کے معاملات کو سنبھالنا، عوام اور خاص لوگوں کے ساتھ آپ کی حکمت عملی، اور آپ کی عجیب خوبیاں اور عمدہ سیرت شامل ہے، وہ یہ دیکھے گا کہ آپ ﷺ نے علم کا جو دریا بہایا اور شرع کی جو بنیاد رکھی، وہ بغیر کسی پیشگی سیکھنے، تجربے یا کتابوں کی مطالعہ کے تھا۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ جو کوئی بھی ان تمام پہلوؤں پر غور کرتا ہے، وہ یقیناً نبی ﷺ کی عقل کی پختگی اور ان کی گہرے سمجھ بوجھ میں شک نہیں کر سکتا، اور یہ ایسی حقیقت ہے جس کی وضاحت کی ضرورت نہیں۔

اور وہب بن منبہ نے کہا: «میں نے ایک اور اکیس کتابوں میں پڑھا، اور ان تمام میں پایا کہ نبی ﷺ عقل میں سب سے بڑھ کر اور رائے میں سب سے بہتر تھے۔«

---

[3]() «مسند الإمام أحمد»: (٢٠٥٢٠).

[3]() «طبقات ابن سعد»: (١/ ١٠٢).

ایک اور روایت میں کہا گیا: «میں نے ان تمام کتابوں میں پایا کہ اللہ تعالی نے دنیا کے آغاز سے لے کر اس کے خاتمے تک کسی بھی انسان کو نبی ﷺ کی عقل کی نسبت اتنا عقل نہیں دی، سوائے ایک ریت کے دانے کے جو دنیا کی ریتوں کے درمیان ہو۔«

حضرت مجاہد نے کہا: «رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنے پیچھے اتنا دیکھتے تھے جتنا کہ وہ اپنے سامنے دیکھتے تھے »( )، اور آپ ﷺ سب سے طاقتور انسانوں میں سے تھے، اور آپ نے رکانہ کو، جو اپنے زمانے کے سخت ترین لوگوں میں سے تھے، پچھاڑ دیا۔

اور ابو ہریرہ نے کہا: «میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تیز چلنے والا کوئی نہیں دیکھا، جیسے زمین آپ کے لیے سمٹ رہی ہو، جبکہ ہم اپنی طاقتیں برباد کر رہے ہوتے تھے اور آپ پرواہ نہیں کرتے تھے۔«( ). ٥

آپ ﷺ کی صفت میں کہا گیا ہے: «آپ کا ہنسنا مسکراہٹ کی صورت میں ہوتا تھا، جب آپ پلٹتے تو مکمل طور پر پلٹتے، اور جب چلتے تو جیسے پانی میں چل رہے ہوں۔»( ). ٦ ٣

اور جہاں تک زبان کی فصاحت اور بیان کی بلاغت کا تعلق ہے، تو آپ ﷺ اس میں بہترین مقام پر فائز تھے، آپ کی طبعی سلاست، بیان کی مہارت، مختصر مگر مؤثر گفتگو، فصاحت کے الفاظ، مضبوط اور دلائل سے بھرپور اقوال، کم از کم محنت و مشقت کے ساتھ، آپ کو جامع کلمات عطا کیے گئے تھے، اور آپ کو عربی زبان کے حکمت کے نایاب پہلوؤں کا علم تھا۔ آپ ﷺ ہر قوم سے ان کی زبان میں بات کرتے، ان کے ساتھ ان کی زبان میں مکالمہ کرتے اور ان کی بلاغت کے انداز میں مقابلہ کرتے تھے۔

---

[٣]() «المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية»، ابن حجر: (٣٦٧٦).

[٣]() «الشفا»، قاضي عياض: (٦٩/١).

[٣]() «مصنف ابن أبي شيبه»: (٣٢٤٦٥).

آپ کے معمولی کلمات اور معروف فصاحت، جامع کلمات اور مشہور حکمتوں پر لوگوں نے کتابیں لکھیں، اور ان کے الفاظ اور معانی کو جمع کیا۔

ایک اعرابی نے آپ ﷺ سے کہا: "میں نے تم سے زیادہ فصیح کوئی نہیں دیکھا۔" تو نبی ﷺ نے فرمایا: "اور کیا چیز مجھے روکتی ہے، جبکہ قرآن ایک واضح عربی زبان میں نازل ہوا ہے؟"»( ).[٧]

پھر انہوں نے مزید کہا: "لیکن میں قریش سے ہوں، اور میں بنی سعد میں بڑا ہوا ہوں۔" تو آپ ﷺ کے پاس بادیہ کی قوت اور واضح الفاظ کی جزالت، اور شہر کے بولنے کی دلکشی جمع ہوئی، اس کے ساتھ وہ الہی حمایت بھی تھی جو وحی سے ملی، جس کا علم انسان کے پاس نہیں۔

اور ام معبد -رضی اللہ عنہا- نے آپ ﷺ کی وصف کرتے ہوئے کہا: "آپ کی گفتگو میٹھا ہے، واضح اور نہ تو بے تکلف ہے اور نہ ہی ہنر مند، ایسا لگتا ہے کہ آپ کی گفتگو گویا نازک موتیوں کی طرح ہے جو گرتے ہیں۔"»( ).

اور جہاں تک آپ ﷺ کے شرف نسب اور آپ کے شہر اور وطن کی کرامت کا تعلق ہے، یہ ایسی بات ہے جس کے لیے کسی دلیل یا وضاحت کی ضرورت نہیں؛ کیونکہ آپ ﷺ ہاشمی خاندان کے منتخب فرد ہیں، جو قریش کا اصل حصہ اور عرب کے سب سے معزز افراد میں سے ہیں، آپ کا شجرہ نسب آپ کے والد اور والدہ دونوں کی طرف سے ممتاز ہے، اور آپ ﷺ مکہ کے رہائشی ہیں، جو اللہ کے نزدیک اور اس کے بندوں کے لیے سب سے معزز سرزمین ہے۔

---

[٣]() «شعب الإيمان»، البيهقي: (١٣٦٣).

([٣])«المعجم الكبير»، الطبراني: (٣٦٠٥).

بخاری نے ابوہریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں بہترین نسلوں میں سے بھیجا گیا ہوں، نسل کے بعد نسل، یہاں تک کہ میں اسی نسل میں ہوں جس میں ہوں۔''»( ).[3]

اور عباس بن عبد المطلب -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا، پھر مجھے ان میں سے بہترین اور بہترین گروہ میں سے منتخب کیا، پھر قبائل میں سے انتخاب کیا، اور مجھے بہترین قبیلے میں رکھا، پھر گھرانوں میں سے انتخاب کیا، اور مجھے ان کے بہترین گھرانے میں رکھا، میں ان سب میں بہترین ہوں۔''»( ).[4]

اور وثیلہ بن الاسقع -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ نے کنانہ کو بنی اسماعیل میں سے منتخب کیا، پھر بنی کنانہ میں سے قریش کو منتخب کیا، پھر قریش میں سے بنی ہاشم کو منتخب کیا، اور مجھے بنی ہاشم میں سے منتخب کیا۔''»( ).[4]

اور طبری نے ابن عمر سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ عز وجل نے آسمانوں اور زمین کو سات سات پیدا کیا، پھر ان میں سے اعلیٰ ترین کو منتخب کیا اور اسے اپنا مسکن بنایا، اور اپنی مخلوق میں سے جسے چاہا اس میں سکونت دی۔ اور زمین کو سات سات بنایا، پھر ان میں سے اعلیٰ ترین کو منتخب کیا اور جسے چاہا اس میں سکونت دی۔ پھر اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا، اور ان میں سے بنی آدم کو منتخب کیا، اور بنی آدم میں سے عرب کو منتخب کیا، اور عرب میں سے مضر کو منتخب کیا، اور مضر میں سے قریش کو منتخب کیا، اور قریش میں سے بنی ہاشم کو منتخب کیا، اور مجھے بنی ہاشم میں سے منتخب کیا، میں منتخبوں میں منتخب ہوں، پس جو عرب سے محبت

([3])« صحيح البخاري»: (٣٥٥٧).

([4])«سنن الترمذي»: (٣٦٠٧).

[4]() « صحيح مسلم»: (٢٢٧٨)، «سنن الترمذي»: (٣٦٠٥).

کرے تو وہ میری محبت کی وجہ سے محبت کرے گا، اور جو عرب سے نفرت کرے تو وہ میری نفرت کی وجہ سے نفرت کرے گا۔"»( ).[٤][٢]

اور ابن عباس سے روایت ہے: "بیشک قریش وہ نور تھے جو اللہ عز وجل کے سامنے آدیم کے پیدا ہونے سے دو ہزار سال پہلے تسبیح کر رہے تھے، یہ نور اور فرشتے اس کی تسبیح کرتے رہے، جب اللہ عز وجل نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو ان کی صلب میں ڈال دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پھر اللہ عز وجل نے مجھے آدم کی صلب میں زمین کی طرف اتارا، اور مجھے نوح کی صلب میں ان کی کشتی میں رکھا، اور مجھے ابراہیم علیہ السلام کی صلب میں آگ میں پھینکا، پھر مجھے ہمیشہ باعزت صلبوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل کیا، یہاں تک کہ مجھے میرے والدین کے درمیان سے نکالا، اور ان دونوں کی ملاقات کبھی زنا سے نہیں ہوئی۔"»( ).[٣]

اور جہاں تک بات ہے کہ عزت و وقار عقلا کے نزدیک عموماً محمود ہے، اور اس کی حیثیت لوگوں کے دلوں میں جتنی عظیم ہو، اسی قدر اس کی اہمیت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی صفت میں فرمایا: ﴿ (وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب فرشتوں نے (مریم سے کہا) کہ مریم خدا تم کو اپنی طرف سے ایک فیض کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح (اور مشہور) عیسیٰ ابن مریم ہوگا (اور) جو دنیا اور آخرت میں باآبرو اور (خدا کے) خاصوں میں سے ہوگا ۞﴾ (آل عمران:٤٥)، لیکن اس کی کئی آفات ہیں، کیونکہ یہ بعض لوگوں کے لیے آخرت کی جانب منفی ہوتی ہے، اس لیے کچھ لوگوں نے اس کی مذمت کی اور اس کے مقابلے میں خاموشی کی تعریف کی۔

---

[٤]() «المستدرک علی الصحیحین»، الحاکم: (٦٩٥٣)، «المعجم الكبير»، الطبراني: (١٣٦٥٠) .

([٤])«الشريعة»، الآجري: (٩٦٠).

شریعت میں خاموشی کی تعریف کی گئی ہے، اور زمین میں بلند مقام کی مذمت کی گئی ہے، حالانکہ نبی ﷺ کو نبوت سے پہلے اور بعد میں لوگوں کے دلوں میں عزت، وقار اور عظمت عطا کی گئی، جب کہ وہ جاہلیت کے دور میں بھی ان کے ساتھ تکذیب اور ان کے صحابہ کو ایذا دینے کے باوجود اس کے برعکس ان کا عظیم مقام تھا۔

اور اس کی خبریں اس معاملے میں مشہور ہیں، جن میں سے کچھ آئیں گی۔ نبی ﷺ کی موجودگی کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ جو لوگ اسے نہیں جانتے تھے، ان پر اس کی صورت کا ایسا اثر ہوتا تھا کہ وہ ڈر جاتے تھے۔ جیسے کہ ایک قبیلے کے بارے میں روایت ہے کہ جب انہوں نے اسے دیکھا تو خوف سے کانپ اٹھے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: "اے کمزوری کرنے والو، تم پر سکون ہو"!»([٤٤]).

اور ابن مسعود کی حدیث میں ہے: "اپنے آپ کو ہلکا کرو، بے شک میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں، بلکہ میں قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں، جو خشک گوشت کھاتی تھی۔"»([٤٥]).

اور نبوت کی عظیم قدر، رسالت کی شرف منزلت، اور انتخاب و کرامت کی بلندی، یہ سب ایسے امور ہیں جو اپنی انتہا کو پہنچتے ہیں۔ پھر آخرت میں وہ سید ولد آدم ﷺ ہیں۔

اور وہ خصائص جو خوبصورت اخلاق اور شرف آداب سے حاصل ہوتی ہیں، جنہیں تمام عقلا نے ترجیح دی ہے اور جن سے متصف شخص کی عظمت کو تسلیم کیا ہے، یہ سب شرع کے نزدیک بھی پسندیدہ ہیں۔ شرع نے ان کی تعریف کی ہے اور ان کے اختیار کرنے والوں کو دائمی خوشی کا وعدہ دیا ہے، اور بعض کو نبوت کے اجزاء قرار دیا ہے۔ یہ خصائص حسن اخلاق کہلاتی ہیں، یعنی نفس کی قوتوں اور صفات میں اعتدال رکھنا اور ان کے انحرافی اطراف کی جانب جھکاؤ نہ ہونا۔ ہمارے نبی ﷺ کا یہ اخلاق ان تمام خصائص میں کمال کی انتہا پر تھا، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی، جیسا کہ فرمایا: ﴿اور اخلاق تمہارے بہت (عالی) ہیں ۝﴾ (القلم: ٤)۔"

٤٤() «المعجم الكبير»، الطراني: (٨/٢٥).

٤٥() «سنن ابن ماجه»: (٣٣١٢)، «المعجم الأوسط»، الطراني: (١٢٦٠).

عائشہ رضي الله عنہا نے فرمایا: "اس کا ﷺ اخلاق قرآن تھا، وہ اس چیز سے راضی ہوتے تھے جو اللہ کی رضا کے مطابق ہوتی اور وہ اس چیز سے ناخوش ہوتے تھے جو اللہ کی ناراضی کا سبب بنتی۔"»( ). ٦

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں تو بس اس لیے بھیجا گیا ہوں تاکہ اخلاق کی بہترین خصوصیات کو مکمل کروں۔"»( ). ٧ ٤

اور انس رضي الله عنہ نے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق والے تھے۔"»( ).

رسول اللہ ﷺ بنیادی طور پر ان اچھے اخلاقوں پر فطری طور پر پیدا ہوئے تھے، جو کہ الٰہی عطا اور خاص ربانی خصوصیت سے حاصل ہوئے، نہ کہ کسی کسب یا ریاضت کے ذریعے۔ یہی حال دوسرے انبیاء کا بھی ہے، اور جو کوئی بھی ان کی زندگی کا مشاہدہ کرے، وہ ان کے اچھے اخلاق کی حقیقت کو سمجھ لے گا، جیسے عیسیٰ، موسیٰ، یحییٰ، اور سلیمان علیہم السلام۔

اہل سیر نے بیان کیا ہے کہ آمنہ بنت وہب نے بتایا کہ ہمارے نبی محمد ﷺ اس وقت پیدا ہوئے جب وہ ہاتھ زمین کی طرف پھیلائے اور سر آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب میں بڑا ہوا، تو مجھے بتوں سے نفرت ہونے لگی، اور مجھے شعر سے نفرت ہونے لگی، اور میں جاہلیت کی کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوا، سوائے دو بار، اور اللہ نے مجھے ان دونوں سے بچا لیا، پھر میں دوبارہ نہیں گیا۔"»( ). ٩ ٤

٤٦() «مسند أحمد»: (٢٥٣٠٢).

٤٧() «السنن الكبرى»، البيهقي: (٢٠٧٨٢).

٤٨() «مصنف ابن ابي شيبہ»: (٢٥٣٣٦).

٤٩() ايضا

آپ ﷺ کے رواداری، بردباری، معافی اور صبر

حلم، برداشت، عفو، قدرت، اور صبر کی صفات وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو سکھایا۔ اللہ نے فرمایا: ﴿ (اے محمد ﷺ) عفو اختیار کرو اور نیک کام کرنے کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کرلو ۝﴾ (الأعراف: ۱۹۹)۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے اس کی تفسیر پوچھی، تو جبریل نے جواب دیا کہ "اللہ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اس سے روابط رکھیں جو آپ سے قطع تعلق کرے، ان کو دیں جو آپ کو روکے، اور اس کو معاف کریں جو آپ پر ظلم کرے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ بیٹا نماز کی پابندی رکھنا اور (لوگوں کو) اچھے کاموں کے کرنے کا امر اور بری باتوں سے منع کرتے رہنا اور جو مصیبت تجھ پر واقع ہو اس پر صبر کرنا۔ بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں ۝﴾ (لقمان: ۱۷)۔

اور فرمایا: ﴿ پس (اے محمد ﷺ) جس طرح اور عالی ہمت پیغمبر صبر کرتے رہے ہیں اسی طرح تم بھی صبر کرو اور ان کے لئے (عذاب) جلدی نہ مانگو۔ جس دن یہ اس چیز کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو (خیال کریں گے کہ) گویا (دنیا میں) رہے ہی نہ تھے مگر گھڑی بھر دن۔ (یہ قرآن) پیغام ہے۔ سو (اب) وہی ہلاک ہوں گے جو نافرمان تھے ۝﴾ (الأحقاف: ۳۵)۔

اور فرمایا: ﴿ اور جو لوگ تم میں صاحب فضل (اور صاحب) وسعت ہیں، وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں اور محتاجوں اور وطن چھوڑ جانے والوں کو کچھ خرچ پات نہیں دیں گے۔ ان کو چاہیئے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ خدا تم کو بخش دے؟ اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے ۝﴾ (النور: ۲۲)

اور کہا: ﴿ اور جو صبر کرے اور قصور معاف کردے تو یہ ہمت کے کام ہیں ۝﴾ (الشوری: ٤٣)۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ کا حِلم اور برداشت نمایاں ہے۔ ہر حلیم سے کبھی نہ کبھی کچھ لغزشیں اور ہفوات ہوتی ہیں، مگر آپ ﷺ کی حالت یہ ہے کہ آپ ﷺ جب بھی تکلیفیں جھیلتے ہیں، آپ ﷺ کا صبر بڑھتا ہے، اور جاہل کی زیادتی پر آپ ﷺ کا حِلم اور زیادہ ہوتا ہے۔

امام مالک نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: » نبی اکرم ﷺ کو کبھی دو امور میں اختیار نہیں دیا گیا مگر آپ نے آسان تر کو منتخب کیا، جب تک کہ وہ گناہ نہ ہو، اور اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ سب سے دور رہتے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی انتقام نہیں لیا، مگر جب اللہ تعالیٰ کی حرمت کی خلاف ورزی کی گئی، تو آپ اللہ کے لیے انتقام لیتے »( ). ٥

اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کی ایک دانت ٹوٹا اور آپ کا چہرہ بھی شگاف لگا تھا، اس دن آپ کے صحابہ پر یہ بہت بھاری گزرا، اور انہوں نے کہا: "کیا آپ ان کے خلاف دعا نہیں کریں گے؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا: "میں لعنت کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا، بلکہ میں رحمت کے لیے بھیجا گیا ہوں (ا۵ "اے اللہ! میرے قوم کی مغفرت فرما، کیونکہ وہ نہیں سمجھتے۔" ».

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا: دیکھو کہ اس قول میں کتنی فضیلتیں اور درجاتِ احسان، حسن اخلاق، کرم نفس، اور صبر و حلم کی اعلیٰ مثالیں ہیں۔ آپ ﷺ نے صرف ان کو معاف پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ آپ ﷺ نے ان سے درگزر کیا، پھر ان کے لیے رحمت اور شفقت ظاہر کی، اور ان کے لیے دعا کی، اور کہا: «اغْفِرْ» یا «اہدِ»۔ پھر آپ نے شفقت اور رحمت کی وجہ بیان کی کہ یہ آپ ﷺ کے قوم ہیں، اور ان کی جہالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: «فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ»۔

٥() « صحيح البخاري»: (٦١٣٦).

٥() « صحيح مسلم»: (٢٥٩٩).

جب ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے کہا: "عدل کرو، کیونکہ یہ تقسیم ایسی ہے جس میں اللہ کی رضا نہیں ہے»، تو آپ ﷺ نے اس کے جواب میں صرف یہ نہیں کہا کہ وہ جو نہیں جانتا تھا، بلکہ آپ نے خود اپنی نفس کو نصیحت کی اور اسے یاد دلایا کہ آپ نے کیا کہا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "افسوس! اگر میں انصاف نہ کروں تو اور کون انصاف کرے گا؟ اگر میں انصاف نہ کروں تو میں ناکام ہوں اور خسارے میں ہوں۔"، اور آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو اس شخص کو قتل کرنے سے منع کیا۔

پھر جب غورث بن الحارث نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، جبکہ آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے اکیلے کھڑے تھے، اور لوگ غزہ میں قیلولہ کر رہے تھے، تو رسول اللہ ﷺ اسی حالت میں کھڑے رہے، اور آپ کے ہاتھ میں تلوار تھی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "کون ہے جو تمہیں مجھ سے روک سکتا ہے؟"

اس پر غورث نے کہا: "اللہ»۔

اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی، تو نبی اکرم ﷺ نے اسے اٹھا لیا اور فرمایا: "کون ہے جو تمہیں مجھ سے روک سکتا ہے؟"

غورث نے کہا: خیر آخِذ بنو»۔ آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا اور اس سے درگزر کیا، پھر غورث اپنے لوگوں کے پاس گیا اور کہا: "میں تمہارے پاس بہترین لوگوں میں سے آیا ہوں" ( ). ٢ ٥

٥٢() «الشفا»، قاضی عیاض: (١/٢٢٢).

نبی اکرم ﷺ کے عفو و درگزر کی ایک بڑی مثال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس یہودی عورت کو معاف کر دیا جس نے آپ ﷺ کو ایک بکری کے گوشت میں زہر دیا، اور جب اس نے اس کا اعتراف کیا تو آپ ﷺ نے اس کو معاف کر دیا۔

اسی طرح، آپ ﷺ نے لبید بن الأعصم کے بارے میں بھی درگزر کیا، جس نے آپ ﷺ پر جادو کیا، حالانکہ آپ کو اس کے بارے میں علم تھا اور آپ ﷺ کو اس کی حالت کی وضاحت بھی کی گئی تھی، لیکن آپ نے اس پر کوئی سختی نہیں کی۔ اس کے علاوہ، آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی اور ان جیسے دوسرے منافقین کے بارے میں بھی درگزر کیا، حالانکہ ان کے اقوال و افعال آپ ﷺ کے خلاف تھے۔ جب کچھ لوگوں نے ان میں سے بعض کو قتل کرنے کی مشورہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، تاکہ یہ نہ کہا جائے کہ محمد ﷺ اپنے صحابہ کو قتل کرتا ہے»۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ پر ایک موٹا چادر تھا۔ ایک بدوی نے آپ کی چادر کو زور سے کھینچا، جس سے چادر کی ایک طرف کا اثر آپ کے شانے پر پڑ گیا۔ بدوی نے کہا: "اے محمد! میرے ان دو اونٹوں پر اللہ کے مال میں سے کچھ بوجھ رکھو، کیونکہ آپ اپنے مال یا اپنے باپ کے مال میں سے کچھ نہیں دیں گے۔"

نبی ﷺ خاموش رہے اور پھر فرمایا: "مال اللہ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔" پھر آپ نے بدوی سے کہا: "تم نے جو میرے ساتھ کیا، کیا تم مجھ سے کچھ بدلہ لینا چاہتے ہو؟" بدوی نے کہا: "نہیں۔"۔ نبی ﷺ نے پوچھا: "کیوں؟"۔ بدوی نے جواب دیا: "کیونکہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے

نہیں دیتے"۔ اس پر نبی ﷺ مسکرا دیے اور پھر حکم دیا کہ بدوی کے لیے ایک اونٹ پر جوار اور دوسرے پر کھجوریں رکھی جائیں۔»(٥٣).

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: "میں نے کبھی نبی ﷺ کو اپنی طرف سے کیے گئے ظلم کے بدلے میں کسی سے بدلہ لیتے نہیں دیکھا، جب تک کہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کی خلاف ورزی نہ ہوئی ہو۔ جب ایسا ہوتا تو آپ سخت غصے میں آ جاتے۔"»(٥٤)"نبی ﷺ نے کبھی کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، سوائے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے وقت۔ آپ نے نہ کبھی کسی خادم کو مارا اور نہ ہی کسی عورت کو۔"

جب نبی ﷺ کے پاس ایک شخص لایا گیا اور بتایا گیا کہ وہ آپ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، تو آپ نے فرمایا: "تم سے خوف نہیں ہے، تم خوفزدہ نہیں ہو۔ اگر تم ایسا چاہتے تو تم پر مجھے قابو پانے کی طاقت نہ ہوتی۔"(٥٥).

زید بن سعنہ نے اسلام قبول کرنے سے پہلے نبی اکرم ﷺ سے ایک قرض کی ادائیگی کا تقاضا کیا۔ وہ نبی ﷺ کا لباس کھینچ کر، ان سے سختی سے بات کرتے ہوئے، یہ کہتے ہوئے آیا: "اے بنی عبد المطلب! آپ لوگ قرض میں بہت دیر کر رہے ہیں"!۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے زید کو ڈانٹا اور اسے سخت لہجے میں جواب دیا، جبکہ نبی اکرم ﷺ مسکرا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "ہمیں اس سے بہتر سلوک کی ضرورت ہے، اے عمر! تم مجھے اچھے انصاف کا حکم دیتے ہو اور اسے اچھے طریقے سے تقاضا کرنے کا۔"

---

(٥٣) «صحيح البخاري»: (٣١٤٩).

(٥٤) «مسند البزار»: (٣٢٠١).

(٥٥) «السنن الكبرى»، النسائي: (١٠٨٣٦).

پھر نبی ﷺ نے کہا: "اس کے لئے تین چیزیں باقی ہیں۔" آپ نے عمر کو حکم دیا کہ زید کو اس کا پورا قرض ادا کرے اور مزید بیس صاع (پیمائش کا ایک معیار) اس خوف و ہراس کی تلافی کے طور پر دے۔ یہ واقعہ زید بن سعنہ کی اسلام کی طرف رغبت کا سبب بنا۔

"اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہا کرتا تھا: 'نبوت کی علامتوں میں سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو میں نے محمد ﷺ کے چہرے میں نہ دیکھی ہو، سوائے دو چیزوں کے، جن کی مجھے خبر نہیں دی گئی: ایک یہ کہ ان کا حلم ان کی جہالت سے آگے بڑھتا ہے، اور دوسرا یہ کہ ان کی جہالت کی شدت ان کے حلم میں صرف اضافہ کرتی ہے۔ میں نے انہیں اس کے ساتھ آزمایا، تو میں نے انہیں ویسا پایا جیسا کہ بیان کیا گیا تھا۔'"

نبی اکرم ﷺ کی صفتِ حلم، صبر، اور عفو کے بارے میں گفتگو اتنی وسیع ہے کہ اس کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے، وہ صحیح احادیث اور مستند کتابوں میں موجود ہے، جو متواتر طور پر آپ ﷺ کے صبر کی گواہی دیتی ہیں۔ آپ ﷺ نے قریش کے مظالم، جاہلیت کے اذیت، اور شدید مشکلات کا صبر سے سامنا کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان پر فتح مکہ عطا فرمائی۔ جب اللہ نے آپ ﷺ کو ان پر غالب کیا اور آپ ﷺ نے صرف عفو و درگزر کیا اور فرمایا: "تم لوگ کیا سمجھتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا؟"

انہوں نے جواب دیا: "ہم ایک شریف بھائی ہیں اور ایک شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔"

تب آپ ﷺ نے فرمایا: "میں اپنے بھائی یوسف کی طرح کہتا ہوں: "اِذْہَبُوا فَأَنتُمُ الطُّلَقَاءُ"، ﴿ (یوسف نے) کہا کہ آج کے دن سے تم پر کچھ عتاب (وملامت) نہیں ہے۔ خدا تم کو معاف کرے۔ اور وہ بہت رحم کرنے والا ہے ۞﴾ (یوسف: ۹۲)، یعنی: "جاؤ، تم سب آزاد ہو۔" ( ). [٦] [٥]

---

[٥]() «السنن الكبرى»، البيهقي: (١٨٧٣٩).

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "چالیس مرد صبح کی نماز کے وقت تنعیم سے نبی اکرم ﷺ کو قتل کرنے کے لیے آئے، انہیں گرفتار کیا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت نازل کی: ﴿ اور وہی تو ہے جس نے تم کو ان (کافروں) پر فتحیاب کرنے کے بعد سرحد مکہ میں ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو دیکھ رہا ہے ۝﴾ (الفتح: ٢٤)۔" ( ).

جب حضرت ابوسفیان کو اس حال میں پیش کیا گیا کہ وہ دشمنوں کے ساتھ مل کر آپ ﷺ کے قریبی رشتہ داروں کا قتل کر چکے تھے اور ان کے ساتھ ظلم و ستم کیا تھا، تو آپ ﷺ نے ان سے نرمی سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: "وَیحک، یا ابا سفیان! کیا وقت نہیں آیا کہ تم جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟"، حضرت ابوسفیان نے جواب دیا: "آپ کی والدہ آپ پر قربان، آپ کتنے حلیم اور کرم والے ہیں۔" »( ).
آپ ﷺ کا غصہ کم تھا اور آپ کا رضا حاصل کرنا بہت جلد ہوتا تھا۔

---

[5]) «سنن الترمذي»: (٣٢٦٤).

[5]) «المعجم الكبير»، الطبراني: (٧٢٦٤).

آپ ﷺ کی سخاوت

جود، کرم، سخاوت اور بخشش کے معاملے میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی مقابل نہ تھا، یہ تمام خوبیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قدر تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جاننے والا ہر شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان خوبصورت اخلاق کی تعریف کرتا تھا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: "نبی اکرم ﷺ سے کبھی کسی چیز کے بارے میں سوال نہیں کیا گیا، تو آپ نے کبھی 'نہیں' نہیں کہا۔" »( ). ٩

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے، اور رمضان میں، جب جبریل علیہ السلام آپ سے ملتے، آپ کی سخاوت میں خاص طور پر اضافہ ہوتا تھا۔ »( ). ٠

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نبی اکرم ﷺ سے کبھی بھی اسلام کے بارے میں کوئی چیز نہیں مانگی گئی، مگر آپ نے عطا کر دی۔ ایک بار ایک شخص آیا اور آپ کو ایک جگہ کے درمیان بکریوں کا ایک ریوڑ دیا۔ وہ اپنے لوگوں کے پاس واپس گیا اور کہا: 'اے قوم! اسلام قبول کرو، کیونکہ محمد ﷺ ایسے عطا کرتے ہیں کہ انہیں فقری کا خوف نہیں ہوتا۔' »( ). ١ ٦

آپ ﷺ نے بہت سے لوگوں کو سو اونٹ دیے۔ حضرت صفوان کو آپ نے سو اونٹ دیے، پھر مزید سو اور پھر مزید سو، اور یہ سب آپ کے اخلاق کا حصہ تھا جو آپ کی بعثت سے پہلے بھی موجود تھا۔

---

٥٩) « صحيح البخاري»: (٦٠٣٤).

٦٠) «مسند أحمد»: (٣٤٢٥).

٦١) « صحيح البخاري»: (٢٣١٢).

آپ ﷺ نے حضرت عباس کو اتنا سونا دیا کہ وہ اس کا بوجھ نہیں اٹھا سکے۔ ایک بار نوے ہزار درہم آپ کے پاس لائے گئے، تو آپ نے انہیں ایک چٹائی پر رکھ کر تقسیم کیا اور کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔

ایک شخص نے آپ ﷺ سے کچھ طلب کیا، تو آپ نے فرمایا: "میرے پاس کچھ نہیں، لیکن مجھ پر قرض لے لو، جب کچھ آئے گا تو میں تمہاری ادائیگی کر دوں گا۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "اللہ نے تم پر اتنا بوجھ نہیں ڈالا جو تم نہیں اٹھا سکتے۔" تو نبی ﷺ نے یہ سن کر ناپسند کیا۔ ایک انصاری نے کہا: "اے رسول اللہ! خرچ کرو اور اللہ کی عرش سے کم ہونے کا خوف نہ رکھو!" تو آپ ﷺ مسکرائے اور آپ کے چہرے پر خوشی کی چمک دیکھی گئی۔ آپ نے فرمایا: "اسی چیز کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔"

حضرت معوذ بن عفراء نے ذکر کیا کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک ٹوکری رطبی پھل کے ساتھ لائی، تو آپ نے انہیں اپنی ہتھیلی بھر سونا اور زیور دیا۔»([٦٢]).

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نبی اکرم ﷺ کبھی بھی کل کے لیے کچھ بھی ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔"»([٦٣]).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے آدھا وسق مانگا، پھر جب وہ شخص آیا تو آپ نے اسے پورا وسق دیا اور فرمایا: 'آدھا اس کا قرض ہے اور آدھا اس کا عطیہ۔'"

آپ کی جود و کرم کی خبریں بے شمار ہیں، جو آپ کی عظمت اور بے پناہ سخاوت کی عکاسی کرتی ہیں۔

٦٢() «المعجم الكبير»، الطبراني: (٦٩٤).

٦٣() «سنن الترمذي»: (٢٣٦٢)، «شعب الإيمان»، البيهقي: (١٣٩١).

آپ ﷺ کی بہادری

نبی اکرم ﷺ کی شجاعت اور بہادری ایسی خصوصیات تھیں جو آپ کی زندگی میں نمایاں تھیں۔ شجاعت کا مطلب ہے غصے کی قوت کو عقل کے تابع کرنا، جبکہ نجدۃ خود پر یقین اور ہمت کا مظہر ہے، خاص طور پر موت کے وقت، جب عمل کی تعریف کی جاتی ہے بغیر خوف کے۔

آپ ﷺ نے کئی جنگوں میں شرکت کی، جہاں نہ صرف آپ نے دشمنوں کا سامنا کیا بلکہ مشکل ترین حالات میں بھی ثابت قدم رہے۔ کئی بار آپ کے قریب کے بہادر اور نامور لوگ خوف کے باعث پیچھے ہٹ گئے، لیکن آپ ہمیشہ میدان میں ثابت قدم رہے۔ آپ کی بہادری کی مثالیں بے شمار ہیں، اور آپ کی شجاعت کی داستانیں آج بھی لوگوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔

امام بخاری نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کی شجاعت کی ایک اہم مثال حنین کی جنگ میں ملتی ہے، جہاں مسلمان دشمن کے مقابلے میں پیچھے ہٹ گئے تھے۔ اس موقع پر صحابی براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اگرچہ مسلمان پیچھے ہٹ گئے، لیکن نبی ﷺ اپنے مقام پر قائم رہے اور اپنے بلند حوصلے کے ساتھ دشمن کا سامنا کیا۔ آپ نے فرمایا: "میں نبی ہوں، جھوٹا نہیں"، اور بعض نے اضافہ کیا: " میں ابن عبد المطلب ہوں " ( ).٤

اور عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: "جب مسلمان اور کافر آپس میں ملے تو مسلمان پیچھے ہٹنے لگے، تو رسول اللہ ﷺ اپنی گدھی کو کافروں کی طرف دوڑانے لگے، اور میں اس کی لگام پکڑے ہوئے تھا تاکہ وہ تیز نہ جائے، اور ابو سفیان آپ کے رکاب کو پکڑے ہوئے تھے، پھر انہوں نے پکارا: 'اے مسلمانو!'"

---

٦٤) «صحيح البخاري»: (٤٣١٧).

"رسول اللہ ﷺ جب غصہ ہوتے تو - اور آپ ﷺ صرف اللہ کے لیے غصہ ہوتے تھے - تو کسی چیز کا ان کے غصے کے سامنے کوئی اثر نہیں ہوتا۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: "میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ شجاع، نڈر، سخی، اور راضی ہونے والا کسی کو نہیں دیکھا۔"

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہم جب جنگ کی شدت محسوس کرتے، تو رسول اللہ ﷺ کے قریب آجاتے، اور کوئی بھی شخص آپ ﷺ سے زیادہ دشمن کے قریب نہیں ہوتا۔ میں نے جنگ بدر کے دن دیکھا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے قریب تھے، اور آپ ﷺ دشمن کے سب سے قریب تھے، اور اس دن آپ ﷺ سب سے زیادہ بہادر تھے۔"

کہا جاتا ہے کہ شجاع وہ ہوتا ہے جو دشمن کے قریب ہونے پر رسول اللہ ﷺ کے قریب آتا۔

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا: "نبی ﷺ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت، سخی، اور بہادر تھے۔ ایک رات مدینہ کے لوگوں نے خوف محسوس کیا، تو کچھ لوگ آواز کی طرف جانے لگے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پہلے ہی آواز کی طرف دوڑ لگائی، اور آپ ﷺ نے ابو طلحہ کی عریاں گھوڑی پر سوار ہو کر خبر کی تحقیق کی، اور آپ ﷺ کی گردن میں تلوار تھی، اور آپ ﷺ کہتے جا رہے تھے: 'تم خوف نہ کرو۔'" ([٥]) ([٦]).

---

[٦]() «صحيح البخاري»: (٢٨٢٠)، «السنن الكبرى»، للبيهقي: (١٨٥٦٠).

آپ ﷺ کی حیا

نبی اکرم ﷺ کی حیاء اور عفت کا وصف ان کی شخصیت کا ایک نمایاں پہلو تھا۔ آپ ﷺ کی حیاء اس قدر تھی کہ آپ سب سے زیادہ شرمائے ہوئے انسان سمجھے جاتے تھے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی اس صفت کی تعریف کی ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿ مومنو پیغمبر کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر اس صورت میں کہ تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے اور اس کے پکنے کا انتظار بھی نہ کرنا پڑے۔ لیکن جب تمہاری دعوت کی جائے تو جاؤ اور جب کھانا کھاچکو تو چل دو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھ رہو۔ یہ بات پیغمبر کو ایذا دیتی ہے۔ اور وہ تم سے شرم کرتے ہیں (اور کہتے نہیں ہیں) لیکن خدا سچی بات کے کہنے سے شرم نہیں کرتا۔ اور جب پیغمبروں کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر مانگو۔ یہ تمہارے اور ان کے دونوں کے دلوں کے لئے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔ اور تم کو یہ شایاں نہیں کہ پیغمبر خدا کو تکلیف دو اور نہ یہ کہ ان کی بیویوں سے کبھی ان کے بعد نکاح کرو۔ بے شک یہ خدا کے نزدیک بڑا (گناہ کا کام) ہے ۝﴾ (الأحزاب: ٥٣)

اور بخاری نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا: 'رسول اللہ ﷺ شرم میں ایسی حالت میں تھے جیسے ایک کنواری لڑکی اپنے حجاب میں ہوتی ہے، اور جب آپ ﷺ کسی چیز کو ناپسند کرتے تو ہم اس کو آپ کے چہرے پر پہچان لیتے تھے۔'»([٦٦]).

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: 'جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی شخص کی بابت کچھ پہنچتا تو آپ ﷺ یہ نہیں کہتے تھے: "فلانی کی کیا بات ہے؟" بلکہ آپ ﷺ یہ کہتے: "کچھ لوگوں کی کیا بات ہے جو یہ کہتے ہیں؟" »([٦٧]). آپ ﷺ اس سے منع کرتے تھے لیکن فاعل کا نام نہیں لیتے تھے۔

٦٦() «صحیح البخاري»: (٣٥٦٢).

٦٧() «سنن الترمذي»: (٤٧٨٨)، «شعب الإيمان»، البيهقي: (٧٧٤٥).

اور انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ: 'ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جس کے جسم پر زردی کا اثر تھا، تو آپ ﷺ نے اس سے کچھ نہیں کہا۔ اور آپ ﷺ کبھی بھی کسی کو اس چیز کے بارے میں براہ راست نہیں کہتے جسے آپ ناپسند کرتے ہوں۔ جب وہ باہر گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: 'اگر تم کہتے کہ وہ اسے دھو لے تو یہ بہتر ہوتا۔»([٦٨]).

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: 'رسول اللہ ﷺ نہ فحش گو تھے، نہ ہی فحش باتیں کرنے والے، اور نہ ہی بازاروں میں اونچی آواز میں بولنے والے تھے، اور آپ ﷺ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں دیتے تھے، بلکہ آپ ﷺ معاف کر دیتے اور درگزر کرتے تھے۔ »([٦٩]).

آپ ﷺ کا یہ رویہ دوسروں کے ساتھ نرمی اور شفقت کا مظہر تھا۔ آپ ﷺ کبھی بھی کسی کی عیوب کو بے نقاب نہیں کرتے تھے۔

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: 'میں نے رسول اللہ ﷺ کا پردہ کبھی نہیں دیکھا۔ »([٧٠]).

٦٨() «سنن أبو داود»: (٤١٨٢).

٦٩() أ «المستدرك على الصحيحين»، الحاكم: (٤٢٢٤)، «سنن الترمذي»: (٢٠١٦).

٧٠() «سنن ابن ماجه»: (٦٦٢)، «مصنف ابن أبي شيبة»: (١١٣٠).

آپ ﷺ کے حسن سلوک، ادب اور اخلاق

نبی اکرم ﷺ کی معاشرت، آداب، اور اخلاق کی خوبصورتی کی مثالیں بہت ساری صحیح احادیث میں ملتی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی وصف میں کہا: 'آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ فراخ سینہ، سب سے سچے لہجے، سب سے نرم مزاج، اور سب سے زیادہ مہمان نواز تھے۔'

ابو داؤد نے قیس بن سعید رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: 'ہمیں رسول اللہ ﷺ نے وزٹ کیا اور ایک کہانی ذکر کی، جس کے آخر میں جب آپ ﷺ جانے لگے تو سعد نے آپ کے لیے ایک گدھا قریب کیا جس پر ایک چادر رکھی گئی تھی، تو رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے۔ پھر سعد نے کہا: 'اے قیس! رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جاؤ۔' قیس نے کہا: 'تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: 'سوار ہو جاؤ،' لیکن میں نے انکار کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: 'یا تو سوار ہو جاؤ یا واپس چلے جاؤ۔' میں نے واپس جانے کا فیصلہ کیا۔'([٧]).

نبی ﷺ نے ہمیشہ لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کی، اور کبھی بھی انہیں دور نہیں کیا۔ آپ ﷺ ہر قوم کے معزز فرد کی عزت کرتے تھے اور ان کے لیے خاص مقام رکھتے تھے۔ آپ ﷺ دوسروں کو ان کی حیثیت کے مطابق احترام دیتے تھے اور ہر ایک کے لیے خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے۔([٧]) آپ ﷺ اپنے صحابہ کا خیال رکھتے تھے اور ہر ایک کو ان کی باری دیتے تھے۔ آپ ﷺ اپنے جلیس (بیٹھنے والے) کو یہ محسوس نہیں ہونے دیتے تھے کہ کوئی دوسرا ان سے زیادہ عزت دار ہے۔ جب کوئی آپ ﷺ سے کوئی ضرورت طلب کرتا تو آپ ﷺ اس کی مدد فرماتے، اور آپ کی سخاوت اور رحم دلی نے لوگوں کو آپ کے قریب کیا۔ آپ ﷺ کی سادگی اور خوش اخلاقی نے آپ کو لوگوں کے دلوں میں ایک باپ کی طرح بنایا، جہاں ہر ایک آپ کے سامنے برابری کے ساتھ آتا تھا۔

---

[٧]() «سنن أبي داود»: (٥١٨٥).

ابن ابی ہالہ نے نبی اکرم ﷺ کی خوبصورت صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"آپ ﷺ ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے، نرم مزاج، ملنسار، سخت مزاج یا غلیظ نہیں تھے، نہ ہی آپ ﷺ کبھی اونچی آواز میں بولتے تھے، نہ ہی بے ہودہ یا عیب جویانہ گفتگو کرتے تھے۔ آپ ﷺ ان چیزوں سے بے پروائی کرتے تھے جو آپ ﷺ کو پسند نہیں تھیں، اور کبھی بھی کسی کی امید کو توڑتے نہیں تھے۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿(اے محمد ﷺ) خدا کی مہربانی سے تمہاری افتاد مزاج ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے۔ اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ تو ان کو معاف کردو اور ان کے لئے (خدا سے) مغفرت مانگو۔ اور اپنے کاموں میں ان سے مشورت لیا کرو۔ اور جب (کسی کام کا) عزم مصمم کرلو تو خدا پر بھروسا رکھو۔ بے شک خدا بھروسا رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۝﴾ (آل عمران: ١٥٩)

اور فرمایا: ﴿اور بری بات کے جواب میں ایسی بات کہو جو نہایت اچھی ہو۔ اور یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں ہمیں خوب معلوم ہے ۝﴾ (المؤمنون: ٩٦)۔ آپ ﷺ ہمیشہ اپنے دوستوں کی دعوت کو قبول کرتے تھے اور اگر کوئی ہدیہ پیش کرتا تو آپ ﷺ اس کو بھی قبول کر لیتے، چاہے وہ کوئی معمولی چیز ہی کیوں نہ ہوتی۔ ( ) بلکہ ہدیہ ٣
پیش کرنے والے کو انعام دیتے تھے۔

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: 'میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت دس سال کی، تو آپ ﷺ نے مجھ سے کبھی 'اف' تک نہیں کہا، اور نہ ہی کسی چیز کے بارے میں فرمایا: 'تم نے یہ کیوں کیا؟' اور نہ ہی کسی چیز کے بارے میں کہا: 'تم نے یہ کیوں چھوڑ دیا؟' »( ). ٤ ٧

٧() رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول فرما لیتے تھے، چاہے وہ بہت ہی معمولی کیوں نہ ہو، تاکہ ہدیہ دینے والے کا دل خوش ہو جائے۔

٧() « صحيح البخاري »: (٦٠٣٨).

اور عائشہ صاحبہ رضی اللہ عنہا نے کہا: 'رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کے اخلاق بہتر نہیں تھے، اور جب بھی آپ ﷺ کے صحابہ یا اہلِ بیت میں سے کسی نے آپ کو پکارا، تو آپ ﷺ نے ہمیشہ فرمایا: 'لبیک!'

اور جریر بن عبد اللہ نے کہا: 'جب سے میں مسلمان ہوا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی مجھ سے حجاب نہیں کیا، اور جب بھی آپ ﷺ نے مجھے دیکھا، تو ہمیشہ مسکرائے۔' ([٥]). [٧]

نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرتے تھے، ان کے ساتھ مزاح کرتے، گفتگو کرتے، اور بچوں کے ساتھ پیار سے پیش آتے تھے۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ اپنے پیروکاروں کا خیال رکھا، خواہ وہ آزاد ہوں، غلام، یا مسکین۔ آپ ﷺ بیماروں کی عیادت کرتے اور ہر معافی مانگنے والے کو معاف کرتے تھے۔

حضرت امام انس رضی اللہ عنہ نے کہا: 'جب کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے کان میں بات کرتا، تو آپ ﷺ اپنا سر نہیں ہٹاتے تھے یہاں تک کہ وہ شخص خود ہی اپنا سر پیچھے کر لیتا۔ اور جب کوئی آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑتا، تو آپ ﷺ اپنا ہاتھ نہیں چھوڑتے تھے یہاں تک کہ وہ شخص خود ہی اپنا ہاتھ چھوڑ دیتا۔'

آپ ﷺ ہمیشہ لوگوں کو سلام کرتے تھے اور اپنے ساتھیوں سے مصافحہ کرنے میں پہل کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی اپنے پاؤں کو اپنے صحابہ کے درمیان نہیں پھیلایا، تاکہ کسی کو تنگی نہ ہو۔

آپ ﷺ مہمانوں کا احترام کرتے تھے، کبھی کبھار اپنے کپڑے بچھاتے اور انہیں اپنی جگہ دیتے، تاکہ وہ آرام سے بیٹھ سکیں۔ آپ ﷺ اپنے صحابہ کو ان کے پسندیدہ ناموں سے پکارتے تھے، جس سے انہیں محبت کا احساس

---

[٧]() « صحيح البخاري »: (٣٠٣٥).

ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کبھی کسی کی بات کو قطع نہیں کرتے، جب تک کہ وہ خود نہیں رک جاتے۔ آپ ﷺ اپنی نماز میں بھی اگر کوئی آتا تو آپ اسے ضروریات پوچھتے اور پھر واپس اپنی نماز کی طرف لوٹ جاتے۔( ). ٦

اور روایت ہے کہ جب آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے تو جو بھی ان کے پاس بیٹھتا تھا، وہ اپنی نماز مختصر کر دیتے تھے اور اس سے اس کی ضرورت کے بارے میں پوچھتے تھے۔ جب ضرورت پوری ہو جاتی تو دوبارہ اپنی نماز کی طرف لوٹ آتے تھے۔ اور آپ ﷺ سب سے زیادہ مسکرانے والے اور خوش مزاج تھے جب تک ان پر قرآن نازل نہ ہوتا یا آپ ﷺ وعظ نہ دے رہے ہوتے یا خطبہ نہ فرما رہے ہوتے تھے۔

عبد اللہ بن الحارث نے کہا: "میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مسکراتا ہوا کوئی نہیں دیکھا۔"»( ).

اور انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ: "جب نبی ﷺ فجر کی نماز ادا کرتے، تو مدینہ کے لوگوں کے خادم اپنے برتنوں میں پانی لے کر آتے تھے، اور جو بھی برتن لایا جاتا، آپ ﷺ اپنا ہاتھ اس میں ڈال دیتے۔ بعض اوقات وہ سرد صبح میں بھی آتے، اور آپ ﷺ اپنا ہاتھ اس میں ڈال دیتے۔»( ). ٨

---

[٧٦]() رسول اللہ ﷺ توجہ سے سننے والے تھے جب کوئی آپ سے بات کرتا، اور آپ ﷺ اس کی بات کو نہیں کاٹتے تھے۔ جب بات کرنے والا اپنی بات مکمل کر لیتا یا اپنی بات کا مقصد واضح کر دیتا، تب رسول اللہ ﷺ جواب دیتے، جو یا تو کسی چیز سے منع کرنا ہوتا یا کسی چیز کا حکم دینا اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دینا ہوتا۔

[٧]() «سنن الترمذي»: (٣٦٤١).

[٧]() «مسند أحمد»: (٢٥٦٥٧).

آپ ﷺ کی تمام مخلوقات پر رحم اور شفقت

نبی اکرم ﷺ کی رحمت اور شفقت کا ذکر قرآن مجید میں بھی موجود ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿(لوگو) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے خواہش مند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں ۝﴾ (التوبۃ: ۱۲۸)، اور:

﴿ اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو تمام جہان کے لئے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے ۝﴾ (الأنبياء: ۱۰۷)

اور بعض لوگوں نے کہا: ان ﷺ کی فضیلت میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دو نام عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں ۝﴾ (التوبہ: ۱۲۸).

حضور نبی اکرم ﷺ کی امت پر شفقت ورحمت کی ایک مثال ہے کہ جب آپ ﷺ کو آپ کی قوم نے جھٹلایا تو جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا: 'اللہ نے آپ کی قوم کے کلام اور ان کے انکار کو سن لیا ہے، اور اللہ نے پہاڑوں کے فرشتے کو آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ انہیں جو چاہیں حکم دیں۔' پھر پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے پکارا، سلام کیا، اور کہا: 'اے محمد ﷺ، اگر آپ چاہیں تو میں ان پر دونوں پہاڑ گرا کر مٹا دوں؟' لیکن نبی ﷺ نے فرمایا: 'نہیں، بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ ان کی نسلوں سے ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔'»([٩]). ٧

ابن منکدر نے روایت کیا کہ جبرائیل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے کہا: "اللہ تعالیٰ نے آسمان، زمین اور پہاڑوں کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ کی اطاعت کریں۔" تو نبی ﷺ نے فرمایا: "میں اپنی امت کے بارے میں تاخیر کرتا ہوں، شاید اللہ ان پر توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔"

---

[٧]() «صحيح البخاري»: (٣٢٣١).

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: "رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو کاموں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ ہمیشہ آسان تر کو اختیار فرماتے تھے۔» ( )[٨].

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: "رسول اللہ ﷺ ہمیں وقتاً فوقتاً نصیحت کیا کرتے تھے، اس خوف سے کہ کہیں ہم اکتاہٹ کا شکار نہ ہو جائیں۔ » ( )[٨].

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: "یہود نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: 'سام علیکم' (یعنی تم پر موت ہو)۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: 'تم پر ہو، اور اللہ کی لعنت اور غضب بھی ہو'۔ نبی ﷺ نے فرمایا: 'آہستہ عائشہ، نرمی اختیار کرو، اور سختی اور بدزبانی سے بچو'"[٨]( ).

---

[٨]() « صحیح البخاري»: (٣٥٦٠).

[٨]() « صحیح البخاري»: (٧٠)، « صحیح البخاري»: (٢٨٢١).

[٨]() « صحیح البخاري»: (٦٠٣٠).

آپ ﷺ کی وفاداری، وعدہ کی پابندی، اور رشتہ داری

نبی اکرم ﷺ کی شخصیت میں وفاداری، ایفاء عہد، اور صلۂ رحمی کی خصوصیات کا بڑا مقام ہے، جو آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں نمایاں طور پر نظر آتی ہیں۔

عبداللہ بن ابی الحمسا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: "میں نے نبی ﷺ کے ساتھ ان کی بعثت سے پہلے ایک چیز کی خرید و فروخت کی اور کچھ باقی رہ گیا تھا۔ میں نے ان سے وعدہ کیا کہ میں اس کو ان کے پاس لے آؤں گا وہیں جہاں وہ موجود تھے، لیکن میں بھول گیا۔ پھر تین دن بعد مجھے یاد آیا تو میں وہاں گیا، تو دیکھا کہ وہ اپنی جگہ پر موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: 'اے نوجوان، تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا، میں یہاں تین دن سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ »([٨٣]).

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: "جب نبی ﷺ کے پاس کوئی چیز لائی جاتی تو آپ فرماتے: 'اسے فلاں (عورت) کے پاس لے جاؤ، کیونکہ وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دوست تھی۔ اسے فلاں (عورت) کے پاس لے جاؤ، کیونکہ وہ خدیجہ سے محبت کرتی تھی۔' ([٨٤]).

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "میں کسی عورت پر اتنی غیرت نہیں کرتی جتنی خدیجہ رضی اللہ عنہا پر، کیونکہ میں سنتی تھی کہ نبی ﷺ انہیں یاد کرتے تھے، اور اگر وہ بکرے کو ذبح کرتے تو اس کے گوشت کو خدیجہ کی دوستوں کو تحفے میں دیتے۔" (٨٥)

نبی کریم ﷺ کی عظیم خصوصیات میں سے ایک یہ بھی تھی کہ آپ ﷺ اپنے رشتے داروں کے ساتھ نیک سلوک اور حسن معاشرت کرتے تھے۔

([٨])« سنن أبي داود»: (٤٩٩٦).

٨٤()«المستدرك على الصحيحين»، الحاكم: (٧٣٣٩)، «المعجم الكبير»، الطبراني: (٢٠).

٨٥() « صحيح البخاري»: (٦٠٠٤).

اور نبی کریم ﷺ نے اپنی پوتی امامہ، جو زینب کی بیٹی تھی، کے ساتھ نماز پڑھی، اسے اپنے کندھے پر اٹھائے رکھتے تھے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو اسے نیچے رکھ دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو پھر سے اٹھا لیتے۔ ( ). ٦

اور ابوقتادہ سے روایت ہے کہ: "نجاشی کے پاس ایک وفد آیا، تو نبی کریم ﷺ ان کی خدمت کرنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ کے صحابہ نے کہا: "ہم آپ کے لیے کافی ہیں،" تو آپ نے فرمایا: "یہ لوگ ہمارے ساتھیوں کے ساتھ مہربانی کرنے والے تھے، اور میں چاہتا ہوں کہ ان کا احسان ادا کروں۔" ( ). ٧

اور جب اس کی رضاعی بہن شیما کو ہوازن کے قیدیوں میں لایا گیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے اپنی چادر بچھائی اور اسے فرمایا: "اگر تم چاہو تو میرے پاس عزت و محبت کے ساتھ رہ سکتی ہو، یا میں تمہیں کچھ دے دوں اور تم اپنے قوم کے پاس واپس جا سکتی ہو۔" اس نے اپنے قوم کو چن لیا، تو آپ نے اسے عطا کیا۔

اور ابو الطفیل نے کہا: "میں نے نبی ﷺ کو دیکھا جب ایک عورت آئی اور ان کے قریب آ کر انہوں نے اس کے لیے اپنی چادر بچھائی، تو وہ اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے پوچھا: "یہ کون ہے؟" تو لوگوں نے کہا: "یہ ان کی وہ ماں ہے جس نے انہیں دودھ پلایا تھا۔" ( ). ٨ ٨

اور عمرو بن السائب نے کہا: "کہ نبی کریم ﷺ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے، کہ ان کے رضاعی والد آئے، تو انہوں نے اپنا ایک لباس ان کے لیے بچھایا، اور وہ اس پر بیٹھ گئے۔ پھر ان کی رضاعی والدہ آئیں، تو آپ ﷺ نے اپنی دوسری جانب سے لباس کا ایک ٹکڑا ان کے لیے بچھایا، اور وہ بھی اس پر بیٹھ گئیں۔ پھر ان کے رضاعی بھائی آئے، تو نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر انہیں اپنے سامنے بٹھایا۔" ( ). ٩ ٨

٨٦() « صحيح البخاري»: (٥١٦)، « صحيح مسلم » : (٥٤٣).

٨٧() «مكارم الأخلاق»، ابن ابي الدنيا: (٣٦٧)، «الدلائل»، البيهقي: (٣٠٧/٢)، «الشعب» (٨٧٠٤).

٨٨() «المستدرک على الصحيحين»، الحاكم: (٦٥٩٥).

٨٩() « سنن أبي داود»: (٥١٤٥)، «الدلائل»، البيهقي: (٢٠٠/٥).

اور آپ ﷺ ثویبہ، ابو لہب کی باندی اور اس کی رضاعی ماں، کو ہدیہ اور لباس بھیجتا رہتا تھا۔ جب وہ فوت ہوگئیں تو آپ ﷺ نے پوچھا: 'کیا اس کے رشتہ دار میں سے کوئی باقی ہے؟' تو کہا گیا: 'نہیں، کوئی نہیں۔'

اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ایک حدیث میں ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے کہا: 'خوش ہو جاؤ! واللہ، اللہ کبھی بھی تمہیں غمگین نہیں کرے گا، بے شک تم رشتہ داروں سے ملتے ہو، بوجھ اٹھاتے ہو، بے کس کو مدد دیتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو، اور حق کے مسائل میں مدد فراہم کرتے ہو۔' (٩٠).

ورقہ بن نوفل نے خدیجہ صاحبہ رضی اللہ عنہا کی طرح بھی آپ ﷺ کی خوبیوں کا ذکر کیا۔

---

٩٠) «صحيح البخاري»: (٣)، «صحيح مسلم»: (٢٥٢).

آپ ﷺ کی تواضع

نبی اکرم ﷺ کی تواضع (عاجزی) آپ کی بلند مرتبہ اور اعلیٰ مقام کے باوجود نمایاں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اختیار دیا کہ آپ نبی ہوکر بادشاہ بنیں یا نبی ہوکر بندہ بنیں۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے عاجزی اور بندگی کا راستہ اپنایا اور نبی بندہ بننے کو ترجیح دی۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام نے اس پر آپ ﷺ کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا: "اللہ نے آپ کو اس عاجزی کے بدلے یہ مقام عطا فرمایا کہ آپ قیامت کے دن آدم کی اولاد کے سردار ہوں گے، سب سے پہلے زمین آپ کے لیے شق ہوگی، اور آپ سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہوں گے"۔

"ابو داود نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: 'رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے چمکتی ہوئی لاٹھی پر ٹیک لگا کر نکلے۔ ہم ان کی طرف کھڑے ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: 'جیسی اقوام کے لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کرتے ہیں، تم ویسے نہ کھڑے ہو۔' »( ). [۹۱]

اور آپ ﷺ نے فرمایا: 'میں تو بس ایک بندہ ہوں، میں جیسے بندہ کھاتا ہے، ویسے ہی کھاتا ہوں، اور جیسے بندہ بیٹھتا ہے، ویسے ہی بیٹھتا ہوں۔' »( ). [۹۲]

آپ ﷺ گدھے پر سوار ہوتے، اور بعض اوقات پیچھے کسی کو بٹھا لیتے۔ آپ ﷺ مسکینوں کی عیادت فرماتے، فقراء کے ساتھ بیٹھتے، اور غلاموں کی دعوت قبول کرتےگ اور صحابہ کرام کے ساتھ مجلس میں جہاں جگہ ملتی وہیں بیٹھ جاتے۔

۹۱() «سنن أبي داود»: (۵۲۳۰).

۹۲() «الزہد»، امام احمد: (۲۲).

اور حضرت عمر رضي الله عنه کی روایت میں، آپ ﷺ نے فرمایا: 'مجھ کو اس طرح نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کو بڑھایا، کیونکہ میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، لہذا کہو: اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔' ([93]).

اور حضرت انس رضي الله عنه سے روایت ہے کہ ایک عورت آپ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: 'مجھے آپ سے ایک حاجت ہے۔' آپ نے فرمایا: 'اے فلانی، بیٹھو، تم شہر کی کسی بھی گلی میں بیٹھو، میں تمہارے پاس آ کر بیٹھوں گا جب تک کہ تمہاری حاجت پوری نہ ہو جائے۔' چنانچہ وہ بیٹھ گئی، اور نبی ﷺ ان کے پاس بیٹھے رہے جب تک کہ انہوں نے اپنی حاجت پوری نہیں کر لی۔ ([94]).

حضرت انس رضي الله عنه نے فرمایا: 'رسول اللہ ﷺ بیمار کی عیادت کرتے، جنازے میں شرکت کرتے، گدھے پر سوار ہوتے، اور غلام کی دعوت کا جواب دیتے۔' اور وہ ﷺ بنی قریظہ کے دن ایک گدھے پر سوار تھے، جس کی لگام ریشم کی ایک رسی سے بندھی ہوئی تھی، اور اس پر ایک کمبل تھا جو ریشم کا تھا۔ ([95]).

حضرت انس رضي الله عنه نے فرمایا: 'رسول اللہ ﷺ نے ایک پُرانے اونٹ پر حج کیا، اور اس پر ایک ایسا چادر تھی جس کی قیمت چار درہم سے زیادہ نہیں تھی۔ آپ نے کہا: اللھم، اسے قبول شدہ حج بنا، جس میں نہ ریا ہو اور نہ ہی شہرت۔ حالانکہ اس وقت زمین آپ کے لیے کھل چکی تھی، اور آپ نے اپنی حج کے دوران سو اونٹ بھی ذبح کیے تھے۔

جب مکہ فتح ہوا اور آپ ﷺ فاتح کی حیثیت سے شہر میں داخل ہوئے، تو تواضع اور عاجزی کا عالم یہ تھا کہ آپ ﷺ نے اپنے سر کو اتنا جھکایا ہوا تھا کہ وہ کجاوے کے قریب پہنچ چکا تھا، یہ اللہ کے سامنے عاجزی کا اظہار تھا۔

---

٩٣) «صحيح البخاري»: (٣٤٤٥).

٩٤) «صحيح مسلم»: (٢٣٢٦)، «سنن أبي داود»: (٤٨١٨).

٩٥) «سنن الترمذي»: (١٠١٧).

اور آپ ﷺ کی تواضع کا ایک اور مظہر یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: 'تم مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو، اور نہ ہی پیغمبروں میں کسی کو دوسرے پر فضیلت دو، اور نہ ہی مجھے موسیٰ پر فضیلت دو۔ ہم ابراہیم سے شک کرنے میں زیادہ حق دار ہیں، اور اگر میں جیل میں یوسف کی طرح زیادہ عرصہ رہتا تو میں دعا کرنے والے کا جواب دیتا۔'

آپ ﷺ نے اس شخص سے بھی کہا جس نے آپ سے کہا: 'اے سب مخلوق سے بہتر!'، کہ 'وہ تو ابراہیم ہیں۔'

یہ تمام باتیں نبی کریم ﷺ کی عظیم عاجزی کی نشانیاں ہیں، حالانکہ آپ ﷺ کو تمام انبیاء اور انسانوں میں افضل ترین مقام حاصل تھا۔

اور عائشہ رضی اللہ عنہا، حسن، ابی سعید، اور دیگر صحابہ کرام - رضوان اللہ علیہم - کی روایات میں آپ ﷺ کی صفات کا ذکر ہے، اور ان میں سے بعض ایک دوسرے پر کچھ اضافہ کرتے ہیں: 'آپ ﷺ اپنے گھر میں اپنے اہل کے کاموں میں مشغول رہتے تھے، اپنے کپڑے خود سیتے، اپنی بکری کا دودھ خود دوہتے، اپنی چادر اٹھاتے، اپنے جوتے خود درست کرتے، اپنے کام خود کرتے، گھر کی صفائی کرتے، اونٹ کو باندھتے، اپنے کام کے جانور کو خود کھلاتے، خادم کے ساتھ کھانا کھاتے، اس کے ساتھ آٹا گوندھتے، اور بازار سے اپنا سامان خود اٹھاتے۔»([96]).

اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ: 'مدینہ کی ایک باندی آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیتی، اور آپ ﷺ اس کے ساتھ اس کی ضروریات پوری کرنے کے لیے چلتے رہتے، یہاں تک کہ وہ اپنی تمام ضرورتیں پوری کر لیتی، پھر وہ واپس لوٹ جاتی۔ »([97]).

٩٦() «صحیح ابن حبان»: (٥٦٧٧)، «المعجم الأوسط»، الطبراني: (٦٤٨٠).

٩٧() «صحيح البخاري»: (٦٠٧٢)، «أخلاق النبي وآدابه»، الاصبهاني: (٢٧).

اور آپ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا، اور اس کی ہیبت سے وہ تھر تھر کانپنے لگا۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: 'اپنے آپ کو سنبھالو، میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں، میں تو ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں، جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔ »(۹۸).

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: 'میں نبی ﷺ کے ساتھ بازار گیا، تو آپ نے ایک پتلون خریدی اور وزن کرنے والے سے کہا: وزن کرو اور بھاری کرو، اور پھر واقعہ ذکر کیا۔ تو وہ نبی ﷺ کے ہاتھ پر جھپٹا اور اسے چومنے لگا، تو نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا: 'یہی کام عجمی اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں، اور میں بادشاہ نہیں، بلکہ میں تم میں سے ایک آدمی ہوں۔' پھر آپ نے پتلون لی، میں نے اسے اٹھانے کے لیے بڑھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: 'چیز کا مالک، اس کا زیادہ حق دار ہوتا ہے کہ وہ اسے اٹھائے۔' (۹۹).

---

۹۸) ایضا

۹۹) «المعجم الأوسط»، الطبراني: (٦٥٩٤)، «مسند أبي يعلي»: (٦١٦٢).

آپ ﷺ کی انصاف پسندی، امانت داری، عفت، اور سچائی

جہاں تک نبی کریم ﷺ کے عدل، امانت، پاکدامنی اور صداقت کا تعلق ہے تو آپ ﷺ سب سے زیادہ امانت دار، سب سے زیادہ عادل، سب سے زیادہ پاکدامن اور سب سے زیادہ سچے تھے، جب سے آپ ﷺ دنیا میں تشریف لائے، آپ کے دشمن اور مخالفین بھی اس کا اعتراف کرتے تھے۔ آپ ﷺ کو نبوت سے پہلے "الامین" (امانت دار) کہا جاتا تھا۔

ابو اسحاق نے کہا: "آپ کو 'الامین' کہا جاتا تھا کیونکہ اللہ نے آپ ﷺ میں بہترین اخلاق جمع کیے تھے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ سردار (اور) امانت دار ہے۝ ﴾ (سورۃ التکویر: ٢١)، اکثر مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت محمد ﷺ کے بارے میں ہے۔

جب قریش کے قبائل خانہ کعبہ کی تعمیر کے دوران حجرِ اسود کو رکھنے کے معاملے میں اختلاف کا شکار ہو گئے تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ جو بھی سب سے پہلے داخل ہو گا، وہی اس کا فیصلہ کرے گا۔ نبی ﷺ سب سے پہلے داخل ہوئے، اور یہ نبوت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ قریش نے کہا: "یہ محمد ﷺ ہیں، یہ الامین ہیں، ہم ان سے راضی ہیں۔" (١٠٠).

اور ربیع بن خثیم سے روایت ہے کہ: 'جہالت کے زمانے میں، اسلام سے پہلے، لوگ نبی ﷺ کی طرف فیصلہ کے لیے رجوع کرتے تھے۔ (١٠١).

اور آپ ﷺ نے فرمایا: 'اللہ کی قسم، میں آسمان میں بھی امانت دار ہوں اور زمین پر بھی امانت دار ہوں۔ (١٠٢).

١٠٠() «المستدرک علی الصحیحین»، الحاکم: (١٦٨٣).

١٠١() «الزہد»، احمد: (١٩٨١).

١٠٢() «المعجم الکبیر»، الطبراني: (٩٨٩).

اور ترمذی نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: 'ابوجہل نے نبی ﷺ سے کہا: ہم آپ کی تصدیق نہیں کرتے، لیکن ہم اس چیز کی تصدیق نہیں کرتے جو آپ لے کر آئے ہیں۔' پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ ہم کو معلوم ہے کہ ان (کافروں) کی باتیں تمہیں رنج پہنچاتی ہیں (مگر) یہ تمہاری تکذیب نہیں کرتے بلکہ ظالم خدا کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں ۝﴾ (الأنعام: ٣٣)(١٠٣).

اور دوسروں نے روایت کی ہے: 'ہم آپ کو جھٹلاتے نہیں ہیں اور نہ ہی آپ ہمارے درمیان جھٹلائے جانے والے ہیں۔'

اور کہا گیا: کہ الأخنس بن شریق نے ایک دن بدر کے دن ابو جہل سے ملاقات کی اور اس سے کہا: 'اے ابو الحکم! یہاں صرف میں اور تو ہیں جو ہماری بات سن رہے ہیں، کیا تو مجھے بتا سکتا ہے کہ محمد سچا ہے یا جھوٹا؟' تو ابو جہل نے کہا: 'واللہ! محمد تو سچا ہے، اور محمد نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔'

اور ہرقل نے ابو سفیان سے اس کے بارے میں پوچھا، تو اس نے کہا: 'کیا تم اسے جھوٹا سمجھتے تھے اس سے پہلے کہ وہ جو کچھ کہا؟' تو اس نے کہا: 'نہیں۔'

اور النضر بن الحارث نے قریش سے کہا: 'محمد تم میں ایک نوجوان تھا، جو تمہارے لیے سب سے زیادہ پسندیدہ اور سچا تھا، اور تم میں سب سے زیادہ امانتدار تھا، یہاں تک کہ جب تم نے اس کے دونوں پٹوں میں سفید بال دیکھے، اور وہ تمہارے پاس وہ باتیں لایا جو لایا، تو تم نے کہا: 'یہ تو جادوگر ہے!' نہیں، واللہ! یہ جادوگر نہیں ہے۔'

---

١٠٣) «سنن الترمذي»: (٣٠٦٤)، «المستدرك على الصحيحين»، الحاكم: (٣٢٣٠).

اور حدیث میں: 'اور رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں لگا، سوائے اس کے کہ جس کا وہ مالک ہو۔' ( ). اور حضرت علی رضئ اللہ عنہ کی حدیث میں'آپ ﷺ کی وصف میں ہے: 'آپ سب لوگوں سے زیادہ سچے تھے۔'

اور صحیح حدیث میں ہے: 'تیرے لیے ہلاکت ہو، اور اگر میں نے انصاف نہ کیا تو کون انصاف کرے گا؟ بے شک میں ناکام اور خسارہ میں رہوں گا اگر میں نے انصاف نہ کیا۔' ( ). ۱۰۵

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی دو چیزوں میں سے کسی ایک کے انتخاب کا موقع نہیں ملا، مگر آپ نے ان میں سے آسان چیز کو اختیار کیا، جب تک کہ وہ گناہ نہ ہو۔ اور اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ ان چیزوں سے سب سے دور رہنے والے ہوتے۔ »( ). ۱۰٦

ابو العباس المبرد نے کہا: ''کسریٰ نے اپنے ایام کی تقسیم کی۔ اس نے کہا: 'ہواؤں والے دن کو نیند کے لیے موزوں ہے، بادل والے دن کو شکار کے لیے، بارش والے دن کو پینے اور لہو و لعب کے لیے، اور سورج والے دن کو ضروریات کے لیے۔'''

ابن خالویہ نے کہا: ''وہ اپنے دنیاوی معاملات کی سیاست میں بہت ماہر تھے۔''

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ یہ تو دنیا کی ظاہری زندگی کو جانتے ہیں۔ اور آخرت (کی طرف) سے غافل ہیں ۝﴾ (الروم:٧).

---

[1]() « صحيح البخاري »: (٧٢١٤)، « صحيح مسلم »: (١٨٦٦).
١٠٥() « صحيح البخاري »: (٣٦١٠)، « صحيح مسلم »: (١٠٦٤).
١٠٦() « صحيح البخاري »: (٣٦١٠).

لیکن نبی ﷺ نے اپنے دن کو تین حصوں میں تقسیم کیا: ایک حصہ اللہ کے لیے، ایک حصہ اپنے اہل و عیال کے لیے، اور ایک حصہ اپنی ذات کے لیے۔

پھر انہوں نے اپنے حصے کو عوام اور خاص لوگوں کے درمیان تقسیم کیا، تو وہ خاص لوگوں کی مدد سے عوام کی مدد کرتے تھے اور فرماتے تھے: "جس کی کوئی ضرورت ہو اور وہ مجھے براہ راست نہیں پہنچا سکتا، اس کی ضرورت مجھے پہنچا دو، کیونکہ جو شخص کسی کی ضرورت پہنچائے، اللہ اس کو یومِ فزع اکبر میں امن عطا فرمائے گا۔" ( ).

اور حسن رضي الله عنه سے مروی ہے: «رسول اللہ ﷺ کسی کو کسی کی غلطی یا عیب کی بنا پر نہیں پکڑتے تھے، اور نہ ہی کسی کی بات پر دوسرے پر یقین کرتے تھے۔ »( ).

٨ . ١

اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: «میں نے کبھی بھی اہل جاہلیت کے جیسے کسی بُرے کام کا ارادہ نہیں کیا، سوائے دو بار، اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ان دونوں باروں سے بچا لیا۔ ایک رات میں ایک نوجوان کے ساتھ تھا جو قریش سے تھا، ہم مکہ کے ایک بلند مقام پر تھے، اور ان کے لیے کچھ بھیڑیں چُرائی ہوئی تھیں۔ میں نے کہا: دیکھنا میرے بھیڑوں کا خیال رکھنا جب تک میں اس رات مکہ میں سمر نہ کروں، جیسے نوجوان سمر کرتے ہیں۔ اس نے کہا: ہاں، میں نے باہر نکلا۔ جب میں مکہ کی ایک بستی کے قریب پہنچا، تو میں نے گانے اور دف کی آوازیں سنیں۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: فلاں شخص نے فلاں سے شادی کی ہے۔ میں نے ان گانوں اور آوازوں سے لطف اٹھایا، یہاں تک کہ میری آنکھیں بند ہوگئیں اور میں سو گیا۔ مجھے صرف سورج کی کرنوں نے جگایا۔ میں واپس آیا اور پھر سے اسی طرح کی آواز سنی۔ پھر مجھے وہی کہا گیا جس کی پہلے مجھے اطلاع ملی تھی، تو میں نے اس آواز سے پھر لطف اٹھایا اور میری آنکھیں پھر بند ہوگئیں، یہاں تک کہ مجھے سورج کی کرنوں نے جگایا۔ پھر میں اپنے ساتھی کے پاس لوٹا، تو اس نے پوچھا: تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا: میں نے کچھ نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: « قسم ہے اللہ

١٠٧() «الشمائل»، الترمذي: (٣٣٧)، «مسند البزار»: (٤١٢١).

(١)«السنن الكبرى»، البيهقي: (١٦٦٧٦)، «المراسيل»، ابو داود: (٥١٤).

۹ ۰ ۱

کی! میں نے اس کے بعد کبھی بھی اہل جاہلیت کے کسی بُرے کام کا ارادہ نہیں کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت سے عزت دی۔»( ).

۱() «المستدرک علی الصحیحین»، الحاکم: (۷٦۱۹)، «صحیح ابن حبان»: (٦۲۷۲).

آپ ﷺ کی وقار، مردانگی، اور اچھی رہنمائی

ابو داود نے خارجۃ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: «نبی ﷺ اپنے مجلس میں سب سے زیادہ وقار رکھنے والے تھے، وہ اپنے اطراف سے کم ہی کوئی چیز نکالتے تھے» ( ).

اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: «جب نبی ﷺ بیٹھتے تو اپنی ہاتھوں کے ساتھ احتَبی کرتے» ( ).

آپ ﷺ بیٹھتے وقت احتباء کی حالت میں ہوتے، جو آپ کی مجلس کا ایک عام انداز تھا۔

أَبِي أُمَامَةَ الْحَارِثِيِّ رضي اللہ عنہ نے کہا: »بے شک نبی ﷺ کبھی کبھی چوکڑی مار کر بیٹھتے، اور کبھی کبھی قرفصاء (یعنی دونوں پاؤں کو زمین پر رکھ کر) بیٹھتے۔« (۱۱۲)

نبی ﷺ اکثر خاموش رہتے، اور ضرورت کے بغیر گفتگو نہیں فرماتے تھے۔ اگر کوئی نا مناسب بات کرتا، تو آپ ﷺ اس سے منہ موڑ لیتے۔ آپ ﷺ کا ہنسنا زیادہ تر مسکراہٹ ہوتی، اور آپ ﷺ کی گفتگو واضح اور معتدل ہوتی، نہ فضول باتیں اور نہ ہی کمی۔

آپ ﷺ کے صحابہ بھی آپ کے احترام اور آپ کی اقتداء میں زیادہ تر مسکرا کر ہنستے تھے۔ آپ ﷺ کی مجلس حلم، حیا، خیر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی۔ اس مجلس میں آوازیں بلند نہ ہوتیں اور نہ ہی کسی کی بے حرمتی کی جاتی۔ جب آپ ﷺ بات کرتے، تو مجلس کے لوگ اس طرح خاموشی سے سنتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، یعنی مکمل ادب اور توجہ کے ساتھ۔

اور آپ ﷺ کی صفت میں کہا گیا ہے: "وہ ٹھہر ٹھہر کر قدم رکھتے اور آہستہ چلتے تھے، جیسے کہ وہ کسی ڈھلوان سے نیچے آ رہے ہوں۔"

۱۱۰() «المراسیل»، ابو داود: (۵۰۵).

۱۱۱() «سنن ابي داود»: (٤٨٤٦)، «سننہ الکبری»، البیهقي: (۵۹۱٦).

۱۱۲() «أخلاق النبي وآدابه»، الاصبهاني: (٧٨٣).

اور ایک اور حدیث میں آیا ہے: «جب وہ چلتے، تو ایسا لگتا کہ ان کی چال میں ایک خاص ترتیب ہے، اور ان کی چال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہ تو بے چین ہیں اور نہ ہی سست۔» (١١٣)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «بے شک بہترین طرز زندگی محمد ﷺ کا طرز زندگی ہے۔» (١١٤).

اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: «رسول اللہ ﷺ کی گفتگو میں ترتیل یا ترسیل تھا۔» (١١٥).

اور ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «رسول اللہ ﷺ کا خاموش رہنا چار چیزوں پر ہوتا تھا: حلم، احتیاط، تقدیر، اور تفکر۔ » (١١٦).

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: «رسول اللہ ﷺ ایک ایسا واقعہ بیان فرماتے تھے کہ اگر کوئی شمار کرنے والا اسے شمار کرتا تو وہ اسے نہیں گن پاتا۔» (١١٨).

اور آپ ﷺ خوشبو اور اچھی خوشبو کو پسند کرتے تھے اور اسے کثرت سے استعمال کرتے تھے اور اس کی ترغیب دیتے تھے۔ اور آپ ﷺ فرماتے تھے: «میری دنیا کی چیزوں میں مجھ سے عورتیں اور خوشبو پسند کی گئی ہیں، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔» (١١٩).

---

(١١٣) «مسند الامام احمد»: (٣٠٣٣).

(١١٤) «مسند البزار»: (٢٠٧٦).

(١١٥) «سنن ابي داود»: (٤٨٣٨)، «سننہ الکبری»، البیهقي : (٥٧٦٠).

(١١٦) یعنی رسول اللہ ﷺ خاموش رہتے تھے ایسی چار حالتوں میں: پہلا: حلم (بردباری): آپ ﷺ ان لوگوں پر حلم کا مظاہرہ کرتے تھے جو آپ کے ساتھ بدسلوکی کرتے، اور اس کے جواب میں آپ ﷺ معروف (بھلائی) کرتے اور منکر (برائی) کو ترک کرتے، تاکہ امت آپ کی پیروی کرے۔ دوسرا: تقدیر (انصاف): یہ آپ ﷺ کا لوگوں کے ساتھ یکساں سلوک اور ان کے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے میں ظاہر ہوتا تھا۔ تیسرا: تفکر (غور و فکر): یہ اللہ کی مخلوقات اور آسمانوں و زمین کی بادشاہت میں غور و فکر کرنے میں ظاہر ہوتا تھا۔

(١١٧) «المعجم الکبیر»، الطبراني: (٤١٤)، «شعب الإیمان»، البیهقي: (١٣٦٢).

(١١٨) « صحیح البخاري»: (٣٥٦٧)، « صحیح مسلم»: (٢٤٩٣).

(١١٩) «المستدرک علی الصحیحین»، الحاکم: (٢٦٧٦)، «السنن الصغری»، النسائي: (٣٩٣٩).

اور آپ ﷺ کی مروت میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ نے کھانے اور پینے میں سانس پھونکنے سے منع کیا، اور آپ نے فرمایا کہ کھانا اس چیز سے کھانا چاہیے جو سامنے ہو، اور آپ نے مسواک کرنے، انگلیوں کی صفائی، اور فطری صفات کے استعمال کی ہدایت دی۔

آپ ﷺ کا زہد

آپ ﷺ کا زہد اس بات کی واضح مثال ہے کہ آپ نے دنیا کی رنگینیوں سے خود کو دور رکھا، حالانکہ آپ ﷺ کو دنیا کی تمام چیزیں فراہم کی گئیں۔ لیکن آپ نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ سادگی میں گزارا۔ آپ کا یہ زہد اس وقت بھی واضح ہوا جب آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کے پاس کوئی مال و دولت نہیں تھی، آپ کا زرہ ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی، تاکہ آپ کے اہل خانہ کی ضروریات پوری کی جا سکیں۔ اور آپ ﷺ دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں: «اے اللہ، آلِ محمد کے رزق کو قوت بنا دے! »(١٢٠).

ابن ابی شیبہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا: «رسول اللہ ﷺ تین دن تک مسلسل گندم کی روٹی سے کبھی سیر نہیں ہوئے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔»(١٢١).

اور ایک اور روایت میں ہے: «دو دن مسلسل جو کی روٹی سے، اور اگر اللہ چاہتا تو اسے ایسی چیز عطا کرتا جو ذہن میں بھی نہیں آسکتی۔»(١٢٢).

اور ایک اور روایت میں ہے: «رسول اللہ ﷺ کے خاندان نے گندم کی روٹی سے کبھی سیر نہیں ہوا یہاں تک کہ اللہ عز وجل سے ملا۔»(١٢٣).

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: «رسول اللہ ﷺ نے نہ تو دینار چھوڑا، نہ درہم، نہ بھیڑ، نہ اونٹ۔»( ).

یا عمرو بن الحارث کی حدیث میں ہے: «نبی ﷺ نے صرف اپنا ہتھیار، ایک سفید گھوڑا، اور ایک زمین چھوڑی جسے صدقہ قرار دیا۔»(١٢٥).

---

١٢٠) « صحيح البخاري»: (٦٤٦٠)، « صحيح مسلم»: (١٠٥٥) اس کی روایت.

١٢١) «مصنف ابن ابي شيبة»: (٣٥٥٤٣).

١٢٢) «مسند الامام احمد»: (٢٤٦٦٥)، وأبو داود الطيالسي في «مسنده»: (١٤٩٢).

١٢٣) « صحيح البخاري»: (٦٤٥٤)، « صحيح مسلم»: (٢٩٧٠).

١٢٤) « صحيح مسلم»: (١٦٣٥).

١٢٥)« صحيح البخاري»: (٢٩١٢).

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: «رسول اللہ ﷺ کی وفات اس حال میں ہوئی کہ میرے گھر میں کوئی ایسا چیز نہیں تھی جسے کوئی جان دار کھا سکے، سوائے ایک آٹے کے، جو میری رَفّ میں تھا، تو میں نے اس میں سے کھایا، اور جب یہ بہت لمبا ہوگیا تو میں نے اسے پیس لیا اور یہ ختم ہوگیا۔» (١٢٦).

اور رسول اللہ ﷺ نے کہا: «میرے رب نے مجھے پیشکش کی کہ کیا میں چاہوں کہ مکہ کی زمین سونے کی بن جائے، تو میں نے کہا: نہیں، اے میرے رب! لیکن مجھے ایک دن سیر کرو اور ایک دن بھوکا رہنے دو، یا اس طرح، تاکہ جب میں بھوکا ہوں تو میں تیری بارگاہ میں جھکوں اور تجھے یاد کروں، اور جب میں سیر ہوں تو میں تیرا شکر ادا کروں۔» (١٢٧).

اور ایک اور حدیث میں ہے: «جب جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے تو انہوں نے کہا: بے شک اللہ تعالی آپ کو سلام بھیجتا ہے اور کہتا ہے: کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں یہ پہاڑ سونے کے بنا دوں اور یہ آپ کے ساتھ ہو جہاں بھی آپ ہوں؟ تو آپ خاموش ہوگئے اور کچھ دیر بعد کہا: اے جبرائیل! بے شک دنیا ان لوگوں کے لئے ہے جن کے پاس کچھ نہیں ہے، اور وہ مال ان کے لئے ہے جن کے پاس کچھ نہیں ہے، اور بے عقل لوگ اسے جمع کر لیتے ہیں۔ پھر جبرائیل نے کہا: اے محمد! اللہ آپ کو ثابت قدم رکھے»۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: «ہمارے اوپر ایک مہینہ گزرتا تھا جب ہم آگ نہیں جلاتے تھے، صرف کھجور اور پانی ہوتا تھا، مگر جب کبھی ہمیں گوشت ملتا۔» (١٢٨).

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: «رسول اللہ ﷺ کئی راتیں بغیر کھانا کھائے گزارتے تھے، اور ان کے اہل و عیال کو بھی عشائیہ نہیں ملتا تھا، اور ان کی زیادہ تر روٹی جو تھی وہ جو کی تھی۔» (١٢٩).

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: «نبی ﷺ نے کبھی بچھڑوں پر نہیں کھایا، نہ ہی نرم روٹی تھی۔» (١٣٠).

١٢٦() « صحيح البخاري»: (٣٠٩٧)، « صحيح مسلم»: (٢٩٧٣).

١٢٧() «مسند الامام احمد»: (٢٢١٩٠)، «المعجم الكبير»، الطبراني: (٧٨٣٥).

١٢٨() « صحيح البخاري»: (٦٤٥٨).

١٢٩() «سنن الترمذي»: (٢٣٦٠)، «سنن ابن ماجہ»: (٣٣٤٧).

١٣٠() « صحيح البخاري»: (٥٤١٥).

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: «رسول اللہ ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا، اور اس کی بھرائی پنبے کی تھی۔( ). ١

حفصہ سے پوچھا گیا: «آپ کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کا بستر کیا تھا؟» تو انہوں نے کہا: «ایک چادر جو ہم دو بار موڑتے تھے، تو وہ اس پر سو جاتے تھے، تو ایک رات میں نے کہا: اگر میں اسے چار موڑ دیتا تو یہ آپ کے لئے نرم ہو جاتا، تو ہم نے اسے چار بار موڑ دیا۔ صبح جب وہ اٹھے تو فرمایا: تم نے مجھے رات کو کیا بچھایا؟ ہم نے کہا: یہ آپ کا بستر ہے مگر ہم نے اسے چار بار موڑ دیا ہے تاکہ یہ آپ کے لئے نرم ہو جائے، تو آپ نے فرمایا: اسے اپنی پہلی حالت پر لوٹا دو، کیونکہ اس کی نرمی نے مجھے رات کی نماز پڑھنے سے روکا۔»( ). ٢

آپ ﷺ کبھی کبھی ریت کے بستر پر بھی سوئے، جس سے آپ کے پہلو پر نشان پڑ جاتے تھے۔ ( ).

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: «نبی ﷺ کا پیٹ کبھی بھی بھر کر نہیں بھرا، اور انہوں نے کبھی کسی سے شکایت نہیں کی، اور فاقہ ان کے نزدیک دولت سے زیادہ پسندیدہ تھا، اور اگرچہ وہ رات بھر بھوکے رہتے، مگر یہ انہیں اپنے روزے رکھنے سے نہیں روکتا۔ اگر وہ چاہتے تو اپنے رب سے زمین کے تمام خزانے اور پھل اور خوشحالی مانگ سکتے تھے۔ میں ان کی حالت پر رحم کرتی تھی اور ان کے پیٹ پر اپنے ہاتھ سے مسح کرتی تھی کیونکہ وہ بھوک سے تڑپتے تھے، اور میں اپنے آپ سے کہتی: تمہارے لئے فداء ہے، اگر تم دنیا کی چیزیں حاصل کر لیتے۔ تو وہ کہتے: «عائشہ، دنیا کا کیا ہے؟ میرے بھائی، جو عزم کے حامل رسول ہیں، انہوں نے اس سے زیادہ سخت حالات پر صبر کیا اور اپنے حال میں گزر گئے، پھر وہ اپنے رب کی بارگاہ میں پہنچے، تو اللہ نے ان کا اکرام کیا اور ان کا بڑا انعام دیا۔ مجھے شرم آتی ہے کہ میں اپنی معیشت میں آسائش حاصل کروں جبکہ میرے جیسے لوگوں سے کم درجہ رکھوں۔ اور مجھے اپنے بھائیوں اور دوستوں کے ساتھ ملنا سب سے زیادہ محبوب ہے۔»( ). ٤ ٣ ١

١٣١() « صحیح البخاري»: (٦٤٥٦).

١٣٢() «الشمائل»، الترمذي: (٣٢٩).

٣ ()[1] یعنی رسول اللہ ﷺ ایک ایسے بستر پر سوتے تھے جو کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا تھا، جس کی بناوٹ کی وجہ سے وہ قدرے سخت اور کھردرا ہوتا تھا۔

١٣٤() «أخلاق النبي وآدابه»، الاصبهاني: (٤٤٨).

اللہ سے آپ ﷺ کے خوف اور عبادت

امام بخاری کی روایت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: «اگر تم جان لیتے کہ میں کیا جانتا ہوں تو تم تھوڑی ہنسی اور بہت زیادہ رونے لگتے۔» ([١٣٥]).

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: «میں وہ چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے، اور میں وہ آوازیں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان نے آہ بھری ہے اور اس کا حق ہے کہ وہ آہ بھرے، کیونکہ اس میں چار انگلیوں کی جگہ بھی خالی نہیں، مگر وہاں ایک فرشتہ اللہ کے لیے سجدے میں ہے۔ قسم ہے اللہ کی، اگر تم جان لیتے کہ میں کیا جانتا ہوں تو تم تھوڑی ہنسی اور بہت زیادہ رونے لگتے، اور تم بستر پر اپنی بیویوں کے ساتھ لذت نہ لیتے بلکہ پہاڑوں کی طرف نکل جاتے اور اللہ سے فریاد کرتے، مجھے اس بات کی تمنا ہے کہ میں ایک درخت ہوتا جس کو کاٹ دیا جاتا۔» ([١٣٦]).

مغیرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ اتنی دیر تک نماز پڑھتے کہ آپ کے پاؤں پھول جاتے یا سوج جاتے، تو کہا جاتا: «کیوں اتنا کرتے ہیں؟» تو آپ فرماتے: «کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟» ( ).

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: «آپ کا کام مسلسل رہتا تھا، اور تم میں سے کون ایسا ہے جو نبی ﷺ جیسی عبادت کر سکے؟» ([١٣٨]).

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: «نبی ﷺ رمضان میں اتنا افطار کرتے کہ ہمیں لگتا کہ آپ اس ماہ میں روزہ نہیں رکھیں گے، اور اتنے روزے رکھتے کہ ہمیں لگتا کہ آپ افطار نہیں کریں گے۔ آپ رات میں کبھی نماز پڑھتے ہوئے نہیں ملتے تو آپ کو دیکھ لیتے، اور نہ ہی سوتے ہوئے ملتے تو آپ کو دیکھ لیتے۔» ( ). ٩

١٣٥() « صحيح البخاري»: (٦٤٨٥).

١٣٦() «سنن الترمذي»: (٢٣١٢).

١٣٧() « صحيح البخاري»: (٦٤٧١).

٣ [١]() أ« صحيح البخاري»: (١٩٨٧).

٣ [١]() « صحيح البخاري»: (١١٤١).

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: «میں نبی ﷺ کے ساتھ ایک رات اٹھا، آپ نے مسواک کی، پھر وضو کیا، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ میں بھی آپ کے ساتھ کھڑا ہو گیا، اور آپ سورۃ البقرہ کی تلاوت شروع کر دی، ہر آیت رحمت پر رک کر دعا کرتے، اور ہر آیت عذاب پر رک کر پناہ مانگتے، پھر رکوع میں اتنا رکوع کرتے کہ قیام کی مقدار کے برابر ہوتا، اور رکوع میں یہ کہتے: «سبحان ذی الجبروت والملکوت والکبریاء والعظمۃ»۔ پھر آپ نے آل عمران اور پھر اسی طرح ایک ایک سورۃ پڑھتے رہے۔»( ). ٠ ٤

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: «ایک رات رسول اللہ ﷺ نے قرآن کی ایک آیت کے ساتھ قیام کیا۔»( ). ١ ٤ ١

عبد اللہ بن الشخیر اپنے والد سے روایت کی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اور آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے دل کی دھڑکن ایسی تھی جیسے دیگچی کا بھاپ نکالنا، یہ رونے کی حالت میں تھا۔»( ). ٢

ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «رسول اللہ ﷺ ہمیشہ غمگین رہتے، فکر میں غرق رہتے، آپ کو کوئی آرام نہیں تھا۔»( ). ٣ ٤ ١

نبی ﷺ نے فرمایا: «میں ہر روز اللہ سے ایک سو بار مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں»( ). ٤ ٤ ١

ایک روایت میں ہے: «ستر بار۔»( ). ٥ ٤ ١

قاضي عياض رحمہ اللہ اپنی کتاب "الشفا" میں فرماتے ہیں: "جان لو، اللہ ہمیں اور آپ کو توفیق دے، کہ تمام انبیاء اور رسل کی صفات میں کامل خلقت، خوبصورت شکل، شرف نسب، حسن اخلاق، اور تمام خوبیوں کا موجود

١٤٠() «السنن الكبرى»، النسائي: (١١٣٢)، «المعجم الكبير»، الطبراني: (١١٣) اس کی روایت۔

١٤١() أخرجه الترمذي في «سننه»: (٤٤٨).

١٤٢() «لمستدرک علی الصحیحین» الحاکم: (٦٧١)، «الشمائل»، الترمذي: (٣٢٣).

١٤٣() «المعجم الكبير»، الطبراني: (٤١٤)، «الشمائل»، الترمذي: (٢٢٥).

١٤٤() «السنن الكبرى»، النسائي: (١٠١٩٥).

١٤٥() «المعجم الأوسط»، الطبراني: (٨٧٧٠).

ہونا یہ سب ایک ہی صفت ہے، کیونکہ یہ صفات کمال و مکمل بشریت کی علامت ہیں، اور ان کے تمام فضائل اور خوبیاں ہیں۔ ان کی رُتبتیں سب سے اعلیٰ ہیں اور درجات سب سے بلند ہیں۔ تاہم، اللہ نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ یہ پیغمبر (جو ہم وقتاً فوقتاً بھیجتے رہیں ہیں) ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض ایسے ہیں جن سے خدا نے گفتگو فرمائی اور بعض کے (دوسرے امور میں) مرتبے بلند کئے۔ اور عیسیٰ بن مریم کو ہم نے کھلی ہوئی نشانیاں عطا کیں اور روح القدس سے ان کو مدد دی۔ اور اگر خدا چاہتا تو ان سے پچھلے لوگ اپنے پاس کھلی نشانیاں آنے کے بعد آپس میں نہ لڑتے لیکن انہوں نے اختلاف کیا تو ان میں سے بعض تو ایمان لے آئے اور بعض کافر ہی رہے۔ اور اگر خدا چاہتا تو یہ لوگ باہم جنگ و قتال نہ کرتے۔ لیکن خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۞﴾ (البقرة: ۲۵۳)۔( ). ٦ ٤

٤ [۱]() «الشفا»، قاضي عياض: (۱/۲۹۰).

حضرت الحسن علیہ السلام کی حدیث میں آپ ﷺ کی خوبصورتی، فضائل، اور اوصاف کا ذکر

قاضی عیاض نے فرمایا: "ہم نے آپ ﷺ کو اللہ کے کرم سے اچھی اخلاقیات، عظیم فضائل، اور مختلف کمالات کا ذکر دیا ہے۔ ہم نے آپ ﷺ کی ان خوبیوں کی صحت کو بھی دکھایا ہے، اور آپ ﷺ کے بارے میں جو آثار موجود ہیں، ان میں ہماری باتیں کافی ہیں۔ لیکن یہ باتیں اس موضوع میں محض ایک حصہ ہیں، کیونکہ آپ ﷺ کے بارے میں دلائل کی کثرت ایسی ہے کہ ان کا کوئی شمار نہیں، اور آپ کی خصوصیات کا علم ایک وسیع سمندر کی طرح ہے، جسے کوئی چیز بھی خراب نہیں کر سکتی۔()[٤]ہم نے اس میں مشہور اور مستند تصانیف سے جو کچھ بھی ملتا ہے، اس کی عمدہ مثالیں پیش کی ہیں اور اس میں تھوڑا سا، مگر خوبصورت انتخاب کیا ہے۔ ہم نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ اس فصل کا اختتام حسن بن علی کی حدیث سے کیا جائے، جو ابن ابی ہالہ سے مروی ہے، کیونکہ اس میں آپ ﷺ کی خوبصورت صفات اور خصوصیات کا ذکر موجود ہے، اور یہ آپ کی سیرت اور فضائل کا جامع بیان ہے۔"

ترمذی اور ددوسروں نے الحسن بن علی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اپنے چچا زاد بھائی ہند بن ابی ہالہ سے جو کہ خوبصورتی کا بیان کرنے والے تھے، نبی ﷺ کی شکل و صورت کے بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے کہا:

"رسول اللہ ﷺ بہت خوبصورت اور نمایاں تھے، آپ کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا تھا جیسے بدر کی رات۔ آپ کی قد لمبی مگر درمیانی تھی، سر بڑا اور بال نرم تھے۔ اگر آپ کے بال بکھر جاتے تو انہیں بکھیر دیتے، ورنہ آپ کے کان کی لو سے آگے نہیں بڑھتے۔ آپ کا رنگ نہایت خوبصورت اور چمکدار تھا، پیشانی وسیع تھی، اور بھنویں خوبصورت تھیں جو بغیر جوڑ کے تھیں۔ ان کے درمیان ایک رگ تھی جو غصے کے وقت ابھرتی تھی۔ آپ کی ناک خوبصورت اور ہلکی خم دار تھی۔ آپ کے چہرے پر نور تھا، جو دیکھنے والے کو حیران کر دیتا۔ آپ کی داڑھی گھنی

---

[٤] [1]() معنی یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کی شمائل (اوصاف) کا ذکر بہت عظیم باب ہے، جسے بد نیت لوگوں کی آراء خراب نہیں کر سکتیں، اور نہ ہی بیان کرنے والوں کے کلمات آپ ﷺ کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ آپ کی شخصیت ایک وسیع سمندر کی طرح ہے، جس کی پاکیزگی اور صفائی کو کوئی گدلا نہیں کر سکتا۔

تھی، اور گال نرم تھے۔ آپ کے ہونٹ بھرے ہوئے اور دانتوں میں جگہیں تھیں، جیسے آپ کی گردن چمکتے ہوئے چاند کی مانند تھی، جو چاندی کی طرح چمکدار تھی۔

آپ کی ساخت متوازن تھی، جسم مضبوط اور چست تھا، سینہ کشادہ اور کندھے دور تھے، آپ کی کلائیاں بڑی تھیں۔ آپ کے جسم پر بالوں کی ایک لکیر تھی، جو پیٹ سے ناف تک جاتی تھی، سینہ اور پیٹ بالوں سے خالی تھے۔ آپ کے بازو اور کندھے اور سینہ کے اوپر کے حصے پر بال تھے۔

آپ کی کلائیاں لمبی تھیں، ہتھیلیوں اور پاؤں کی ہڈیاں مضبوط تھیں، اور آپ کی پاؤں کی جلد سے پانی بہتا تھا۔ جب آپ چلتے تو جیسے بیج درختوں کی مانند قدم بڑھاتے، آپ آرام سے چلتے تھے، اور جب چلتے تو ایسا لگتا تھا کہ آپ کسی ڈھلوان سے اتر رہے ہیں۔ جب آپ اپنی طرف مڑتے تو مکمل مڑتے، آپ کی نظر زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی، آسمان کی طرف کم۔ آپ کی زیادہ تر نظر غور و فکر کے لئے ہوتی تھی، اور آپ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوتے، اور جو آپ سے ملتا اس کو سلام کرتے تھے۔"(١٤٨)

میں نے کہا: "مجھے رسول اللہ ﷺ کی بات چیت کے بارے میں بیان کریں۔" انہوں نے کہا:

"رسول اللہ ﷺ ہمیشہ غمگین رہتے تھے، ہمیشہ سوچ میں رہتے تھے، ان کو آرام نصیب نہیں ہوتا تھا۔ آپ کی خاموشی لمبی ہوتی تھی، اور آپ ضرورت سے زیادہ بات نہیں کرتے تھے۔ آپ بات چیت کا آغاز اللہ تعالیٰ کے نام سے کرتے تھے اور اسی پر ختم کرتے تھے۔ آپ کی باتیں جامع اور مختصر ہوتیں، نہ تو زیادہ فضول اور نہ ہی کم۔ آپ نہ تو سخت تھے اور نہ ہی ذلیل کرنے والے، بلکہ آپ نعمت کی قدر کرتے تھے، چاہے وہ کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو، اور آپ اس کے بارے میں کچھ بھی برا نہیں کہتے تھے۔ آپ نہ تو کسی چکھنے والے کی مذمت کرتے تھے اور نہ ہی اس کی تعریف کرتے تھے، دنیا کی چیزیں آپ کو غصہ میں نہیں لاتی تھیں، اور نہ ہی جو کچھ اس میں ہوتا تھا۔ لیکن جب حق کی خلاف ورزی کی جاتی تو آپ کے غصے کے سامنے کچھ بھی نہیں

١٤٨() «الشمائل»، الترمذي: (٨).

ٹھہر سکتا تھا، حتیٰ کہ آپ اپنے لیے بھی غصہ نہیں ہوتے تھے اور اپنے لیے انتقام نہیں لیتے تھے۔ جب آپ اشارہ کرتے تو اپنی پوری ہتھیلی سے اشارہ کرتے، جب حیران ہوتے تو اپنی ہتھیلی کو پلٹ دیتے، اور جب بات کرتے تو اپنی ہتھیلی کو اپنے ساتھ جوڑ لیتے، آپ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے اپنی بائیں ہاتھ کی انگلی کے پیٹ کو مارتے۔ جب آپ غصے میں ہوتے تو منہ موڑ لیتے اور رخ بدل لیتے، اور جب خوش ہوتے تو اپنی آنکھیں جھکا لیتے۔ آپ کی مسکراہٹ زیادہ تر تبسم کی صورت ہوتی، جو کہ گندم کے دانے کی طرح ہوتی۔"()[١٤٩]

حضرت الحسن نے کہا: "میں نے یہ بات حسین کو کچھ مدت تک پوشیدہ رکھی، پھر میں نے اسے بتا دیا، تو میں نے دیکھا کہ وہ پہلے ہی اس بات کو جان چکے تھے۔ انہوں نے اپنے والد سے رسول اللہ ﷺ کے داخلے اور نکلنے کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا: "جب رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں داخل ہوتے تو ان کا داخلہ تین حصوں میں تقسیم ہوتا، ایک حصہ اللہ کے لیے، ایک حصہ اپنے اہل و عیال کے لیے، اور ایک حصہ اپنے لیے۔ پھر وہ اپنے حصہ کو لوگوں کے ساتھ بانٹتے تھے، خاص طور پر عام لوگوں کے لیے، اور ان سے کچھ بھی نہیں چھپاتے تھے۔ آپ کی زندگی میں لوگوں کے حقوق کا خیال رکھنا اور اہل فضیلت کو ان کے دین کے اعتبار سے اولیت دینا تھا۔ ان میں کچھ لوگ ضرورت مند ہوتے، کچھ دو ضرورتوں والے، اور کچھ مختلف حاجات والے، تو آپ ﷺ ان کے بارے میں مشغول رہتے اور ان کی اصلاح کی بات کرتے۔ آپ ﷺ فرماتے:

"تم میں سے جو کوئی حاضر ہے وہ غائب کو خبر دے، اور مجھے ان لوگوں کی حاجات بتاؤ جو خود نہیں بتا سکتے۔ کیونکہ جو کوئی سلطان کو کسی ضرورت کی خبر دیتا ہے، اللہ اسے قیامت کے دن ثابت قدم رکھے گا۔" ان کے سامنے اس کے سوا کچھ ذکر نہیں کیا جاتا، اور نہ ہی کسی اور کی بات قبول کی جاتی ہے۔ لوگ آپ ﷺ کے پاس آتے، اور آپ ﷺ ان کو خالص نیکی کی باتیں بتاتے تھے۔

میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے نکلنے کا طریقہ کیا ہوتا تھا؟ انہوں نے کہا:

١٤٩() «الشمائل»، الترمذي: (٨).

"رسول اللہ ﷺ اپنی زبان کو صرف اسی بات میں کھولتے تھے جو ان کے کام کی ہوتی تھی، آپ لوگوں کو جمع کرتے اور ان میں علیحدگی پیدا نہیں کرتے تھے، اور ہر قوم کے معزز لوگوں کو عزت دیتے تھے اور انہیں ان پر مقرر کرتے تھے، لوگوں کو ڈراتے نہیں تھے اور ان سے احتیاط کرتے تھے بغیر اس کے کہ ان میں سے کسی کے ساتھ بدتمیزی کریں۔ آپ اپنے ساتھیوں کی خبر رکھتے اور لوگوں سے ان کے حالات کے بارے میں پوچھتے رہتے، اور آپ نیک بات کو نیک قرار دیتے اور بُری بات کو بُرا کہتے، اور معاملات میں اعتدال رکھتے، کبھی حق کے خلاف نہیں جاتے اور نہ ہی حق میں کمی کرتے۔

جو لوگ آپ کے قریب ہوتے تھے وہ بہترین تھے، آپ کے نزدیک سب سے اچھے وہ ہوتے تھے جو نصیحت کرنے میں بہترین ہوتے، اور ان میں سے جو سب سے زیادہ مددگار اور معاون ہوتے تھے، وہ آپ کے نزدیک سب سے زیادہ مقام رکھتے تھے۔"

میں نے ان سے آپ کی مجلس کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا:

"رسول اللہ ﷺ کسی ذکر کے بغیر نہ اٹھتے تھے اور نہ بیٹھتے تھے، اور جب کسی قوم کے پاس پہنچتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی، وہاں بیٹھ جاتے اور اس کا حکم دیتے۔ آپ اپنے ہر بیٹھنے والے کو اس کے حق کے مطابق دیتے، ایسا نہیں تھا کہ آپ کے ساتھ بیٹھنے والا یہ سوچے کہ کوئی اور اس کے مقابلے میں آپ کے نزدیک زیادہ معزز ہے۔ جو کوئی آپ کے پاس آتا یا آپ سے کسی معاملے میں بات کرتا، آپ اس کا انتظار کرتے رہتے یہاں تک کہ وہ خود واپس چلا جائے۔

اور اگر کوئی آپ سے حاجت طلب کرتا تو آپ اسے اسی طرح جواب دیتے یا مناسب گفتگو کرتے۔ آپ کا خلق اور آپ کی بات چیت اس قدر وسیع تھی کہ لوگ آپ کو باپ کی طرح سمجھتے تھے اور آپ کے ساتھ سب برابر ہوتے تھے۔ آپ کی مجلس علم، حلم، حیا، امانت اور صبر کی مجلس تھی، وہاں آوازیں بلند نہیں ہوتیں، اور نہ ہی وہاں عورتوں کی بے حرمتی ہوتی تھی، بلکہ لوگ وہاں تقویٰ کے اعتبار سے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہوتے

تھے، متواضع رہتے تھے، بڑے کی عزت کرتے تھے اور چھوٹے پر رحم کرتے تھے، اور حاجت مند کو ترجیح دیتے تھے، اور غریب کا خیال رکھتے تھے۔"()[١٥]

بعض روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خاموشی کیسی ہوتی تھی؟ تو جواب دیا گیا: "آپ ﷺ کی خاموشی چار باتوں پر تھی:

١. حلم :یعنی صبر، جو اس بات پر تھا کہ آپ کو کوئی چیز ایسی غصہ دلانے والی نہیں تھی جو آپ کو مشتعل کرے۔
٢. حذر :یعنی احتیاط، جس میں چار چیزیں شامل ہیں:
   - (١)اچھے کاموں کو اختیار کرنا تاکہ لوگ ان کی مثال قائم کریں۔
   - (٢) بُرے کاموں کو چھوڑ دینا تاکہ لوگ ان سے دور رہیں۔
   - (٣)اپنی رائے کو اس بات پر اجتهاد کرنا جو امت کے لیے بہتر ہو۔
   - (٤)لوگوں کی دنیا و آخرت کے امور میں ان کی مدد کرنا۔
٣. تقدیر :یعنی لوگوں کے درمیان دیکھنے اور سننے میں انصاف کرنا۔
٤. تفکر :یعنی وہ چیزیں جو باقی رہیں گی اور وہ چیزیں جو فنا ہونے والی ہیں۔"

---

[١٥]() «الشمائل»، الترمذي: (٣٣٧).

راوی ابن ابی ہالہ کی حدیث میں آپ ﷺ کے بارے میں بیان کردہ معانی کا مفصل بیان

قاضی عیاض نے کہا()؟:[1]

١. المشذب: اس کا مطلب ہے کہ آپ کی قامت لمبی اور ہڈیوں میں نمایاں تھی، یعنی آپ کی قد و قامت میں خوبصورتی تھی۔

٢. الشعر الرجِل: اس کا مطلب ہے کہ آپ کا بال ایسا تھا جیسے اسے کنگھی سے تھوڑا سا بکھرا دیا گیا ہو۔ آپ کے بال نہ تو بالکل سیدھے تھے اور نہ ہی بالکل کرل۔

٣. العقيقة: یہ بالوں کی تقسیم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اگر آپ کے بال خود بخود کھل گئے تو آپ انہیں چھوڑ دیتے، ورنہ آپ انہیں گوندھ لیتے۔

٤. أزہر اللون: اس کا مطلب ہے روشن اور خوبصورت رنگ۔ آپ نہ تو بہت سفید تھے اور نہ ہی بہت سیاہ، بلکہ ایک متوازن رنگ تھا جس میں ہلکی سی سرخی تھی۔

٥. الحاجب الأزَجُّ: یہ آپ کے ابرو کی شکل کا بیان ہے، یعنی آپ کے حاجب لمبے اور گھنے تھے۔

٦. الأقنى: اس کا مطلب ہے آپ کا ناک درمیانی طور پر بلند اور خوبصورت تھا۔

٧. الأشم: یہ ایک خاصیت ہے جو آپ کی ناک کی لمبائی کو بیان کرتی ہے، یعنی آپ کی ناک لمبی اور خوبصورت تھی۔

٨. القرن: یہ آپ کے حاجب کے درمیان کے اتصال کو بیان کرتا ہے، جو آپ کی آنکھوں کے اوپر کی جگہ کو ظاہر کرتا ہے۔

٩. الأدْعَجَ: اس کا مطلب ہے آپ کی آنکھوں کا گہرا سیاہ ہونا، یعنی آپ کی آنکھوں میں سیاہی بہت زیادہ تھی۔

---

[1] () «الشفا»، قاضي عياض: (١/٣١٥). ٥

۱۰. الضلیع: یہ آپ کی شکل کا بیان ہے، یعنی آپ کا جسم و کشادہ اور طاقتور تھا۔

۱۱. الشَّنَبُ: اس کا مطلب ہے آپ کے دانتوں کی خوبصورتی اور چمک، یعنی آپ کے دانت خوبصورت اور چمکدار تھے۔

۱۲. الفَلَجُ: یہ آپ کے دانتوں کے درمیان فرق کو بیان کرتا ہے، یعنی آپ کے دانتوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ تھا۔

۱۳. دقیق المسربہ: یہ آپ کے جسم کے بالوں کی کیفیت کو بیان کرتا ہے، یعنی آپ کی چھاتی اور ناف کے درمیان باریک بال تھے۔

١٤. بادن: یہ آپ کی جسم کی چربی کی نشاندہی کرتا ہے، یعنی آپ کا جسم صحتمند اور مناسب گوشت کا حامل تھا۔

۱۵. متماسک: اس کا مطلب ہے آپ کی جسم کی ساخت متوازن اور مستحکم تھی، یعنی آپ کا جسم پتلا اور چست تھا، نہ کہ موٹا یا لچکدار۔

١٦. مشیج الصدر: اس کا مطلب ہے آپ کا سینہ کھلا ہوا اور خود اعتمادی سے بھرا ہوا تھا، یعنی آپ کا سینہ سجا ہوا اور خوبصورت تھا۔

۱۷. الکرادیس: یہ آپ کے جسم کی ہڈیوں کا ذکر کرتا ہے، یعنی آپ کی ہڈیاں مضبوط اور خوبصورت تھیں۔

۱۸. المشاش: اس کا مطلب ہے کہ آپ کے کندھوں کے بالائی سرے پر ٹھیک جگہ ہے، یعنی آپ کے کندھے خوبصورت اور موزوں ہیں۔

١٩. شثن الکفین والقدمین: یہ آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کی چمک اور ساخت کو بیان کرتا ہے، یعنی آپ کے ہاتھ اور پاؤں مضبوط اور خوبصورت تھے۔

٢٠. الرتدین: یہ آپ کے بازوؤں کی ہڈیوں کا ذکر کرتا ہے، یعنی آپ کے بازو مضبوط اور طاقتور تھے۔

٢١. سائل الأطراف: اس کا مطلب ہے کہ آپ کی انگلیاں لمبی اور خوبصورت تھیں۔ بعض روایات میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کی انگلیاں بڑی اور طاقتور تھیں۔

٢٢. رحب الراحۃ: یہ آپ کے ہاتھ کی چوڑائی کی نشاندہی کرتا ہے، یعنی آپ کے ہاتھ بڑے اور وسیع تھے، جو عطا و سخاوت کی علامت ہیں۔

٢٣. مصان الأخمصین: اس کا مطلب ہے آپ کے پاؤں کے نیچے کا حصہ زمین سے بلکل بلند تھا، یعنی آپ کے پاؤں مضبوط اور خوبصورت تھے۔

٢٤. مسیح القدمین: اس کا مطلب ہے کہ آپ کے پاؤں ہموار اور چمکدار تھے، جن میں پانی نہیں جماتا۔ حدیث امام ابو ہریرہ میں اس کے برعکس بیان ہے: اس میں کہا گیا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ اپنے قدم سے زمین پر قدم رکھتے تو پورا قدم زمین سے لگتا تھا اور آپ ﷺ کے قدم کے نیچے کوئی گہرائی (قوس) نہیں تھی۔ یہ اس بیان کے مطابق ہے جس میں کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے قدم مسیحی تھے، یعنی ہموار تھے۔ اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو بھی مسیح کہا جاتا ہے، یعنی ان کے قدم کے نیچے بھی کوئی گہرائی نہ تھی۔ ایک اور رائے یہ ہے کہ مسیح کا مطلب ہے کہ ان کے قدموں پر گوشت نہ تھا۔ ()[١٥٢]

---

[١]() یعنی نبی کریم ﷺ کے مبارک قدم کا نچلا حصہ ہموار تھا، اور عام لوگوں کے قدموں کی طرح اس میں گہرائی (قوس) نہیں تھی۔ ٥

۲۵. التقلع: یہ آپ کی ٹانگوں کے اٹھانے کی قوت کی طرف اشارہ کرتا ہے، یعنی آپ کی ٹانگیں مضبوط تھیں اور انہیں اٹھانے میں آسانی تھی۔

۲۶. التکفؤ: اس کا مطلب ہے آپ کا چلنے کا انداز متوازن تھا، یعنی آپ کا قدم چلنے میں ملائم اور ہموار تھا۔

۲۷. الھون: یہ آپ کی طبیعت کی نرمی اور وقار کی نشاندہی کرتا ہے، یعنی آپ کا انداز نرم اور شائستہ تھا۔

۲۸. الذریع: اس کا مطلب ہے آپ کے قدموں کی رفتار اور طرز چلنے کی خوبصورتی، یعنی آپ کا چلنا تیز اور مضبوط تھا، لیکن آپ کا انداز عجلت سے دور تھا۔

۲۹. (یفتتح الکلام ویختمه بأشداقه) : اس کا مطلب ہے کہ آپ کا منہ بڑا تھا، جو آپ کی گفتگو کی وضاحت کو ظاہر کرتا ہے۔ عرب لوگ اس بات کی تعریف کرتے تھے کہ کسی کا منہ بڑا ہو، کیونکہ یہ خوبی کی علامت ہوتی ہے۔

۳۰. أشاح: اس کا مطلب ہے کہ آپ کا جھکنا اور مڑنا، یعنی آپ کا مڑنا خوبصورت انداز میں تھا۔

۳۱. حب الغمام: یہ برف کی بارش کی طرف اشارہ کرتا ہے، یعنی یہ ایک خوبصورت منظر یا ہوا کی تازگی کا ذکر کرتا ہے۔

۳۲. (فیرد ذلك بالخاصّة علی العامّة) : اس کا مطلب ہے کہ آپ بعض مخصوص چیزوں کو خاص لوگوں کے لئے مختص کرتے تھے تاکہ وہ عام لوگوں کو پہنچائیں۔ یہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ آپ کی تعلیمات اور ہدایات خاص لوگوں کے ذریعے عام لوگوں تک پہنچتی تھیں۔

۳۳. (لاینصرفون إلا عن ذواق): اس کا مطلب ہے کہ لوگ صرف ایسے علم کی طرف راغب ہوتے ہیں جو سیکھنے کے قابل ہو۔ یعنی لوگ صرف ایسے علم کی طلب کرتے ہیں جو ان کے لئے فائدہ مند ہو۔

۳٤. العتاد: یہ کسی چیز کی تیاری یا ضرورت کو بیان کرتا ہے، یعنی جو چیز آپ کے پاس موجود ہو اور آپ نے اسے تیار کیا ہو۔

۳٥. الموازرہ: اس کا مطلب ہے آپس میں تعاون اور مدد کرنا۔

۳٦. لا یوطّن الأماکن: اس کا مطلب ہے کہ آپ ایک مخصوص جگہ کو اپنی نماز کے لئے نہیں منتخب کرتے تھے، یعنی آپ مختلف مقامات پر نماز پڑھتے تھے تاکہ لوگ آپ کو دیکھ سکیں۔

۳۷. صابرہ: اس کا مطلب ہے کہ آپ اپنے دل کو اس بات پر قابو رکھتے تھے کہ دوسرا شخص کیا چاہتا ہے۔

۳۸. لاتؤبن فیہ الحرم: اس کا مطلب ہے کہ آپ کی موجودگی میں کسی بھی محترم شخص کی توہین نہیں کی جاتی، یعنی آپ ان کا احترام کرتے تھے۔

۳۹. لاتثنی فلتاتہ: اس کا مطلب ہے کہ آپ کی غلطیاں نہیں بیان کی جاتیں، یعنی آپ کی کوئی غلطی چھپائی جاتی ہے۔

٤۰. السخاب: اس کا مطلب ہے کہ آپ بہت شور مچانے والے نہیں تھے، یعنی آپ خاموش رہتے تھے۔

٤۱. ولا یقبل الثناء إلا من مکافيء: اس کا مطلب ہے کہ آپ صرف ان لوگوں کی تعریف قبول کرتے تھے جو آپ کے برابر کے تھے، یعنی آپ کی عزت کا خیال رکھتے تھے۔

٤٢.يستفزہ: اس کا مطلب ہے کہ کوئی آپ کو بھڑکانے کی کوشش کرتا تھا، یعنی آپ کا مزاج نرم تھا۔

٤٣. منہوس العقِب: اس کا مطلب ہے کہ آپ کے پاؤں کی ہڈیاں کمزور تھیں، یعنی آپ کی جسمانی طاقت کی ایک علامت ہے۔

٤٤. أہداب الأشْفار: اس کا مطلب ہے کہ آپ کی آنکھوں کے پتے لمبے تھے، یعنی آپ کی آنکھیں خوبصورت تھیں۔

آپ ﷺ کا عظیم شان اللہ تعالی کے پاس

جان لو کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وہ ﷺ سب انسانوں کے سب سے بزرگ، اولادِ آدم کے سردار، اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز اور اعلیٰ درجے پر ہیں اور سب سے زیادہ قربت رکھتے ہیں۔

جان لو کہ اس موضوع پر آنے والی احادیث بے شمار ہیں، اور ہم نے ان میں سے صرف صحیح اور مشہور احادیث پر اکتفا کیا ہے۔ جو کچھ ان کی شان و مقام کے بارے میں ان کے رب کے پاس، ان کے انتخاب، بلند مقام، فضیلت، اولادِ آدم کی سرداری، اور وہ خاص خصوصیات جو اللہ نے انہیں دنیا میں عطا کی ہیں، ان میں سے یہ ہیں:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا، تو مجھے ان کے بہترین حصے میں رکھا، تو یہ اللہ تعالی کا قول ہے: ﴿ اور داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی عیش میں) ہیں ۝﴾ (الواقعۃ: ۲۷)، ﴿ اور بائیں ہاتھ والے (افسوس) بائیں ہاتھ والے کیا (ہی عذاب میں) ہیں ۝﴾ (الواقعۃ: ۴۱)، تو میں اصحابِ یمین میں سے ہوں، اور میں اصحابِ یمین میں سے بہترین ہوں۔ پھر دو حصوں کو گھر بنایا، تو مجھے ان میں سے بہترین گھر میں رکھا، تو یہ اللہ تعالی کا قول ہے: ﴿ اور بائیں ہاتھ والے (افسوس) بائیں ہاتھ والے کیا (گرفتار عذاب) ہیں ۝﴾ (الواقعۃ: ۹)، تو میں بہترین سابقین میں ہوں۔ پھر گھروں کو قبائل بنایا، تو مجھے ان میں سے بہترین قبیلے میں رکھا، تو یہ اللہ تعالی کا قول ہے: ﴿ لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے۔ تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو۔ اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبردار ہے ۝﴾ (الحجرات: ۱۳)، تو میں اولادِ آدم میں سب سے زیادہ پرہیزگار اور اللہ کے نزدیک سب سے محترم ہوں اور اس میں کوئی فخر نہیں ہے۔ پھر قبائل کو گھر بنایا، تو مجھے ان میں سے بہترین گھر میں

رکھا، تو یہ اللہ تعالی کا قول ہے: ﴿اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں) میں اظہار تجمل کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاؤ۔ اور نماز پڑھتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتی رہو۔ اے (پیغمبر کے) اہل بیت خدا چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی (کا میل کچیل) دور کردے اور تمہیں بالکل پاک صاف کردے۝﴾ (الأحزاب:٣٣)، تو میں اور میرے اہلِ بیت گناہوں سے پاک ہیں۔"()[١٥٣]

واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے کنانہ کو بنی اسماعیل میں سے منتخب کیا، اور بنی کنانہ میں سے قریش کو منتخب کیا، اور قریش میں سے بنی ہاشم کو منتخب کیا، اور مجھے بنی ہاشم میں سے منتخب کیا۔"()[١٥٤]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں اپنے رب کے نزدیک سب سے بزرگ اولادِ آدم ہوں اور اس میں کوئی فخر نہیں۔"()[١٥٥]

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اور میں پہلے اور آخری لوگوں میں سب سے معزز ہوں اور اس میں کوئی فخر نہیں۔"()[١٥٦]

---

٥ ١() «المعجم الكبير»، الطبراني: (٢٦٧٤)، «الدلائل»، البيهقي: (١/١٧٠).

١٥٤() ايضا.

٥ ١() «سنن الترمذي»: (٣٦١٠).

٥ ١() «سنن الترمذي»: (٣٦١٦).

اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا: میں نے زمین کے مشرق اور مغرب کو پلٹا، تو میں نے محمد سے بہتر کوئی آدمی نہیں دیکھا، اور میں نے بنی ہاشم سے بہتر کوئی نسل نہیں دیکھی۔"()[157]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ نے آدم کو پیدا کیا تو مجھے اس کی پشت میں زمین پر اتارا، اور مجھے نوح کی کشتی کی پشت میں رکھا، اور مجھے ابراہیم کی پشت میں آگ میں پھینک دیا، پھر اللہ نے مجھے ہمیشہ کریم نسلوں میں منتقل کیا جب تک مجھے میرے والدین کے درمیان نکالا.. جنہوں نے کبھی زنا نہیں کیا۔"()[158].

اور اس کا اشارہ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے اس قول میں کیا" :اس سے پہلے تم سایوں میں اور

ایک ایسی جگہ میں پاکیزہ تھے جہاں پتے چمک اٹھتے ہیں۔

پھر تم زمین پر اترے، نہ بشر،

نہ مضمضہ، نہ نطفہ جو کشتی پر سوار ہو،

تمہیں عظیم نسل میں ایک پیغامبر کی حیثیت سے منتقل کیا گیا جب ایک عالم گزر گیا، تو ایک طبقہ نمودار ہوا۔

جب تم پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی،

اور تمہاری روشنی سے افق چمک اٹھا۔

پس ہم اس روشنی اور نور میں ہیں

اور راہ راست کی راہوں میں گزر رہے ہیں،

١٥٧() «المعجم الكبير»، الطبراني : (٦٢٨٥)، «الدلائل»، البيهقي : (١٧٦/١).

١٥٨() «المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية»، ابن حجر: (٤٢٠٩)، «الشريعة»، الآجري: (٩٦٠).

اے آگ کی سردی! اے حفاظت کی ایک وجہ،
آگ میں جب کہ وہ جل رہی ہے۔"()[159]

اور ابن عمر اور دیگر صحابہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے پانچ چیزیں دی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں: مجھے ایک مہینے کی مسافت سے ڈر کی مدد ملی، اور زمین کو میرے لیے مسجد اور پاکیزگی کا مقام بنا دیا گیا، اور میری امت میں سے جو بھی شخص نماز کو پائے، اسے نماز پڑھنی چاہیے، اور مجھے غنائم حلال کر دی گئیں، اور نبی کو خاص طور پر اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا، اور مجھے تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا، اور مجھے شفاعت عطا کی گئی۔"()[160]

ایک روایت میں: "مجھے سرخوں اور سیاہوں کی طرف بھیجا گیا۔"()[161]

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے جامع کلمات کے ساتھ بھیجا گیا، اور مجھے خوف کے ساتھ مدد ملی، اور جب میں سویا ہوا تھا تو مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں اور وہ میرے ہاتھ میں رکھی گئیں۔"()[162]

---

۵ ()[1] ان اشعار میں نبی کریم ﷺ کی پیدائش سے پہلے کے حال کی طرف اشارہ ہے: نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں پاک اور معزز تھے، پھر آپ ﷺ ہمارے والد حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں تھے جب انہیں زمین پر اتارا گیا اور ان سے پہلے زمین پر کوئی بشر موجود نہ تھا۔ آپ ﷺ حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں نطفہ کی شکل میں تھے جب وہ کشتی میں سوار تھے، اور اسی طرح نبی کریم ﷺ پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ رحموں میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ﷺ عزت و شرف کے گھر میں پیدا ہوئے۔ شاعر کہتا ہے: جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو زمین نبی خاتم کے نور سے روشن ہو گئی۔ اور شاعر مزید کہتا ہے: ہم آپ کی قوم، یعنی بنو ہاشم سے ہیں، اس روشنی میں جیتے ہیں، اس سے شرف حاصل کرتے ہیں اور ہدایت کے ان راستوں پر چلتے ہیں جو گمراہی کو چیرتے ہوئے ہمیں راہ راست پر لے جاتے ہیں

١٦٠() «صحيح البخاري»: (٤٣٨).

١٦١() «المستدرك على الصحيحين»، الحاكم: (٣٥٨٧).

١٦٢() «صحيح البخاري»: (٧٠١٣).

عقبۃ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں تمہارے لیے ایک فَرط ہوں، اور میں تمہارے خلاف گواہ ہوں، اور میں اب اپنی حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں، اور مجھے زمین کے خزانے کی کنجیاں دی گئیں، یا: زمین کی کنجیاں، اور میں اللہ کی قسم، میں تمہارے لیے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو، لیکن میں تمہارے لیے ڈرتا ہوں کہ تم اس میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرو۔"()[١٦٣]

عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں محمد ہوں، نبی اُمی، میرے بعد کوئی نبی نہیں، مجھے جامع کلمات دیئے گئے، اور مجھے عذاب کے دربانوں کی تعلیم دی گئی، اور عرش کے حاملوں کی تعلیم دی گئی۔"()[١٦٤]

ابن وہب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا: سوال کرو، تو میں نے کہا: "اے میرے رب! تم نے ابراہیم کو خلیل بنایا، اور اسے بڑا ملک عطا کیا، اور تم نے موسیٰ سے بات کی، اور اسے بڑا ملک عطا کیا، اور تم نے داؤد کو بڑا ملک دیا، اور اس کے لیے لوہا نرم کیا، اور تم نے پہاڑوں کو اس کے لیے مسخر کیا، اور تم نے سلیمان کو بڑا ملک دیا، اور جنات اور انسانوں اور شیطانوں اور ہواؤں کو اس کے لیے مسخر کیا، اور تم نے اسے ایسا ملک عطا کیا جو اس کے بعد کسی کو نہیں دیا، اور تم نے عیسیٰ کو تورات اور انجیل سکھائے، اور اسے اندھے اور برص سے شفا دینے کی قدرت دی، اور اس کی والدہ کو اور اسے شیطان مردود سے محفوظ رکھا، تو ان پر اس کا کوئی راستہ نہیں تھا۔" اللہ نے اپنے رب سے فرمایا: "میں نے تمہیں خلیل اور محبوب بنا لیا ہے، تو یہ تورات میں لکھا ہوا ہے: "محمد محبوب الرحمن ہے، اور میں نے تمہیں تمام لوگوں کی طرف بھیجا ہے، اور میں نے تمہاری امت کو اول و آخر بنایا ہے، اور میں نے تمہاری امت کے لیے کوئی خطبہ جائز نہیں رکھا جب تک وہ گواہی نہ دیں کہ تم میرے بندے اور رسول ہو، اور میں نے تمہیں تمام نبیوں میں پہلی تخلیق بنایا، اور تمہیں آخری بعثت دیا، اور میں نے تمہیں سات مثانی دی ہیں، اور انہیں تم سے پہلے کسی

١٦٣() « صحیح البخاري»: (٤٠٨٥).

١٦٤() «مسند الامام احمد»: (٦٦٠٦).

نبی کو نہیں دی، اور میں نے تمہیں سورۃ البقرہ کے آخری حصے سے کچھ دیا ہے جو عرش کے نیچے خزانہ ہے، اور میں نے انہیں تم سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا، اور میں نے تمہیں فاتح اور خاتم بنایا ہے۔"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جسے وہ جو چیز دی گئی وہ اس جیسی نہ ہو، جس پر انسان ایمان لائے، اور میں نے جو کچھ دیا ہے وہ وہ وحی ہے جو اللہ نے مجھے کی، تو میں امید کرتا ہوں کہ میں قیامت کے دن ان سب سے زیادہ پیروی کرنے والا ہوں۔"()[١٦٥]

یہ محققین کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ اس کی معجزہ کی بقاؤ دنیا کے باقی رہنے تک ہے۔ اور دیگر انبیاء کے معجزات اس وقت تک ختم ہو گئے ہیں، اور انہیں صرف اسی وقت موجود لوگوں نے دیکھا۔ جبکہ قرآن کی معجزہ ہر نسل کے لیے موجود ہے، جو کہ قیامت تک اپنی حقیقت کو واضح رکھے گا، نہ کہ محض خبر کی صورت میں۔

اور علی رضي اللہ عنہ نے کہا ﷺ: «ہر نبی کو سات مخصوص رفیق یا مددگار دیے گئے، جبکہ مجھے چودہ دیے گئے ہیں۔» ہم نے پوچھا: "وہ کون ہیں؟" علی نے کہا: «میں، میرے دونوں بیٹے، جعفر، حمزہ، ابو بکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، المقداد، حذیفہ، اور عبداللہ بن مسعود۔»()[١٦٦]

اور عن العرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو یہ کہتے سنا: «میں اللہ کے نزدیک پہلے کتاب میں خاتم النبیین ہوں، اور آدم ابھی مٹی میں تھے، اور میں آپ کو اس کا تفسیر بتاؤں گا: یہ ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ کی اپنی قوم کو خوشخبری ہے، اور یہ میری والدہ کا خواب ہے جس میں انہوں نے دیکھا کہ ان سے ایک نور نکلا جو شام کے قصر کو روشن کر دیتا ہے۔»()[١٦٧]

---

٦ ()[١] « صحيح البخاري» : (٤٩٨١) .

٦ ()[١] « سنن الترمذي» : (٣٧٨٥) .

(١٦٧) «المستدرک علی الصحیحین »، الحاکم : (٤١٧٥) .

ابن عباس رضي الله عنهما نے فرمایا: "بیشک الله نے محمد ﷺ کو تمام نبیوں اور آسمان والوں پر فضیلت دی۔" تو لوگوں نے کہا: "اے ابن عباس، آپ ﷺ کو آسمان والوں پر کس بات سے فضیلت دی گئی؟" ابن عباس نے جواب دیا: "بے شک الله نے آسمان والوں سے فرمایا: ﴿ اور جو شخص ان میں سے یہ کہے کہ خدا کے سوا میں معبود ہوں تو اسے ہم دوزخ کی سزا دیں گے اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں ۝﴾ (الانبياء:٢٩)، اور الله عز وجل نے محمد ﷺ سے فرمایا: ﴿(اے محمدﷺ) ہم نے تم کو فتح دی۔ فتح بھی صریح وصاف۔۝ - تاکہ خدا تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کردے اور تمہیں سیدھے رستے چلائے ۝﴾ (الفتح: ١-٢)۔" پھر ان سے کہا گیا: "اے ابن عباس، تو نبیوں پر اس کی فضیلت کیا ہے؟" تو ابن عباس نے کہا: "بے شک الله عز وجل نے فرمایا: ﴿ (اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان بولتا تھا تاکہ انہیں (احکام خدا) کھول کھول کر بتا دے۔ پھر خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے ۝﴾ (ابراہیم: ٤)، اور الله نے محمد ﷺ سے فرمایا: ﴿ اور (اے محمدﷺ) ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۝﴾ (سبأ: ٢٨)، تو الله نے انہیں انسانوں اور جنوں کی طرف بھیجا۔"(١٦٨)

اور ابو محمد المکی، ابو اللیث السمرقندی اور دیگر لوگوں نے نقل کیا ہے کہ جب آدم علیہ السلام نے معصیت کی تو انہوں نے کہا: "الله، محمد کے حق کے واسطے میری خطا معاف فرما اور میری توبہ قبول کر۔" الله نے فرمایا: "تم نے محمد کو کہاں سے جانا؟" انہوں نے کہا: "میں نے جنت کے ہر مقام پر لکھا ہوا دیکھا: لا الہ الا الله محمد رسول الله، اور یہ بھی نقل ہوا: محمد میرے بندے اور رسول ہیں، تو میں نے جان لیا کہ وہ آپ کے سب مخلوقات میں سب سے معزز ہیں، تو الله نے ان کی توبہ قبول کی اور انہیں معاف کر دیا۔"

---

(١٦٨) «المستدرك على الصحيحين» الحاكم: (٣٣٣٥)، «المعجم الكبير»، الطبراني: (١١٦١٠).

اور یہ ان کے قول کا تفسیر ہے جس کا مطلب ہے: ﴿ پھر آدم نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھے (اور معافی مانگی) تو اس نے ان کا قصور معاف کر دیا بے شک وہ معاف کرنے والا (اور) صاحبِ رحم ہے ﴿۳۷﴾ ﴾ (البقرة: ٣٧)۔

اور ایک اور روایت میں ہے: "آدم علیہ السلام نے کہا: جب آپ نے مجھے پیدا کیا تو میں نے اپنا سر آپ کے عرش کی طرف بلند کیا، تو وہاں لکھا ہوا پایا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تو میں نے جان لیا کہ آپ کے نزدیک کسی بھی شخص کی قدر و منزلت اس سے زیادہ نہیں کہ جس کا نام آپ نے اپنے نام کے ساتھ رکھا۔" پھر اللہ نے ان کی طرف وحی فرمائی: "میرے عزت اور جلال کی قسم، بے شک وہ آپ کی نسل سے آخری نبی ہیں، اور اگر وہ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔" کہا گیا: "اور آدم کو ابو محمد سے بھی جانا جاتا تھا، اور کہا گیا: ابو البشر۔"()[١٦]

اور سریج بن یونس سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: "بے شک اللہ تعالیٰ کے لیے ملائکہ ہیں جو سیر کرتے ہیں، اور ان کی عادت یہ ہے کہ وہ ہر گھر پر جاتے ہیں جس میں نام احمد یا محمد ہو۔"

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: "جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے: بے شک میں اللہ ہوں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد رسول اللہ ہے، میں ان لوگوں کو عذاب نہیں دوں گا جو یہ کہتے ہیں۔"()[١٧]

اور یہ ذکر کیا گیا ہے کہ پرانی پتھروں پر لکھا ہوا پایا گیا: "محمد تقی، مصلح، اور سید امین۔"

---

٦ [١]() «الدلائل»، البيهقي: (٤٨٩/٥).

٧ [١]() «جامع الآثار في السير ومولد المختار»، ابن ناصر: (٤٧٥/١).

اور سمینطاری نے ذکر کیا کہ انہوں نے کچھ بلاد خراسان میں ایک پیدا ہونے والے بچے کو دیکھا، ایک جانب پر لکھا ہوا تھا: لا الہ الا اللہ، اور دوسری جانب: محمد رسول اللہ۔

اور اخبار نویسوں نے ذکر کیا: "کہ ہندوستان کے بلاد میں ایک سرخ پھول پایا گیا، جس پر سفید رنگ میں لکھا تھا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔"

اور جعفر بن محمد سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے والد سے کہا: "جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا دے گا: 'اٹھ کھڑے ہوں جس کا نام محمد ہے، تاکہ وہ اپنے نام کی عزت کے ساتھ جنت میں داخل ہو۔'"

اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "بے شک اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کی طرف نظر کی اور ان میں سے محمد ﷺ کے دل کو منتخب کیا، اسے اپنے لیے چن لیا اور اس کے ساتھ اپنی رسالت بھیجی۔"

اور نقاش نے ذکر کیا کہ جب نبی ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ مومنو پیغمبر کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر اس صورت میں کہ تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے اور اس کے پکنے کا انتظار بھی نہ کرنا پڑے۔ لیکن جب تمہاری دعوت کی جائے تو جاؤ اور جب کھانا کھاچکو تو چل دو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھ رہو۔ یہ بات پیغمبر کو ایذا دیتی ہے۔ اور وہ تم سے شرم کرتے ہیں (اور کہتے نہیں ہیں) لیکن خدا سچی بات کے کہنے سے شرم نہیں کرتا۔ اور جب پیغمبروں کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر مانگو۔ یہ تمہارے اور ان کے دونوں کے دلوں کے لئے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔ اور تم کو یہ شایاں نہیں کہ پیغمبر خدا کو تکلیف دو اور نہ یہ کہ ان کی بیویوں سے کبھی ان کے بعد نکاح کرو۔ بےشک یہ خدا کے نزدیک بڑا (گناہ کا کام) ہے۝﴾ (الاحزاب:۵۳)، توآپ خطیب بن کر کھڑے ہوئے اور کہا: "اے ایمان والو، بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تم پر فضیلت دی ہے، اور اس نے میری بیویوں کو تمہاری بیویوں پر فضیلت دی ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے نبی محمد ﷺ کو خاص فضیلت عطا کی، جن میں سے ایک اہم واقعہ "ایسراء" ہے، جو آپ کی عظمت کی اعلیٰ درجوں میں سے ایک ہے۔ اس کی وضاحت قرآن مجید اور صحاح احادیث میں کی گئی ہے۔

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ وہ (ذات) پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجدالحرام یعنی (خانۂ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گردا گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم اسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے ۝﴾ (الإسراء: ۱)

یعنی: "پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی، جس کے آس پاس ہم نے برکت رکھی۔"

مزید فرمایا: ﴿تارے کی قسم جب غائب ہونے لگے ۝﴾ (النجم: ۱) اور اسی سورت کے آخر میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿ انہوں نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کی کتنی ہی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں ۝﴾ (النجم: ۱۸) یعنی: "نبی کا نظر نہیں بھٹکا اور نہ ہی اس نے تجاوز کیا۔"

مسلمانوں کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آپ ﷺ کا ایسراء صحیح ہے، کیونکہ یہ قرآن کا واضح نص ہے اور اس کی تفصیلات میں کئی آیات موجود ہیں۔ اس کے عجائبات اور نبی محمد ﷺ کی خصوصیات کے بارے میں احادیث بھی بڑی تعداد میں موجود ہیں۔

مسلم نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے براق لایا گیا، جو ایک سفید لمبی سواری ہے، جو گدھے سے بڑی اور خچر سے چھوٹی ہے، اور اس کے پاؤں اس کی لمبائی کے مطابق زمین پر رکھے جاتے ہیں۔ میں نے اسے سوار کیا، یہاں تک کہ میں بیت المقدس پہنچ

گیا۔ پھر میں نے اسے انبیاء کی رسی سے باندھا، پھر میں نے مسجد میں داخل ہو کر دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر میں باہر آیا تو میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے، ان کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ تھا، میں نے دودھ منتخب کیا۔ تو جبریل نے کہا: "تم نے فطرت کو منتخب کیا ہے۔" پھر ہم آسمان کی طرف عروج کر گئے، جبریل نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو پوچھا گیا: "تم کون ہو؟" کہا: "جبریل۔" پوچھا گیا: "تمہارے ساتھ کون ہے؟" کہا: "محمد۔" پوچھا گیا: "کیا اس کی طرف بھیجا گیا ہے؟" کہا: "جی ہاں، اس کی طرف بھیجا گیا ہے۔" پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا، اور میں نے آدم علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے میرا استقبال کیا اور میرے لئے خیر کی دعا کی۔ پھر ہمیں آسمان کی دوسری منزل کی طرف لے جایا گیا۔ جبریل نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو پوچھا گیا: "تم کون ہو؟" کہا: "جبریل۔" پوچھا گیا: "تمہارے ساتھ کون ہے؟" کہا: "محمد۔" پوچھا گیا: "کیا اس کی طرف بھیجا گیا ہے؟" کہا: "جی ہاں، اس کی طرف بھیجا گیا ہے۔" پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا، تو میں نے عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو دیکھا، انہوں نے میرا استقبال کیا اور میرے لئے خیر کی دعا کی۔ پھر مجھے آسمان کی تیسری منزل کی طرف لے جایا گیا۔ جبریل نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو پوچھا گیا: "تم کون ہو؟" کہا: "جبریل۔" پوچھا گیا: "تمہارے ساتھ کون ہے؟" کہا: "محمد ﷺ۔" پوچھا گیا: "کیا اس کی طرف بھیجا گیا ہے؟" کہا: "جی ہاں، اس کی طرف بھیجا گیا ہے۔" پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا، تو میں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا، وہ نصف حسن کے ساتھ تھے، انہوں نے میرا استقبال کیا اور میرے لئے خیر کی دعا کی۔ پھر ہمیں آسمان کی چوتھی منزل کی طرف لے جایا گیا۔ جبریل نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو پوچھا گیا: "یہ کون ہے؟" کہا: "جبریل۔" پوچھا گیا: "تمہارے ساتھ کون ہے؟" کہا: "محمد۔" پوچھا گیا: "کیا اس کی طرف بھیجا گیا ہے؟" کہا: "جی ہاں، اس کی طرف بھیجا گیا ہے۔" پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا، تو میں نے ادریس علیہ السلام کو

دیکھا، انہوں نے میرا استقبال کیا اور میرے لئے خیر کی دعا کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اور ہم نے ان کو اونچی جگہ اُٹھا لیا تھا ۝ ﴾ (مریم: ٥٧)

پھر ہمیں آسمان کی پانچویں منزل کی طرف لے جایا گیا۔ جبریل نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو پوچھا گیا: "یہ کون ہے؟" کہا: "جبریل۔" پوچھا گیا: "تمہارے ساتھ کون ہے؟" کہا: "محمد۔" پوچھا گیا: "کیا اس کی طرف بھیجا گیا ہے؟" کہا: "جی ہاں، اس کی طرف بھیجا گیا ہے۔" پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا، تو میں نے ہارون علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے میرا استقبال کیا اور میرے لئے خیر کی دعا کی۔ پھر ہمیں آسمان کی چھٹی منزل کی طرف لے جایا گیا۔ جبریل نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو پوچھا گیا: "یہ کون ہے؟" کہا: "جبریل۔" پوچھا گیا: "تمہارے ساتھ کون ہے؟" کہا: "محمد۔" پوچھا گیا: "کیا اس کی طرف بھیجا گیا ہے؟" کہا: "جی ہاں، اس کی طرف بھیجا گیا ہے۔" پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا، تو میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے میرا استقبال کیا اور میرے لئے خیر کی دعا کی۔ پھر ہمیں آسمان کی ساتویں منزل کی طرف لے جایا گیا۔ جبریل نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو پوچھا گیا: "یہ کون ہے؟" کہا: "جبریل۔" پوچھا گیا: "تمہارے ساتھ کون ہے؟" کہا: "محمد ﷺ۔" پوچھا گیا: "کیا اس کی طرف بھیجا گیا ہے؟" کہا: "جی ہاں، اس کی طرف بھیجا گیا ہے۔" پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا، تو میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، وہ اپنے پیٹھ کو بیت المعمور کے ساتھ لگائے ہوئے تھے، اور وہ ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، جو دوبارہ نہیں لوٹتے۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے جایا گیا، اور اس کے پتے ہاتھی کے کان کی طرح تھے، اور اس کے پھل پیالوں کی مانند تھے، کہا: جب اللہ کے حکم سے اس پر کچھ چھایا گیا تو وہ بدل گئی، تو اللہ کی مخلوق میں سے کوئی بھی اس کی خوبصورتی کی وضاحت نہیں کر سکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ وحی دی جو اس نے دی، تو مجھے ہر دن اور رات میں پچاس نمازیں فرض کیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، انہوں نے کہا: "آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟" میں نے کہا:

"پچاس نمازیں۔" انہوں نے کہا: "اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور اس سے تخفیف کی درخواست کریں، کیونکہ آپ کی امت اسے نہیں سہہ سکتی، میں نے بنی اسرائیل کو آزمایا ہے اور ان کی خبر لی ہے۔" میں نے اپنے رب کی طرف لوٹ کر کہا: "یا رب، میری امت پر تخفیف فرما!" تو اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دیں۔ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹا اور کہا: "اس نے پانچ نمازیں کم کر دیں۔" انہوں نے کہا: "آپ کی امت اس کو بھی نہیں سہہ سکتی، اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور اس سے تخفیف کی درخواست کریں۔" میں نے اپنے رب کے پاس بار بار جا کر موسیٰ علیہ السلام سے بات کی یہاں تک کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے شرم محسوس کی۔"()[١٧]

---

٧ ()[١] «صحیح مسلم»: (١٦٢).

آپ ﷺ کا مقام و فضیلت قیامت کے دن میں

جو کچھ قیامت کے دن میں رسول اللہ ﷺ کی فضیلت اور عظمت کا ذکر کیا گیا ہے، اس میں سے کچھ یہ ہیں:

ترمذی نے روایت کی ہے کہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں سب لوگوں میں پہلے نکلنے والا ہوں جب انہیں اٹھایا جائے گا، اور میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ جمع ہوں گے، اور میں ان کو بشارت دوں گا جب وہ مایوس ہوں گے۔ اس دن میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا، اور میں اپنے رب کے نزدیک آدم کے تمام بچوں میں سب سے زیادہ معزز ہوں، اور اس میں کوئی فخر نہیں۔" ()[١٧٢]

ایک اور روایت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں ان میں سب سے پہلے نکلوں گا، اور میں ان کا قائد ہوں گا جب وہ جمع ہوں گے، اور میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ خاموش ہوں گے، اور میں ان کی شفاعت کروں گا جب وہ روکے جائیں گے، اور میں ان کو بشارت دوں گا جب وہ مایوس ہوں گے۔ اس دن میرے ہاتھ میں کرامت اور کنجیوں کا جھنڈا ہوگا، اور میں اپنے رب کے نزدیک آدم کے تمام بچوں میں سب سے زیادہ معزز ہوں، میرے گرد ہزار خادم ہوں گے جیسے وہ محفوظ انڈے یا بکھرے ہوئے موتی ہوں۔" ()[١٧٣].

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اور مجھے جنت کے لباسوں میں سے ایک لباس دیا جائے گا، پھر میں عرش کے دائیں طرف کھڑا ہوں گا، اور اس مقام پر میرے سوا کوئی اور مخلوق نہیں ہوگا۔" ()[١٧٤]

---

٧ ()[١] «سنن الترمذي»: (٣٦١٠).

٧ ()[١] «مسند الدارمي»: (٤٩).

٧ ([١])«سنن الترمذي»: (٣٦١١).

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"میں آدم کے بچوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن، اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا، اور یہ بات بغیر فخر کے ہے، اور اس دن کوئی نبی بھی نہیں ہوگا، چاہے وہ آدم ہوں یا کوئی اور، مگر وہ میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے، اور میں سب سے پہلے ہوں گا جس کے لیے زمین پھٹے گی، اور یہ بھی بغیر فخر کے ہے۔"()[۱۷۴]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"میں آدم کے بچوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن، اور میں سب سے پہلے ہوں گا جس کے لیے قبر پھٹے گی، اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا اور شفاعت قبول کرنے والا ہوں گا۔" ()[۱۷۵]

ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"میں اللہ کا محبوب ہوں، اور اس میں کوئی فخر نہیں، اور میں قیامت کے دن حمد کے جھنڈے کا حامل ہوں، جس کے نیچے آدم اور ان کے سوا سب ہوں گے، اور اس میں بھی کوئی فخر نہیں۔ میں قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والا اور شفاعت قبول کرنے والا ہوں، اور اس میں بھی کوئی فخر نہیں۔ میں سب سے پہلے ہوں گا جو جنت کے دروازے کو کھٹکھٹائے گا، اور اللہ مجھے جنت میں داخل کرے گا، میرے ساتھ مؤمنوں کے فقراء ہوں گے، اور میں اللہ کے نزدیک اولین اور آخرین میں سب سے زیادہ معزز ہوں، اور اس میں بھی کوئی فخر نہیں۔" ()[۱۷۷]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"میں جنت میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں، اور میں انبیاء میں سب سے زیادہ پیروکار ہوں گا۔"()[۱۷۸]

---

٧ ([١]) «صحيح الترمذي»: (٣٦١٥).

٧ ([١]) «صحيح مسلم»: (٢٢٧٨).

٧ [١]() «سنن الترمذي»: (٣٦١٦)، «سنن الدارمي»: (٤٨).

٧ [١]() «صحيح مسلم»: (١٩٦).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت:
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا، اور کیا تم جانتے ہو کہ کیوں؟ اللہ لوگوں کو پہلے اور آخری اکٹھا کرے گا..." اور پھر شفاعت کا ذکر کیا۔ ()[۱۷۹]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"مجھے امید ہے کہ میں قیامت کے دن انبیاء میں سب سے زیادہ اجر پا سکوں گا۔"

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ ابراہیم اور عیسیٰ تم میں ہوں گے قیامت کے دن؟ پھر فرمایا: وہ میرے امت میں ہوں گے قیامت کے دن۔ ابراہیم کہیں گے: یہ میری دعا اور میری نسل ہے، مجھے اپنی امت میں شامل کر۔ اور عیسیٰ یہ کہیں گے کہ انبیاء بھائی ہیں، ان کی مائیں مختلف ہیں، اور عیسیٰ میرے بھائی ہیں، میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں، اور میں ان کے ساتھ سب سے زیادہ قریب ہوں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں قیامت کے دن لوگوں کا سید ہوں گا"۔ یہ بیان اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ آپ ﷺ دنیا اور آخرت دونوں میں لوگوں کے سردار ہیں، لیکن آپ ﷺ کی شفاعت اور سؤدد اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اس دن لوگ آپ کی طرف رجوع کریں گے جب وہ کسی اور کی مدد نہیں پائیں گے۔ آپ وہ سردار ہیں جن کی طرف لوگ اپنی ضروریات کے لیے رجوع کرتے ہیں، اور اس دن آپ کا کوئی مقابلہ نہیں ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (جس روز وہ نکل پڑیں گے ان کی کوئی چیز خدا سے مخفی نہ رہے گی۔ آج کس کی بادشاہت

---

[۷] ([۱])« صحيح البخاري»: (٤٤٣٥).

ہے؟ خدا کی ج﴿ جس روز وہ نکل پڑیں گے ان کی کوئی چیز خدا سے مخفی نہ رہے گی۔ آج کس کی بادشاہت ہے؟ خدا کی جو اکیلا اور غالب ہے ۝﴾ (غافر: ١٦).

اللہ کی بادشاہی دنیا اور آخرت دونوں میں ہے، لیکن قیامت کے دن جو مدعی ہیں ان کی دعویٰ ختم ہوجائے گی۔ اسی لیے، لوگوں کو شفاعت کے لیے رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرنا ہوگا، اور آپ اس مقام پر سید ہوں گے جہاں کوئی اور مدعی نہیں ہوگا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازہ کھٹکھٹاؤں گا، تو دربان پوچھے گا: تم کون ہو؟ میں کہوں گا: محمد۔ تو وہ کہے گا: مجھے آپ کے لیے کھولنے کا حکم دیا گیا ہے، اور میں کسی اور کے لیے نہیں کھول سکتا۔" ()[١٨]

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرا حوض ایک مہینے کی مسافت پر ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ خوشبودار ہے، اور اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں، جو اس میں سے پیے گا، وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔( )[١٨]

---

٨ ()[١] «صحیح مسلم»:(٣).

٨ ([١])« صحيح البخاري»:(٩ ٦٥).

آپ ﷺ سے اللہ کی محبت

اور جہاں تک رسول اللہ ﷺ کی محبت اور خلت کی فضیلت کا تعلق ہے، تو اس بارے میں صحیح آثار آئیں ہیں اور مسلمانوں کی زبانوں پر آپ ﷺ کا لقب "حبیب اللہ" خاص طور پر آیا ہے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا" :اگر میں زمین کے لوگوں میں سے کسی کو خلیل بنا لیتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بنا لیتا، لیکن تمہارا ساتھی اللہ کا خلیل ہے۔ "ایک اور حدیث میں مسلم نے روایت کی ہے" :اور تمہارا ساتھی اللہ کا خلیل ہے۔" ()[182]
یہ روایت ترمذی اور دیگر نے بھی عبد اللہ بن مسعود کے ذریعے بیان کی ہے" :اور اللہ نے تمہارے ساتھی کو خلیل بنایا ہے۔" ()[183]
ابن عباس رضي اللہ عنہ سے روایت ہے کہ" :رسول اللہ ﷺ کے کچھ صحابہ بیٹھے آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ پھر نبی ﷺ باہر نکلے، تو جب آپ ان کے قریب پہنچے تو سنا کہ وہ آپس میں گفتگو کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: 'عجیب ہے، اللہ نے اپنے بندوں میں سے ایک کو خلیل بنایا ہے، اور وہ ابراہیم ہیں۔' دوسرے نے کہا: 'موسیٰ سے زیادہ عجیب کیا ہے، کہ اللہ نے اسے کلام کیا۔' ایک اور نے کہا: 'عیسیٰ اللہ کا کلمہ اور روح ہے۔' جبکہ ایک اور نے کہا: 'آدم کو اللہ نے منتخب کیا۔' پھر آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور سلام کیا اور فرمایا: 'میں نے تمہاری باتیں سنی ہیں اور تمہاری حیرت کو جانا ہے۔ بے شک، ابراہیم اللہ کا خلیل ہے، اور یہ بالکل درست ہے، اور موسیٰ اللہ کا نبی ہے، اور یہ بھی بالکل درست ہے، اور عیسیٰ روح اللہ اور کلمہ اللہ ہے، اور یہ بھی درست ہے، اور آدم کو اللہ نے منتخب کیا، اور یہ بھی درست ہے۔ سنو! میں حبیب اللہ ہوں اور اس میں کوئی فخر نہیں، اور میں قیامت کے دن لوائے حمد اٹھانے والا ہوں اور اس میں کوئی فخر نہیں، اور میں قیامت کے دن پہلے شافع اور پہلے مشفع ہوں اور اس میں کوئی فخر نہیں، اور میں سب سے پہلے ہوں جو جنت کے دروازے کو

---

[182] «صحیح مسلم»: (۲۳۸۳).

[183] «مسند الامام احمد»: (٤٤١٣).

کھٹکھٹائے گا، تو اللہ مجھے داخل کرے گا، اور میرے ساتھ مؤمنین کے فقراء ہوں گے اور اس میں کوئی فخر نہیں، اور میں اولین اور آخرین میں سب سے زیادہ محترم ہوں اور اس میں بھی کوئی فخر نہیں۔" ()[184]

اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث میں، جو واقعہ معراج کے بارے میں ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا" :میں نے تمہیں خلیل بنایا، یہ تو تورات میں لکھا ہوا ہے: حبیب الرحمن۔"

اور ابن فورک نے کچھ متکلمین کی گفتگو کا ذکر کیا ہے، جو محبت اور خلت کے درمیان فرق پر ہے، اور ہم اس میں سے کچھ ذکر کریں گے جو اس کے بعد کی رہنمائی کرے گا۔

جیسے کہ " الْخَلِيلُ "بیچھڑ کی طرف اشارہ کرتا ہے، جیسے کہ فرمایا: ﴿ اور ہم اس طرح ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات دکھانے لگے تاکہ وہ خوب یقین کرنے والوں میں ہوجائیں ۞﴾ (الأنعام: ٧٥)، اور "الحبيب "کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے، جیسے کہ فرمایا: ﴿ تو دو کمان کے فاصلے پر یا اس سے بھی کم ۞﴾ (النجم: ٩)۔

اور کہا گیا" :الخليل "وہ ہے جس کی مغفرت کا حد طمع سے تعلق ہے، جیسے کہ فرمایا: ﴿ اور وہ جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے گناہ بخشے گا ۞﴾ (الشعراء: ٨٢)، اور "الحبيب "وہ ہے جس کی مغفرت کا حد یقین سے تعلق ہے، جیسے کہ فرمایا: ﴿ تاکہ خدا تمہارے لگلے اور پچھلے گناہ بخش دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کردے اور تمہیں سیدھے رستے چلائے ۞﴾ (الفتح: ٢)۔

اور الخليل علیہ السلام نے کہا: ﴿ اور جس دن لوگ اٹھا کھڑے کئے جائیں گے مجھے رسوا نہ کیجیو ۞﴾ (الشعراء:٨٧)، اور الحبيب ﷺ کو کہا گیا: ﴿ مومنو! خدا کے آگے صاف دل سے توبہ کرو۔ امید ہے کہ وہ تمہارے گناہ تم سے دور کر دے گا اور تم کو باغہائے بہشت میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا۔

٨ ()[1] «سنن الدارمي»: (٤٨).

اس دن پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا (بلکہ) ان کا نور ایمان ان کے آگے اور داہنی طرف (روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہوگا۔ اور وہ خدا سے التجا کریں گے کہ اے پروردگار ہمارا نور ہمارے لئے پورا کر اور ہمیں معاف کرنا۔ بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے ﴿﴾ (التحریم: ۸)، تو وہ سوال سے پہلے خوشخبری دینے کے ساتھ شروع ہوا۔ اور الخلیل نے آزمائش میں کہا: حَسْبِيَ الله اور الحبیب کو کہا گیا: ﴿ اے نبی! خدا تم کو اور مومنوں کو جو تمہارے پیرو ہیں کافی ہے ﴿﴾ (الأنفال: ٦٤)۔

اور الخلیل علیہ السلام نے کہا: ﴿ اور پچھلے لوگوں میں میرا ذکر نیک (جاری) کر ﴿﴾ (الشعراء: ٨٤)، اور الحبیب کو کہا گیا: ﴿ اور تمہارا ذکر بلند کیا ﴿﴾ (الشرح: ٤)، تو اسے بغیر سوال کے دیا گیا۔ اور الخلیل علیہ السلام نے کہا: ﴿ میرے پروردگار اس شہر کو (لوگوں کے لیے) امن کی جگہ بنا دے۔ اور مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے کہ بتوں کی پرستش کرنے لگیں بچائے رکھ ﴿﴾ (إبراهیم: ٣٥)، اور الحبیب ﷺ کو کہا گیا: ﴿اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں) میں اظہار تجمل کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاؤ۔ اور نماز پڑھتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتی رہو۔ اے (پیغمبر کے) اہل بیت خدا چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی (کا میل کچیل) دور کردے اور تمہیں بالکل پاک صاف کردے ﴿﴾ (الأحزاب: ٣٣)۔

آپ ﷺ کی مقام شفاعت اور مقام محمود

جو کچھ بھی بیان کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ کی شفاعت اور مقام محمود کا ذکر بہت زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اور بعض حصہ شب میں بیدار ہوا کرو (اور تہجد کی نماز پڑھا کرو) ۔ (یہ شب خیزی) تمہاری لئے (سبب) زیادت ہے (ثواب اور نماز تہجد تم کو نفل) ہے قریب ہے کہ خدا تم کو مقام محمود میں داخل کرے۝﴾ (الإسراء:٧٩)۔

ابن عمر رضي اللہ عنهما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: «لوگ قیامت کے دن ایک جگہ جمع ہوں گے، ہر قوم اپنے نبی کی پیروی کرے گی اور کہے گی: اے فلان! شفاعت کرو، اے فلان! شفاعت کرو، یہاں تک کہ شفاعت نبی ﷺ تک پہنچے گی۔ یہ وہ دن ہوگا جب اللہ انہیں مقام محمود پر اٹھائے گا»۔ ( )[١٨٥]

رسول اللہ ﷺ سے مقام محمود کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: «یہ شفاعت ہے»۔ ( )[١٨٦]

احمد نے کعب بن مالک سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: «لوگ قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے، اور میں اور میری امت ایک ٹیلے پر ہوں گے، میرے رب مجھے ایک سبز لباس سے سجاتا ہے، پھر مجھے شفاعت کی اجازت دی جائے گی، تو میں جو چاہوں گا کہوں گا، یہ مقام محمود ہے»۔ ( )[١٨٧]

اس بارے میں اور بھی روایات ذکر کی گئی ہیں، ان میں سے احمد کی ایک روایت ہے جو ابن مسعود سے ہے: «مقام محمود یہ ہے کہ نبی ﷺ عرش کے دائیں جانب کھڑے ہوں گے، یہ مقام کوئی اور نہیں پا سکتا، اور اس پر پہلے اور آخری لوگ رشک کریں گے»۔

---

١٨٥ ( ) «صحيح البخاري»: (٨ ٤٧).

١٨٦ ( ) «مسند الامام احمد»: (٢/٤٤١ و ٨ ٥).

١٨٧ ( ) «مسند الامام احمد»: (٣ ٨ ٥).

پھر انہوں نے ابو موسیٰ کی روایت ابن ماجہ سے بیان کی: «مجھے شفاعت اور میری امت کے نصف کا جنت میں داخل ہونا کے درمیان اختیار دیا گیا، تو میں نے شفاعت کو منتخب کیا، کیونکہ یہ زیادہ جامع اور کافی ہے، کیا تم اسے پرہیزگاروں کے لیے سمجھتے ہو؟ نہیں، بلکہ یہ خطا کرنے والوں کے لیے ہے»۔ ()[188]

ابو ہریرہ رضي الله عنہ نے کہا: «میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ کو شفاعت میں کیا بتایا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے سوچا کہ آپ سب سے پہلے مجھ سے اس بارے میں سوال کریں گے کیونکہ میں نے آپ میں علم کی جستجو کا جوش دیکھا، اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میرے لیے ان کا جنت کے دروازے پر کھڑا ہونا میری شفاعت کی تکمیل سے زیادہ اہم ہے، اور میری شفاعت اس کے لیے ہے جو دل سے گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اس کا دل اس کے زبان کی تصدیق کرتا ہے، اور اس کی زبان اس کے دل کی تصدیق کرتی ہے»۔ ()[189]

ام حبیبہ، ام المؤمنین رضي الله عنها نے کہا: «رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے دکھایا گیا کہ میری امت کے ساتھ بعد میں کیا ہوگا، اور ان میں سے بعض ایک دوسرے کا خون بہائیں گے، اور یہ سب اللہ کی طرف سے مقدر ہے جیسے ان سے پہلے اقوام میں ہوا، تو میں نے اس دن ان کے لیے شفاعت کا سوال کیا، تو اللہ نے مجھے شفاعت عطا کی»۔ ()[190]

حذیفہ رضي الله عنہ نے کہا: «لوگ ایک جگہ جمع ہوں گے، کوئی شخص بات نہیں کرے گا، پھر سب سے پہلے محمد ﷺ کو بلایا جائے گا، تو آپ فرمائیں گے: لبیک وسعدیک، تمام بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے، اور تو ہی ہدایت دینے والا ہے، اور میں تیرے سامنے ہوں، میرے لیے تیرے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں، تیری بارگاہ میں

---

٨ ١() «مسند الامام احمد»:(٢ ٥ ٥٤).

٨ ١() «المستدرک علی الصحیحین»، الحاکم :(٣ ٣).

٩ ١() «المستدرک علی الصحیحین»، الحاکم :(٢٧)، «المعجم الکبیر»، الطبراني :(٩ ٤).

تیری ہی پناہ ہے، تو برکت والا ہے اور بلند ہے، سبحانک رَبُّ الْبَیْتِ۔ یہ وہ مقام محمود ہے جس کا ذکر اللہ نے کیا ہے»۔ ()[۱۹۱]

ابن عباس رضي اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

»انبیاء کے لیے سونے کے منبر لگائے جائیں گے، وہ ان پر بیٹھیں گے، اور میرا منبر ایسا رہے گا کہ میں اس پر نہیں بیٹھوں گا، بلکہ اپنے رب کے سامنے کھڑا رہوں گا، اس خوف سے کہ کہیں مجھے جنت کی طرف بھیج دیا جائے اور میری امت میرے بعد رہ جائے، تو میں کہوں گا: اے میرے رب، میری امت! تو اللہ عز وجل فرمائے گا: اے محمد، آپ اپنی امت کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ میں کہوں گا: اے رب، ان کا حساب جلدی کر! تو میں برابر شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے کچھ لوگوں کے بارے میں سکّے دے دیے جائیں گے جنہیں آگ کی طرف بھیجا جائے گا، اور مالك، خازنِ جہنم کہے گا: اے محمد، آپ نے اپنی امت کے بارے میں اپنے رب کے غضب کی آگ کے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا!»۔ ()[۱۹۲]

اور ایک صحیح حدیث میں ہے» :بے شک ہر نبی کے پاس ایک دعا ہوتی ہے جس سے وہ دعا کرتا ہے، اور میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کے لیے شفاعت کے طور پر محفوظ رکھوں»۔ ()[۱۹۳]

یہ دعا خاص طور پر امت کے لیے ہے اور اس کا قبول ہونا یقینی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو بہترین جزا دے۔

---

۹ (') «المستدرک علی الصحیحین»، الحاکم :(٤ ٣٦٨ ٣)، «المعجم الکبیر»، الطبراني :(٩ ٤).

۹ ') «المستدرک علی الصحیحین»، الحاکم: (٢٢٠).

١٩٣) «صحيح البخاري»: (٧٤٧٤).

جنت میں آپ ﷺ کی فضیلت کا ذکر: وسیلہ، کوثر اور درجہ

اور جنت میں آپ ﷺ کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے، جو کچھ بیان کیا گیا ہے، اس میں "وسیلہ"، "کوثر" اور "درجہ" شامل ہیں۔

ابو داود نے عمرو بن العاص سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" :جب تم مؤذن کی آواز سنو تو اس کے جیسے کہو، پھر مجھ پر درود بھیجو، کیونکہ جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے۔ پھر اللہ سے میرے لیے وسیلہ طلب کرو، کیونکہ یہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک کے لیے خاص ہے، اور مجھے امید ہے کہ میں وہی ہوں گا۔ جو شخص میرے لیے وسیلہ مانگے گا، اس کے لیے شفاعت حلال ہو جائے گی۔" ()[١٩٤]

ایک اور روایت میں، ابو ہریرہ نے نقل کیا ہے کہ "وسیلہ جنت میں اعلیٰ درجہ ہے"۔ ()[١٩٥]

انس بن مالک سے روایت ہے، جیسا کہ بخاری میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" :جب میں جنت میں چل رہا تھا تو مجھے ایک نہر ملی، جس کے دونوں طرف گھرے موتی کے خیمے تھے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے، جبیرائیل؟ تو انہوں نے کہا: یہ وہ کوثر ہے جو تمہارے رب نے تمہیں عطا کیا ہے، اور اس کی مٹی یا خوشبو مشک سے بہتر ہے۔" ()[١٩٦]

عائشہ اور عبد اللہ بن عمرو کی روایت :اسی طرح کی ایک اور روایت ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اور اس کی گزرگاہ موتی اور یاقوت پر ہے، اور اس کی مٹی مشک سے بہتر ہے، اور اس کا پانی شہد سے میٹھا ہے، اور یہ برف سے زیادہ سفید ہے۔" ()[١٩٧]

---

٩ ()[١] «صحيح مسلم»: (٣٨٤).

٩ ( )[١]«سنن الترمذي»: (٣٦١٢).

٩ ( )[١]« صحيح البخاري»: (٦٥٨١).

٩ ( )[١]«سنن الترمذي»: (٣٣٦١).

ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: "جب یہ بہتا ہے، یعنی زمین کی سطح پر، اور اس میں کوئی شق نہیں ہے، اس پر ایک حوض ہے جس میں میری امت آئے گی۔" ()[۱۹]

پھر قاضي عياض -رحمت اللہ علیہ- نے آپ ﷺ کے حوض اور کوثر کے بارے میں مزید روایات ذکر کی ہیں، جن کا مطالعہ کوئی بھی کر سکتا ہے۔

---

۹ (۱)«صفة الجنة»، ابن ابي الدنيا: (۷۵).

آپ ﷺ کے ناموں کا ذکر اور ان کی فضیلت

محمد بن جبیر بن مطعم، اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا": میں محمد ہوں، اور میں احمد ہوں، اور میں ماحی ہوں، جس کے ذریعے کفر مٹایا جاتا ہے، اور میں حاشر ہوں، جس کے پیچھے لوگ جمع کیے جائیں گے، اور میں عاقب ہوں، اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔" (۱۹۹)

اللہ تعالیٰ نے اپنے کتاب میں آپ ﷺ کا نام "محمد" اور "احمد" رکھا ہے۔ یہ آپ کی خصوصیات میں سے ایک ہے کہ آپ کے ناموں میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعریف شامل کی ہے، اور آپ کے ذکر کے ساتھ اپنی عظیم شکر گزاری کو ظاہر کیا ہے۔

آپ کے ناموں کی تفصیل:

۱. احمد: یہ نام "حمد: شکر گزاری " کی شدت سے ہے، یعنی آپ سب سے زیادہ تعریف کیے جانے والے ہیں۔
۲. محمد: یہ نام کثرت حمد سے ہے، یعنی آپ کی تعریف کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

آپ ﷺ اس قدر اعلیٰ ہیں کہ آپ سب سے زیادہ حمد کرنے والے ہیں اور آپ کے ساتھ قیامت کے دن حمد کا علمبردار ہوگا، تاکہ آپ کو حمد کا کمال عطا کیا جائے اور آپ کو اس مقام پر معروف کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو وہاں مقام محمود پر بھیجا، جیسا کہ آپ ﷺ کو وعدہ کیا گیا ہے، اور آپ وہاں پہلے اور آخری لوگوں کی شفاعت کے ساتھ حمد کریں گے۔ اور آپ کے لیے وہاں ایسے حمد کے امور کھلیں گے جو کسی اور کو نہیں ملے۔ آپ ﷺ نے اپنی امت کا ذکر اپنے نبیوں کی کتابوں میں "حمد کرنے والے" کے طور پر کیا ہے،

---

۹ (۱) « صحیح مسلم»: (۲۳٥٤).

اس لیے یہ مناسب ہے کہ آپ ﷺ کو "محمد" اور "احمد" کہا جائے۔ پھر ان دونوں ناموں میں آپ ﷺ کی خصوصیات اور آیات کی عجائبات موجود ہیں۔

"احمد" جس کا ذکر کتابوں میں آیا ہے اور جس کی بشارت انبیاء نے دی ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے تحت اس نام سے کسی اور کو نامزد نہیں کیا، نہ ہی اس نام سے کسی کو پکارا گیا، تاکہ کمزور دلوں یا شک کرنے والوں میں کوئی ابہام نہ ہو۔ اسی طرح "محمد" کا نام بھی کسی عرب یا غیر عرب کو اس کے آنے سے پہلے نہیں دیا گیا، یہاں تک کہ اس کی پیدائش سے پہلے یہ مشہور ہوا کہ ایک نبی آئے گا جس کا نام محمد ہوگا، تو کچھ عرب لوگوں نے اپنے بچوں کا نام اس امید پر رکھا کہ شاید وہ ان میں سے ہو، واللہ اعلم۔

اور جب نبی ﷺ نے فرمایا: "میں ماحی ہوں، جس کے ذریعے اللہ کفر مٹاتا ہے"، تو اس کی تشریح حدیث میں کی گئی ہے، اور یہ کفر کا مٹنا یا تو مکہ اور عرب کے ملکوں سے ہو گا، یا زمین کے کچھ حصوں سے، اور وعدہ دیا گیا کہ ان کی امت کا ملک ان تک پہنچے گا، یا "محو" کا مطلب ظاہر ہونا اور غالب آنا بھی ہو سکتا ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت (کی کتاب) اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور حق ظاہر کرنے کے لئے خدا ہی کافی ہے ۝﴾ [الفتح: ۲۸]۔

ایک اور حدیث میں: "میرے دس نام ہیں"، پھر پہلی حدیث میں ذکر کیے گئے پانچ ناموں کے علاوہ فرمایا: "میں رحمت کا رسول ہوں، آرام کا رسول ہوں، ملاحم کا رسول ہوں، اور میں مقفّی ہوں، میں نے نبیوں کا تعاقب کیا ہے، اور میں قثم ہوں"، اور "قثم" کا مطلب ہے جامع اور مکمل۔

انبیاء کی کتابوں میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا: "اے اللہ! ہمیں محمد بھیج، جو سنت کو قائم کرے بعد از فترت"، اور ایک اور حدیث میں اضافی نام یہ ہیں: "مدثر، مزمل، اور عبد اللہ"، اور ایک اور حدیث میں اضافی نام ہے: "خاتم"۔

ایک اور حدیث میں یہ بھی آیا ہے: "نبی التوبہ، نبی الملحمہ، نبی الرحمۃ، نبی المرحمۃ، نبی الراحۃ"، اور یہ سب صحیح ہیں، ان شاء اللہ۔

رحمت، توبہ اور راحت کے نبی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو تمام جہان کے لئے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے ۝ ﴾ [الانبیاء: ۱۰۷]، اور جیسے کہ یہ بیان کیا گیا کہ وہ انہیں پاک کرتا ہے، انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور انہیں سیدھے راستے کی ہدایت کرتا ہے، اور وہ مؤمنوں کے لئے رحم دل اور مہربان ہیں۔

آپ ﷺ نے اپنی امت کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا: "یہ ایک رحمتی امت ہے"۔ اور ان کے بارے میں فرمایا: ﴿ پھر ان لوگوں میں بھی (داخل) ہو جو ایمان لائے اور صبر کی نصیحت اور (لوگوں پر) شفقت کرنے کی وصیت کرتے رہے ۝ ﴾ [البلد: ۱۷]، یعنی: وہ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں رحمت کے طور پر بھیجا، پوری دنیا کے لئے رحمت، رحم کرنے والا، اور ان کے لئے مغفرت طلب کرنے والا ہے، اور اپنی امت کو رحمت سے نوازا اور انہیں رحم کرنے کا حکم دیا، اور ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: "بے شک اللہ اپنے بندوں میں رحم کرنے والوں سے محبت کرتا ہے"۔ ()[٢٠]

اور کہا: «رحم کرنے والے ان پر رحم کرتے ہیں، جو زمین میں ہیں، ان پر رحم کرو، جو آسمان میں ہیں»()[٢٠]
اور نبی الملحمہ کا ذکر اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے جو آپ ﷺ کو لڑائی اور تلوار کے ساتھ بھیجا گیا، اور یہ صحیح ہے۔

([٢]) «مسند الامام احمد»: (٢١٧٧٦).

([٢]) «مسند الامام احمد»: (٦٤٩٤).

حربی نے اپنی حدیث میں روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: «میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہا: آپ قثم ہیں، یعنی جمع کرنے والے» [٢]۔

قثم، خیر کو جمع کرنے والا ہوتا ہے، اور یہ نام آپ ﷺ کے خاندان میں معروف ہے۔

قرآن مجید میں آپ ﷺ کے بہت سے القاب اور صفات ذکر کی گئی ہیں جو ہم نے نہیں بیان کیں: جیسے نور، سراج منیر، منذر، نذیر، مبشر، بشارت دینے والا، شاہد، شہید، حق المبین، خاتم النبیین، رؤوف رحیم، امین، صدق کا پیشوا، دنیا کے لئے رحمت، اللہ کا انعام، مضبوط رشتہ، سیدھا راستہ، چمکتا ہوا ستارہ، کریم، نبی امی، اور بہت سی عظیم صفات اور خوبیوں کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت دینے والا۔

اور یہ سب چیزیں اللہ کی سابقہ کتابوں، اس کے انبیاء کی کتابوں، اور آپ ﷺ کی احادیث میں موجود ہیں۔ آپ ﷺ کے ناموں میں سے چند یہ ہیں: المصطفی، المجتبی، ابو القاسم، الحبیب، رب العالمین کا رسول، الشفیع المشفع، المتقی، مصلح، طاہر، مہیمین، صادق، صدوق، حماد، آدم کے بیٹوں کا سردار، رسولوں کا سردار، متقین کا امام، قیامت کے دن نورانی چہروں کے سردار، خلیل الرحمن، حوض المورود کے مالک، شفاعت کرنے والے، مقام محمود کے حامل، وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجے کے مالک، تاج اور معراج کا مالک، علم اور حجت و سلطنت اور خاتم اور علامت اور برہان کا مالک، اور جوتوں اور ہراوہ کے حامل۔

اور "ہراوہ" کی لغوی معنی ہے: عصا، اور میں یہ کہتا ہوں، اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے، کہ یہ وہی ہے جو حوض کے حدیث میں ذکر کیا گیا ہے: «میں لوگوں کو اپنے عصا سے دور کروں گا» [٢]

اور "تاج" سے مراد ہے: عمامہ، اور یہ اس وقت صرف عرب کے لیے مخصوص تھا۔ عمائم عرب کا تاج ہیں۔

---

[٢] «الخصائص الكبرى»، السيوطي: (١/١١١).

[٢] صحيح مسلم: (٢٤٧).

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا: آپ ﷺ کی صفات، القاب، اور علامات کتابوں میں بہت زیادہ تعداد ہے، اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے، وہ ان میں سے کافی ہے، ان شاء اللہ تعالی۔ آپ ﷺ کا مشہور کنیت "ابو القاسم" تھی۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: «جب نبی ﷺ کا بیٹا ابراہیم پیدا ہوا تو جبریل آئے اور کہا: السلام علیک یا ابا ابراہیم (»[٢٠]

خالق اور مخلوق کی صفات میں فرق کا بیان

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے خالق اور مخلوق کی صفات کے فرق کے بارے میں ایک فائدہ ذکر کیا ہے:

"اللہ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو اپنی بہترین صفات اور اسماء عطا فرمائے ہیں۔ اب میں اس موضوع کے اختتام پر ایک نکتہ پیش کر رہا ہوں، تاکہ وہم کی کمزوری اور فہم کی بیماری کا ازالہ ہو سکے اور انسان تشبیہ کی گمراہی سے بچ سکے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت، کبریائی، اور اس کی تمام صفات مخلوقات سے مشابہت نہیں رکھتیں، نہ ہی مخلوق اس سے مشابہ ہو سکتی ہے۔ جو کچھ شریعت میں خالق اور مخلوق کے لیے آیا ہے، اس میں حقیقی معنوں میں کوئی تشابہ نہیں ہے، کیونکہ قدیم کی صفات مخلوق کی صفات کے برخلاف ہیں۔

جس طرح اللہ کی ذات مخلوقات کی ذات سے مشابہ نہیں، اسی طرح اس کی صفات بھی مخلوق کی صفات سے مختلف ہیں۔ مخلوقات کی صفات کے ساتھ حالات اور اعراض وابستہ ہوتی ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ وہ ہمیشہ اپنی صفات اور اسماء کے ساتھ ہے۔ اور اس بات کو سمجھنے کے لیے یہ آیت کافی ہے: ﴿ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا (وہی ہے) ۔ اسی نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کے جوڑے بنائے اور چارپایوں کے بھی جوڑے (بنائے اور) اسی طریق پر تم کو پھیلاتا رہتا ہے۔ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔ اور وہ دیکھتا سنتا ہے۝﴾ [الشوری: ١١]"

([٢٠]) «المستدرک علی الصحیحین»، الحاکم: (٤١٨٨).

علماء عارفین محققین میں سے کسی نے کہا ہے: "توحید یہ ہے کہ ایسی ذات کا اثبات کیا جائے جو مخلوقات کی ذات سے مشابہ نہ ہو اور صفات سے خالی بھی نہ ہو۔"

اس نکتے کو امام واسطی رحمہ اللہ نے مزید وضاحت کیا، جو ہمارا مقصود ہے، انہوں نے کہا: "نہ اس کی ذات جیسی کوئی ذات ہے، نہ اس کے اسم جیسا کوئی اسم، نہ اس کے فعل جیسا کوئی فعل، اور نہ اس کی صفت جیسی کوئی صفت، صرف لفظی موافقت کی حد تک ہی کچھ مشابہت ہو سکتی ہے۔"

اللہ کی قدیم ذات اس سے برتر ہے کہ اس کی کوئی صفت حادث ہو، جیسے یہ ناممکن ہے کہ حادث ذات کی کوئی صفت قدیم ہو۔ یہ سب اہل حق، اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے، رضی اللہ عنہم۔

امام ابو القاسم قشیری رحمہ اللہ نے اپنے اس قول کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: "یہ بیان توحید کے جامع مسائل پر مشتمل ہے، اور یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کی ذات مخلوقات کی ذات کے مشابہ ہو، جبکہ وہ اپنی ذات میں مخلوقات سے بے نیاز ہے؟"!

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اللہ کے افعال کے بارے میں فرمایا: "اور اللہ کا فعل مخلوق کے فعل کے مشابہ کیسے ہو سکتا ہے، جبکہ اس کا فعل نہ تو کسی انس پیدا کرنے کے لیے ہے اور نہ کسی کمی کو دور کرنے کے لیے۔ نہ ہی اس کا فعل کسی خواہش یا غرض کے تحت وجود میں آیا ہے، اور نہ ہی کسی براہ راست عمل یا محنت کے ذریعے ظاہر ہوا ہے، جب کہ مخلوق کا فعل ان ہی وجوہات سے باہر نہیں ہوتا۔"

ہمارے علماء میں سے ایک اور نے فرمایا: "جو کچھ تم اپنے وہم سے سوچتے ہو یا اپنی عقل سے سمجھتے ہو، وہ تمہاری طرح مخلوق ہے۔"

امام ابو المعالی جوینی رحمہ اللہ نے فرمایا: "جو شخص کسی موجود چیز پر اطمینان حاصل کرتا ہے، جس تک اس کی عقل پہنچے، وہ تشبیہ دینے والا ہے۔ اور جو محض نفی پر اطمینان کرتا ہے، وہ تعطیل کرنے والا ہے۔ اور جو شخص موجود کا اقرار کرتے ہوئے اس کی حقیقت کو سمجھنے سے عاجز ہونے کا اعتراف کرتا ہے، وہ موحد ہے۔"

ذو النون مصری رحمہ اللہ کا قول بہت خوبصورت ہے، وہ فرماتے ہیں: "توحید کی حقیقت یہ ہے کہ تم جان لو کہ اللہ کی قدرت اشیاء میں بغیر کسی محنت کے موجود ہے، اور اس کی صنعت میں کوئی ملاوٹ نہیں۔ ہر چیز کی علت اس کی صنعت ہے، اور اس کی صنعت کی کوئی علت نہیں۔ اور جو کچھ تمہارے وہم میں آئے، اللہ اس کے برخلاف ہے۔"

یہ عجیب، نفیس اور محقق کلام ہے، اور آخری فصل میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کافی ہے: ﴿ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا (وہی ہے) ۔ اسی نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کے جوڑے بنائے اور چارپایوں کے بھی جوڑے (بنائے اور) اسی طریق پر تم کو پھیلاتا رہتا ہے۔ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔ اور وہ دیکھتا سنتا ہے۝﴾ (الشوری: ۱۱).

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے یہاں دو قرآنی آیات کی تفسیر کا ذکر کیا ہے:

پہلی آیت: ﴿ وہ جو کام کرتا ہے اس کی پرستش نہیں ہوگی اور (جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اس کی) ان سے پرستش ہوگی ۝﴾ (الأنبياء: ۲۳)

دوسری آیت: ﴿ جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو ہماری بات یہی ہے کہ اس کو کہہ دیتے ہیں کہ ہوجا تو وہ ہوجاتی ہے۝﴾ (النحل: ۴۰)

قاضی عیاض آخر میں دعا فرماتے ہیں: "اللہ ہمیں اور آپ کو توحید، صفاتِ باری تعالیٰ کے اثبات اور تنزیہہ پر ثابت قدم رکھے اور اپنے فضل و رحمت سے ہمیں تعطیل (اللہ کی صفات کا انکار) اور تشبیہ (اللہ کی مخلوق سے مشابہت) کی گمراہی سے بچائے۔"

آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل اور رسالت کی نشانیوں کا ذکر

ان سطور میں ہم نبی کریم ﷺ کے بڑے بڑے معجزات اور مشہور نشانیاں بیان کرتے ہیں، تاکہ آپ کے رب کے نزدیک عظیم مقام کو ظاہر کریں۔ ہم نے ان میں سے وہ واقعات بیان کیے ہیں جو ثابت شدہ ہیں، اور ان میں بعض مشہور آئمہ کی کتابوں سے بھی شامل کیے ہیں۔ اگر کوئی منصف مزاج غور کرے کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے عمدہ اثرات، پاکیزہ سیرت، ذہانت و عقل، فہم و فراست، اور مکمل صفات کو پیش کیا ہے، اور ان کی حالت اور درست کلام کو دیکھا، تو وہ کبھی بھی ان کی نبوت کی سچائی اور ان کی دعوت کی حقانیت میں شک نہیں کرے گا۔ یہی دلائل کافی تھے کہ بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور ان پر ایمان لے آئے۔

امام ترمذی نے حضرت عبد اللہ بن سلام سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں:
"جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ آپ کی طرف دوڑ پڑے، اور میں بھی ان میں سے تھا جو دوڑے، جب میں نے ان کا چہرہ دیکھا تو جان لیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔" ([٢٠٥])
حضرت أبي رمثۃ تمیمي رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: "میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور میرے ساتھ میرا بیٹا بھی تھا، میں نے انہیں دکھایا، اور جب میں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو کہا: یہ اللہ کے نبی ہیں۔"([٢٠٦])
اسی طرح صحیح مسلم اور دیگر کتب میں روایت ہے کہ: "ضماد نامی ایک شخص مکہ مکرمہ آیا، اور وہ ازدی قبیلے سے تھا اور جنون وغیرہ سے شفا دینے کے لیے دم کیا کرتا تھا۔ اس نے مکہ کے چند بے وقوف لوگوں کو سنا جو کہہ رہے تھے کہ محمد ﷺ مجنون ہیں۔ ضماد نے کہا: اگر میں اس شخص سے ملوں، تو شاید اللہ میرے ذریعے سے اسے شفا دے دے۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد، میں جنون سے شفا دیتا ہوں، اور اللہ جس کو چاہتا ہے میرے ذریعے شفا دیتا ہے، تو کیا آپ کا اس پر کوئی ارادہ ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: بے شک تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد و ثناء کرتے ہیں اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں، جسے اللہ ہدایت

([٢٠٥]) «سنن الترمذي»: (٢٤٨٥).

([٢٠٦]) «الجامع الكبير»، السيوطي: (١٢/٢٢).

دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔" ضماد نے کہا: "اپنے یہ کلمات دوبارہ دہراؤ۔" نبی ﷺ نے تین مرتبہ اپنے کلمات دہرائے۔ ضماد نے کہا: "میں نے کاہنوں، جادوگروں، اور شاعروں کا کلام سنا ہے، لیکن آپ کے یہ کلمات اس سے بالکل مختلف ہیں، اور ان کا اثر سمندر کی گہرائی تک پہنچا ہوا ہے۔" پھر اس نے کہا: "لاؤ اپنا ہاتھ، میں آپ سے بیعت کرتا ہوں۔" [٢٠٧]

جامع بن شداد نے کہا: "ہمارے قبیلے میں ایک شخص تھا جس کا نام طارق تھا۔ اس نے بتایا کہ اس نے مدینہ میں نبی ﷺ کو دیکھا، نبی ﷺ نے فرمایا: 'کیا تمہارے پاس کچھ ہے جو تم بیچنا چاہتے ہو؟' ہم نے کہا: 'یہ اونٹ ہے۔' نبی ﷺ نے پوچھا: 'کتنے میں؟' ہم نے کہا: 'اتنے اور اتنے وسق کھجور کے بدلے میں۔' نبی ﷺ نے اس کی مہار پکڑی اور مدینہ کی طرف چل دیے۔ ہم نے کہا: 'ہم نے ایسے شخص کو بیچ دیا ہے جسے ہم نہیں جانتے۔' ہمارے ساتھ ایک عورت بھی تھی، میں نے کہا: 'میں اونٹ کی قیمت کا ضامن ہوں، میں نے ایک شخص کا چہرہ دیکھا ہے جو چودہویں رات کے چاند کی طرح روشن ہے، وہ تمہیں کبھی دھوکہ نہیں دے گا۔' اگلے دن ایک شخص کھجور لے کر آیا اور کہا: 'میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں، وہ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اس کھجور سے کھاؤ اور ماپ کر اپنا حق پورا لے لو۔' ہم نے ایسا ہی کیا۔"

جلندی، جو عمان کا بادشاہ تھا، کے بارے میں روایت ہے: "جب اسے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ اسے اسلام کی دعوت دے رہے ہیں، تو اس نے کہا: 'اللہ کی قسم، اس نبی امی کی سچائی کی نشانی یہ ہے کہ وہ کسی بھلائی کا حکم دیتے ہیں تو خود سب سے پہلے اس پر عمل کرتے ہیں، اور جب کسی برائی سے روکتے ہیں تو سب سے پہلے خود اسے ترک کرتے ہیں۔ وہ غالب آتے ہیں تو غرور نہیں کرتے، اور جب مغلوب ہوتے ہیں تو مایوس

([٢٠٧]) «صحیح مسلم»: (٨٦٨).

نہیں ہوتے، وہ عہد کی پاسداری کرتے ہیں اور وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی ہیں۔"'

نفطویہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے کہ گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے۔ اور چراغ ایک قندیل میں ہے۔ اور قندیل (ایسی صاف شفاف ہے کہ) گویا موتی کا سا چمکتا ہوا تارہ ہے اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے (یعنی) زیتون کہ نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف۔ (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) اس کا تیل خواہ آگ اسے نہ بھی چھوئے جلنے کو تیار ہے (پڑی) روشنی پر روشنی (ہو رہی ہے) خدا اپنے نور سے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ اور خدا نے (جو مثالیں) بیان فرماتا ہے (تو) لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۞﴾ [النور: ٣٥] کے بارے میں کہا: "یہ مثال اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کا چہرہ نبوت کی دلیل ہے، چاہے وہ قرآن نہ بھی پڑھیں، جیسا کہ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

'اگر آپ میں واضح نشانیاں نہ ہوتیں

تو آپ کا چہرہ ہی آپ کی نبوت کی خبر دے دیتا۔"'

آپ ﷺ کی معجزات کا مختصر بیان جن میں سب سے بڑی معجزہ قرآن کریم ہے

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے نبی ﷺ کی معجزات کو بہترین انداز میں پیش کیا اور ان کا مکمل بیان کیا۔ انہوں نے قرآن کے اعجاز سے آغاز کیا اور اس کی کئی حیثیتوں کا ذکر کیا، جن سے ہر انصاف پسند شخص یہ یقین کر سکتا ہے کہ یہ واقعی اللہ کا کلام ہے، اور اللہ کے مخلوق میں سے کوئی بھی اس کے سب سے چھوٹے سورہ کی مانند بھی کچھ نہیں لا سکتا۔

اس کے بعد انہوں نے نبی ﷺ کی دیگر معجزات کا ذکر کیا، جیسے کہ چاند کا شق ہونا، سورج کا رکنا، آپ ﷺ کی پاک انگلیوں سے پانی کا نکلنا، اور آپ ﷺ کی برکت سے پانی کا پھوٹنا۔ انہوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ آپ ﷺ کے ہاتھوں کی چھوٹیوں اور دعا کی برکت سے کھانے کی کثرت ہوئی، درختوں کا آپ ﷺ سے بات کرنا اور آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دینا، اور آپ ﷺ کی دعا کا قبول ہونا۔ انہوں نے جذع (ایک درخت) کے واقعے اور دیگر بے جان اشیاء اور جانوروں کے معجزات کا بھی ذکر کیا۔ مردوں کا زندہ ہونا، بیماروں اور معذوروں کا صحت یاب ہونا، اور آپ ﷺ کی دعا کی قبولیت، اور آپ ﷺ کے لمس یا برکت سے چیزوں کا تبدیل ہونا اور ماضی اور مستقبل کی غیبی معلومات کا علم ہونا بھی آپ ﷺ کے معجزات میں شامل ہیں۔

اس موضوع پر یہ ایک سمندر ہے جس کی گہرائی کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، اور یہ معجزات نبی ﷺ کے یقینی معجزات میں سے ہیں، جن کی خبر تواتر سے پہنچی ہے، کیونکہ ان کے راویوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور معانی میں اتفاق پایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ اپنے ساتھیوں سے کہتے تھے: "خاموش رہو، اللہ کی قسم! اگر آپ کے پاس کوئی ایسا نہیں ہے جو اسے بتائے، تو البطحاء پتھر بھی آپ ﷺ کو بتا دیں گے۔"

اور آپ ﷺ کی ایک بڑی معجزہ یہ ہے کہ اللہ نے آپ ﷺ کو علم و معرفت کی تمام چیزوں سے نوازا، اور آپ ﷺ کو دنیا و دین کے تمام مصالح کا علم عطا کیا۔ آپ ﷺ نے شریعت کے امور، دین کے قوانین، لوگوں کی سیاست، اور اپنی امت کے مفادات کی مکمل آگاہی حاصل کی۔ آپ ﷺ کو اس سے قبل کی قوموں کی حالت، انبیاء اور

رسل کی کہانیاں، ظالم بادشاہوں اور سابقہ نسلوں کے حالات سے آگاہی تھی، جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے دور تک کے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے احکام اور ان کی کتابوں کو محفوظ رکھا، اور ان کی سیرتوں کو یاد رکھا۔ آپ ﷺ نے ان کے واقعات اور اللہ کے ایام کو بھی جانا، اور ان کی خصوصیات، ان کی مختلف آراء، اور ان کی عمروں کی معلومات حاصل کیں۔ آپ ﷺ نے ہر قوم کے کافرین کے ساتھ ان کے دلائل کا مقابلہ کیا، اور اہل کتاب کی ہر جماعت کے ساتھ ان کی کتابوں میں جو کچھ موجود ہے اس کے بارے میں بھی آگاہ کیا۔ آپ ﷺ کو عربی زبان کی ساری پیچیدگیاں، مختلف لہجوں کی اصطلاحات، اور ان کی فصاحت کی اقسام کا علم تھا۔ آپ ﷺ نے ان کے ایام، مثالوں، اقوال زریں، اور شاعری کے معانی کو محفوظ رکھا۔ آپ ﷺ کے کلام میں جامعیت پائی جاتی تھی، اور آپ نے صحیح مثالیں دینے اور مشکل امور کی وضاحت کرنے کی مہارت حاصل کی۔ آپ ﷺ کی شریعت میں کوئی تناقض نہیں ہے، اور آپ نے ایسی اخلاقی خوبیوں اور آداب کی تعلیم دی جو ہر عقلمند کے لیے قابل قبول ہیں۔ ہر وہ چیز جو آپ ﷺ نے بیان کی، اس میں کوئی بھی انکار کرنے والا، جو عقل سلیم رکھتا ہو، اپنی کمزوری کی وجہ سے انکار نہیں کر سکتا۔ بلکہ ہر وہ جاہل جو آپ ﷺ کی دعوت سن کر اس پر عمل کرتا ہے، اس کی خوبیوں کو تسلیم کرتا ہے، بغیر کسی دلیل کے طلب کیے۔

پھر آپ ﷺ نے ان کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کیں اور ناپاک چیزیں ان پر حرام کیں، اور اس کے ذریعے سے آپ نے ان کی جانوں، عزتوں اور املاک کی حفاظت کی، تاکہ وہ فوری طور پر عذابوں اور سزاؤں سے محفوظ رہیں، اور قیامت کے دن آگ سے ڈرنے والے نہ ہوں۔ یہ تمام باتیں ایسی ہیں کہ ان کا علم صرف وہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں جو علم کے حصول اور کتابوں کے مطالعہ میں مشغول رہتے ہیں، جبکہ آپ ﷺ نے مختلف علوم وفنون جیسے طب، تعبیر خواب، فرضیات، حساب، نسب، اور دیگر بہت سی علوم کا احاطہ کیا۔ آپ ﷺ کی باتوں کو ان علوم کے ماہرین نے اپنی تعلیمات کے اصول اور مثال کے طور پر اختیار کیا۔

اس کے بعد قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام فنون کے متعلق چند احادیث پیش کیں، اور اس کے بعد آپ ﷺ کے بارے میں آیات اور احادیث بیان کیں جو ملائکہ اور جنات کے ساتھ آپ ﷺ کے تعلق کو ظاہر کرتی ہیں۔

پھر انہوں نے آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل اور رسالت کی نشانیوں کا ذکر کیا، اور ان خبروں کا حوالہ دیا جو راہبوں، احبار، اور اہل کتاب کے علماء نے آپ ﷺ کی صفات، آپ ﷺ کی امت، آپ ﷺ کے نام اور نشانیوں کے بارے میں بیان کی ہیں۔ اس میں آپ کے کندھوں کے درمیان موجود مہرِ نبوت کا ذکر بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ، موحدین کے قدیم شاعری، کاہنوں کی پیش گوئیاں، جنات کی آوازیں، اور آپ ﷺ کے نام اور رسالت کی گواہی جو قدیم خط میں پتھروں اور قبروں پر لکھی ہوئی ہیں، ان سب کا بھی ذکر کیا گیا ہے، جو آپ کی سیرتِ طیبہ سے آگاہ ہونے والے لوگوں کے لیے معروف اور مشہور ہیں۔

آپ ﷺ کی ولادت کے وقت میں ظاہر ہونے والی نشانیاں اور عجیب واقعات

آپ کی والدہ نے کہا کہ ان میں سے وہ عجائبات اور نشانیاں ہیں جو آپ ﷺ کی پیدائش کے وقت ظاہر ہوئیں کہ آپ ﷺ کا سر اٹھانا جب آپ کو پیدا کیا گیا، اور آسمان کی طرف نظر کرنا، اور وہ روشنی جو آپ کی پیدائش کے وقت ظاہر ہوئی، یہاں تک کہ بصریٰ کے قلعے نظر آئے۔

جیسا کہ امام احمد اور بیہقی نے العرباض اور ابو امامہ سے روایت کیا ہے، اور جو کچھ اس وقت ام عثمان بن ابی العاص نے دیکھا، یعنی ستاروں کا جھکنا اور آپ کی پیدائش کے وقت روشنی کا ظاہر ہونا، یہاں تک کہ وہ صرف روشنی ہی دیکھ رہی تھیں۔

الشفاء نے، عبد الرحمن بن عوف کی امی، جو آپ ﷺ کو جنم دے رہی تھیں، کہا: «جب آپ ﷺ میرے ہاتھوں میں گرے اور آپ نے پہلی آواز نکالی، تو میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے: اللہ آپ پر رحم فرمائے، اور میرے لیے مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہوگئی، یہاں تک کہ میں رومی قلعے دیکھنے لگی۔«

اور ان عجائبات میں سے آپ ﷺ کی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ اور ان کے شوہر نے آپ کی برکت اور آپ کے لیے دودھ کی بھرپور مقدار اور ان کی بوڑھی اونٹنی کے دودھ میں دیکھی ہیں، اور ان کے بھیڑوں کی خوبصورتی، آپ ﷺ کی نشوونما کی تیزی اور آپ ﷺ کی خوبصورت پرورش۔

اور آپ ﷺ کی پیدائش کی رات واقع ہوئے، جیسا کہ بیہقی اور دیگر نے روایت کی ہے: «کسریٰ کے ایوان کی ہلچل، اور اس کی چھتوں کا گرنا، طبریہ کی جھیل کا خشک ہونا، اور فارس کی آگ کا بجھ جانا، جو ایک ہزار سال سے بجھنے والی نہیں تھی»۔ ([٢٠٨])

([٢٠٨]) «الاعتقاد»، البيهقي: (٢٥٦).

اور یہ بھی کہ آپ ﷺ «جب اپنے چچا ابو طالب اور ان کے خاندان کے ساتھ کھانا کھاتے تھے، تو وہ سب سیر ہو جاتے تھے، اور جب آپ غائب ہوتے، تو وہ کھاتے تھے، لیکن سیر نہیں ہوتے تھے۔ اور ابو طالب کے سب بچے صبح کو بے ترتیب ہوتے تھے، جبکہ آپ ﷺ صبح کو چمکدار اور خوشبو دار ہوتے تھے»۔

ام ایمن، جو آپ کی حاضنہ تھیں، کہتی ہیں: «میں نے آپ ﷺ کو کبھی چھوٹے یا بڑے گرسنگی یا پیاس کی شکایت کرتے نہیں دیکھا»۔

اور اسی طرح آسمان کی حراست شُہُب (تاروں) سے کی گئی، اور شیاطین کی رصد کو ختم کیا گیا اور انہیں سننے سے روکا گیا۔ اور آپ ﷺ کی جانب سے بتوں سے نفرت، اور جاہلیت کی بے ہودگیوں سے پرہیز، جیسا کہ اللہ نے آپ کو اس کا خاص اہتمام دیا، یہاں تک کہ آپ نے اپنے ستر کی حفاظت بھی کی، جیسے کہ مشہور حدیث میں جب خانہ کعبہ کی تعمیر کی گئی، جیسا کہ بخاری اور مسلم کی روایت میں: «جب جابر نے بیان کیا کہ جب ﷺ نے اپنی چادر کو اپنے کندھے پر لادنے کے لیے اتارا تاکہ پتھر اٹھا سکیں، تو وہ بے پردہ ہو گئے، اور وہ زمین پر گر گئے، پھر انہوں نے اپنی چادر کو اپنے اوپر ڈھانپ لیا۔ تو ان کے چچا عباس نے کہا: تمہارا کیا ہوا؟ تو انہوں نے کہا: میں بے پردہ ہونے سے منع کیا گیا ہوں»۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو سفر میں بادل کے سائے عطا کیے گئے، جیسا کہ ترمذی اور دیگر میں روایت ہے، اور ایک روایت میں آتا ہے کہ «خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ان کی عورتیں آپ ﷺ کو دیکھ رہی تھیں جب آپ شام سے آئے، اور دو ملائکہ آپ کو سایہ دے رہے تھے، تو انہوں نے یہ ذکر میسرۃ، ان کے غلام کے سامنے کیا، جس نے انہیں بتایا کہ وہ نے یہ منظر اس کے ساتھ سفر کے دوران دیکھا تھا»۔()[۲]:۹

[۲]() «مناہل الصفا»، السیوطي: (۱۷۲).

اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ «حلیمہ نے ایک بادل دیکھا جو آپ ﷺ کو سایہ دے رہا تھا جب وہ آپ کے پاس تھیں»۔

اور یہ بات آپ کے دودھ شریک بھائی سے بھی روایت کی گئی ہے۔

اور اسی طرح یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ «وہ ﷺ اپنی بعض مسافروں کے دوران ایک خشک درخت کے نیچے نازل ہوئے، تو اس کے ارد گرد سبزہ اگ آیا، اور وہ پھل پھول گئی، اور اس کی شاخیں آپ کی طرف جھکنے لگیں، یہاں تک کہ آپ کو سایہ دیا»۔

اور یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کا سایہ نہ سورج میں تھا اور نہ چاند میں، کیونکہ آپ نور تھے، اور مکھیاں آپ کے جسم یا کپڑوں پر نہیں بیٹھتیں تھیں۔

اسی طرح، آپ کو تنہائی پسند تھی، یہاں تک کہ آپ پر قرآن نازل ہوا جیسا کہ صحیحین میں ہے، پھر آپ کو آپ کی موت اور قریب آنے والے وقت کا بھی علم دیا گیا، جیسا کہ صحیحین میں بھی آیا ہے۔ آپ کا مکہ میں قبر ہے اور آپ کا گھر بھی وہیں ہے، اور آپ کے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔

اور جب آپ کی موت کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا اور آخرت کے درمیان انتخاب دیا، تو آپ نے آخرت کا انتخاب کیا اور فرمایا: «اللهمَّ الرَّفِيقَ الأعلَى» (اے اللہ! مجھے اعلیٰ رفیق عطا فرما)۔ ()[1] یہ آپ ﷺ کی آخری بات تھی۔

اور آپ ﷺ کی وفات کی روایت میں جو کرامات اور آپ ﷺ کی تعظیم کا ذکر ہے، اس میں ملائکہ کا آپ ﷺ کے جسم پر درود بھیجنا، اور ملک الموت کا آپ ﷺ سے اجازت طلب کرنا ہے، اور اس نے کسی اور سے اس سے پہلے اجازت نہیں لی، اور ان کا یہ کہنا کہ "آپ ﷺ کا قمیض نہ اتاریں، جب آپ ﷺ کی غسل کی تیاری کی جا رہی تھی"، اور جو کچھ روایات میں آپ ﷺ کی وفات پر آپ کے گھر والوں کے لیے خضر اور ملائکہ کی تعزیت کا

()[1] «صحيح البخاري»: (٤٤٦٣).

ذکر ہے، وہ سب آپ ﷺ کی زندگی اور موت میں آپ ﷺ کی کرامت اور برکت کو ظاہر کرتا ہے، جیسا کہ عمر کا اپنے چچا سے استسقاء کرنا اور دیگر افراد کا آپ کی نسل سے برکت لینا بھی اس کی مثال ہے۔

آپ ﷺ کی معجزات کو دیگر انبیاء کی معجزات پر تعداد اور عظمت میں برتری

اور ہمارے نبی ﷺ کی معجزات تمام رسولوں کی معجزات سے دو پہلوؤں سے زیادہ نمایاں ہیں: پہلا: ان کی کثرت، اور یہ کہ کسی بھی نبی کو کوئی معجزہ نہیں دیا گیا، سوائے اس کے کہ ہمارے نبی کے پاس بھی ایسا ہی یا اس سے بڑا معجزہ موجود ہے، اور لوگوں نے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور جہاں تک ان کی کثرت کا تعلق ہے، تو یہ قرآن ہے اور یہ پوری طرح معجز ہے، اور اس میں کم از کم ایک سورت ﴿ (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے ۝﴾(الکوثر: ۱) کا اعجاز ہے۔ اگر یہ ہے تو قرآن میں تقریباً ستاسی ہزار الفاظ ہیں، اور سورۃ (الکوثر: ۱) میں دس الفاظ ہیں۔ اس لیے قرآن کو ان کی تعداد کے مطابق سات ہزار سے زیادہ حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، ہر ایک حصہ اپنے اندر معجز ہے۔ پھر اس کی بلاغت اور نظم کے لحاظ سے بھی اس کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ پھر اس میں غیب کی علوم کی خبر دینے کے اور بھی معجزات ہیں، جو اس تعداد کو ایک اور بار بڑھا دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی معجزات ہیں جو تعداد کو مزید بڑھانے کا سبب بنتے ہیں۔ یہ سب قرآن کے حق میں ہے، کہ اس کے معجزات کی تعداد شمار کرنا مشکل ہے اور اس کے دلائل کو محدود کرنا تقریباً ناممکن ہے۔

پھر ان ابواب میں آنے والی احادیث اور خبروں کی تعداد بھی تقریباً اسی تضعیف کو پہنچتی ہے۔

دوسرا: آپ ﷺ کی معجزات کا واضح ہونا۔ کیونکہ رسولوں کی معجزات اس دور کے لوگوں کی ہمتوں کے مطابق اور اس فن کے لحاظ سے ہوتی تھیں جس میں ان کا زمانہ بلند تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آیا، تو لوگوں کا علم جادو تک محدود تھا، لہذا حضرت موسیٰ کو ایک ایسی معجزہ کے ساتھ بھیجا گیا جو ان کی دعویٰ کردہ

طاقتوں کی مانند تھی، لیکن وہ ان کی عادتوں کو توڑتے ہوئے ان کی قدرت سے باہر تھی اور ان کے سحر کو باطل کر دیتی تھی۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب کا علم سب سے زیادہ تھا، تو انہیں ایسی طاقتیں عطا کی گئیں جو لوگوں کی دسترس سے باہر تھیں، جیسے مردوں کو زندہ کرنا اور اندھے اور کوڑھیوں کو بغیر کسی علاج یا طب کے صحت یاب کرنا۔ اور اسی طرح باقی انبیاء کی معجزات بھی اپنی اپنی دور کی ضرورت کے مطابق تھیں۔

پھر بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو بھیجا، اور عرب کی معلومات اور علوم کی بنیادیات چار ہیں: بلاغت، شعر، خبر، اور کہانت۔ تو اللہ نے قرآن کو ان چاروں کے مقابلے میں نازل کیا، جو کہ فصاحت، اختصار، اور بلاغت میں ان کے کلام کے طرز سے باہر ہے۔ اس کا نظم منفرد اور اسلوب عجیب ہے، جس کی طرف وہ لوگ نہ تو منظم کلام میں پہنچے اور نہ ہی اس کے وزنوں کے اصول پر عمل کر سکے۔

اس کے علاوہ، قرآن میں جو خبریں ہیں وہ ماضی کے واقعات، پچھلے قوموں کی کہانیاں، اور انبیاء کی داستانیں ہیں، جو ان علموں میں مصروف افراد کے لیے بیک وقت ناقابل فہم ہیں۔ اللہ نے کہانت کا بطلان کر دیا، جو کبھی سچ ہوتی ہے اور کبھی دس بار جھوٹ، اور اسے مکمل طور پر ختم کر دیا۔ شہاب کے پتھروں سے یہ ظاہر کیا کہ اللہ کی جانب سے آنے والی خبریں، جن کا علم پہلے سے موجود ہے، ان کی سچائی کی گواہی دیتی ہیں، خواہ وہ کتنے ہی دشمن کیوں نہ ہوں۔

پھر یہ معجزہ قیامت تک برقرار رہے گا، ہر آنے والی امت کے لیے ایک واضح دلیل، جس کے مختلف پہلوؤں کو دیکھنے اور ان کے اعجاز پر غور کرنے والوں سے چھپا نہیں رہے گا۔ اللہ کی طرف سے جو غیب کی خبریں دی گئی ہیں، وہ ہر دور میں صداقت کو ظاہر کرتی رہیں گی، جس سے ایمان کی تجدید ہوتی رہے گی اور دلیلیں مضبوط ہوتی رہیں گی۔

دیگر رسولوں کی معجزات ان کے انقراض کے ساتھ ختم ہو گئیں، لیکن ہمارے نبی ﷺ کا معجزہ نہ تو مٹتا ہے اور نہ ہی ختم ہوتا ہے، اور ان کی آیات ہمیشہ تازہ رہتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا :"کوئی بھی نبی ایسا نہیں ہے جسے ایسا کچھ نہ دیا گیا ہو جس پر انسانوں نے ایمان لایا ہو، اور جو چیز مجھے دی گئی ہے وہ وحی ہے جو اللہ نے مجھے عطا فرمائی، اور میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میں سب سے زیادہ پیروکاروں والا ہوں۔" ([٢١])

اور بعض علماء نے اس حدیث اور ہمارے نبی ﷺ کے معجزے کے ظہور کے معنی کو ایک اور طریقے سے سمجھا ہے، یعنی یہ کہ یہ معجزہ وحی اور کلام کی صورت میں ظاہر ہوا ہے، جس میں کسی قسم کی تخیل، زیبائش، یا مشابہت کی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ دیگر رسولوں کی معجزات کے مقابلے میں، معاندین نے ان کے لیے ایسے چیزوں کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے جو کمزور لوگوں کے لیے تخیلی ہوں، جیسے جادوگروں کا اپنی رسیاں اور عصیاں پھینکنا، جو کہ ایک جادوگر کی طرح کے تخیلات ہیں۔

لیکن قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جس میں کسی قسم کی دھوکہ دہی، جادو، یا تخیل کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس لحاظ سے یہ دوسری معجزات سے زیادہ واضح اور نمایاں ہے، جس کی وجہ سے عرب نے اس کا مقابلہ کرنے کی کوشش چھوڑ دی اور وہ ذلت، مشکلات، اور خوف و دھمکیوں کے سامنے سکون اختیار کر گئے، جبکہ وہ اپنی حالت، جانوں، اور مالوں کے چھن جانے، اور عذاب و توبیخ کے عذاب کا سامنا کر رہے تھے، اور یہ سب اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس کی مثل لانے میں عاجز ہیں، اور اللہ کا شکر ہو رب العالمین۔

پھر قاضی عیاض -رحمہ اللہ تعالی- نے اپنی کتاب "الشفا" میں ان کا اختتام اس بات پر کیا کہ لوگوں پر نبی ﷺ کے حقوق کیا ہیں، آپ ﷺ پر ایمان لانا، آپ ﷺ کی اطاعت کرنا، آپ ﷺ سنت کی پیروی کرنا، آپ ﷺ سے محبت کرنا، آپ ﷺ کی نصیحت کرنا، آپ ﷺ کے معاملات کی عظمت کو سمجھنا، اور آپ ﷺ کی قدر و منزلت کا

([٢])« صحيح البخاري»: (٤٦٩٦).

خیال رکھنا ضروری ہے۔ انہوں نے یہ بھی واضح کیا کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد بھی آپ ﷺ کی حرمت کا احترام ضروری ہے، اور آپ ﷺ کی طرف منسوب تمام چیزوں کی عظمت کا لحاظ رکھنا لازم ہے۔ آپ ﷺ پر درود اور سلام بھیجنے کا حکم، آپ ﷺ کی قبر کی زیارت کا فضیلت، اور آپ ﷺ کی عصمت کا ذکر کیا۔

قاضی عیاض نے یہ بھی بیان کیا کہ نبی ﷺ کے حوالے سے کیا چیزیں آپ ﷺ کے شایان شان ہیں اور کیا چیزیں آپ ﷺ کے حق میں ناممکن یا ممنوع ہیں، اور جو شخص نبی ﷺ کی توہین یا سب و شتم کرتا ہے، اس کا عذاب ہونا ضروری ہے۔ آخر میں انہوں نے ایک فصل میں کہا کہ نبی ﷺ کے اہل بیت، ازواج اور صحابہ کی توہین کرنا حرام ہے اور اس کے مرتکب شخص پر لعنت ہے۔ جو لوگ مزید جاننا چاہیں، وہ "الشفا" کی کتاب کی طرف رجوع کریں۔

اختتام

امام النبہانی نے فرمایا: خلاصہ یہ ہے کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الشفا" میں نبی ﷺ کی فضائل، معجزات اور احوال کو اس طرح بیان کیا ہے کہ ہر مسلمان کے لیے اس کا علم حاصل کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا ضروری ہے۔ یہ کتاب اس موضوع میں اپنی نوعیت کی منفرد ہے، اور امت نے اس کو قبول کیا ہے۔ یہ پہلی کتاب ہے جو نبی ﷺ کی فضائل کے بارے میں لکھی گئی۔ ہاں، "المواہب اللدنیہ" اس باب میں اپنی جگہ اہمیت رکھتا ہے، مگر جو فضیلت قاضی عیاض کی کتاب کو حاصل ہے، وہ اس کے پیش روؤں کے ساتھ مخصوص ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وصلی اللہ علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

مراجع

(١) «جواهر البحار في فضائل النبي المختار ﷺ»، للشيخ يوسف بن إسماعيل النبهاني «ت: ١٣٥٠ﻫ»، تحقيق: محمد أمين الضناوي، الطبعة الأولى: (١٤٤٢ﻫ/٢٠١٠م)، طبعة دار الكتب العلمية، بيروت- لبنان .

(٢) «الشفا بتعريف حقوق المصطفى»، لأبي الفضل عياض بن موسى اليحصبي «ت: ٥٤ﻫ»، الطبعة الثانية: (١٤٠٧ﻫ/١٩٨٦م)، طبعة دار الفيحاء- عمان.

(٣) «سنن الترمذي» لأبي عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك الترمذي «ت: ٢٧٩ﻫ»، تحقيق: بشار عواد معروف، الطبعة الأولى: (١٤١٨ﻫ/١٩٩٨م)، طبعة دار الغرب الإسلامي، بيروت- لبنان .

(٤) «سنن ابن ماجه » لأبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني، المعروف بابن ماجة « ت: ٢٧٣ﻫ »، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، طبعة دار إحياء الكتب العربية، القاهرة- مصر.

(٥) «الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه» لأبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري «ت: ٢٥٦ﻫ»، تحقيق: محمد زهير بن ناصر، الطبعة الأولى: (١٤٢٢ﻫ/٢٠٠١م)، طبعة دار طوق النجاة، بيروت- لبنان .

(٦) « المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله ﷺ » لمسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري « ت: ٢٦١ﻫ »، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، طبعة دار إحياء التراث العربي، بيروت - لبنان .

(٧) «التاريخ الكبير» لأبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري «ت: ٢٥٦ﻫ»، تحقيق: هاشم الندوي وآخرون، طبعة دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد، الدكن- الهند .

(٨) « المدخل إلى علم السنن» لأبي بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي «ت: ٤٥٨ﻫ»، تحقيق: محمد عوامة، الطبعة الأولى: (١٤٣٧ﻫ/٢٠١٧م)، طبعة دار اليسر للنشر والتوزيع، القاهرة- مصر.

(٩) «تفسير السلمي المسمى: حقائق التفسير»، لأبي عبد الرحمن محمد بن الحسين بن موسى الأزدي السلمي «ت: ٤١٢ﻫ»، تحقيق: سيد عمران، الطبعة الأولى: (١٤٢١ﻫ- ٢٠٠١م)، طبعة دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان .

(١٠)-«معالم التنزيل في تفسير القرآن»، لمحيي السنة، الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي الشافعي «ت: ٥١٠هـ»، تحقيق: عبد الرزاق المهدي، الطبعة الأولى: (١٤٢٠هـ/٢٠٠٠م)، طبعة دار إحياء التراث العربي، بيروت- لبنان.

(١١) «مسند البزار» لأبي بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبيد الله العتكي، المعروف بالبزار «ت: ٢٩٢هـ»، تحقيق: محفوظ الرحمن زين الله، «حقق الأجزاء من ١ إلى ٩»، وعادل سعد «حقق الأجزاء من ١٠ إلى ١٧»، وصبري عبد الخالق «حقق الجزء ١٨»، الطبعة الأولى، (بدأت ١٩٨٨م، وانتهت ٢٠٠٩م)، طبعة مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة- السعودية.

(١٢) «دلائل النبوة» لأبي بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي «ت: ٤٥٨هـ»، تحقيق: عبد المعطي قلعجي، الطبعة الأولى: (١٤٠٨هـ/١٩٨٨م)، طبعة دار الريان للتراث، القاهرة- مصر.

(١٣) «صحيح ابن حبان» لأبي حاتم محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ التميمي «ت: ٣٥٤هـ»، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، الطبعة الثانية: (١٤١٤هـ/١٩٩٣م)، طبعة مؤسسة الرسالة، بيروت- لبنان.

(١٤) «مسند أبي يعلى»، لأحمد بن علي بن المثنى أبو يعلى الموصلي «ت: ٣٠٧هـ»، تحقيق: إرشاد الحق الأثري، الطبعة الأولى: (١٤٠٨هـ/١٩٨٨م)، طبعة دار القبلة- جدة.

(١٥) «المسند» لأبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل «ت: ٢٤١هـ»، تحقيق: شعيب الأرنؤوط وآخرون، الطبعة الأولى: (١٤٢١هـ/٢٠٠١م)، طبعة مؤسسة الرسالة، بيروت- لبنان.

(١٦) «الفردوس بمأثور الخطاب» لأبي منصور بن الحافظ المؤرخ أبي شجاع الديلمي الهمذاني «ت: ٥٠٩هـ»، تحقيق: السعيد بسيوني زغلول، الطبعة الأولى: (١٤٠٦هـ/١٩٨٦م)، طبعة دار الكتب العلمية، بيروت- لبنان.

(١٧) «المعجم الكبير»، لأبي القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي الطبراني «ت: ٣٦٠هـ»، تحقيق: حمدي عبد المجيد، الطبعة الثانية: (١٤٠٤هـ/١٩٨٣م)، طبعة مكتبة ابن تيمية، القاهرة- مصر.

(١٨) «كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال»، لعلاء الدين علي بن حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي البرهانفوري ثم المدني فالمكي الشهير بالمتقي الهندي «ت: ٩٧٥هـ»، تحقيق: بكري حياني وصفوة السقا، الطبعة الخامسة: (١٤٠١هـ/١٩٨١م)، مؤسسة الرسالة.

(١٩) «دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني»، لأبي نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني «ت: ٤٣٠هـ»، تحقيق: الدكتور محمد رواس قلعه جي، عبد البر عباس، الطبعة الثانية: (١٤٠٦ هـ - ١٩٨٦ م)، طبعة: دار النفائس، بيروت .

(٢٠) «حلية الأولياء وطبقات الأصفياء» لأبي نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني «ت: ٤٣٠هـ»، الطبعة الأولى : (١٣٩٤هـ/ ١٩٧٤م)، طبعة مكتبة السعادة- مصر.

(٢١) «الطبقات الكبرى»، لأبي عبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي البغدادي المعروف بابن سعد «ت:٢٣٠هـ»، تحقيق: إحسان عباس، الطبعة الأولى: (١٣٨٧هـ/١٩٦٨م)، طبعة دار صادر، بيروت- لبنان.

(٢٢) «الجامع لشعب الإيمان» للإمام أبي بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي «ت: ٤٥٨هـ»، تحقيق: مختار أحمد الندوي وعبد العلي عبد الحميد حامد، الطبعة الأولى: (١٤٢٣هـ/٢٠٠٣م)، طبعة مكتبة الرشد، الرياض- السعودية .

(٢٣) «المستدرك على الصحيحين» لأبي عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيسابوري «ت: ٤٠٥هـ»، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، الطبعة الأولى: (١٤١١هـ/١٩٩٠م)، طبعة دار الكتب العلمية، بيروت- لبنان.

(٣٤) «الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية»، لأبي عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك الترمذي «ت: ٢٧٩هـ»، تحقيق: سيد بن عباس الجليمي، الطبعة الأولى: (١٤١٣ هـ - ١٩٩٣ م)، طبعة المكتبة التجارية، مصطفى أحمد الباز- مكة المكرمة.

(٣٥) «المصنف» لأبي بكر عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان العبسي، المعروف بابن أبي شيبة «ت: ٢٣٥هـ»، تحقيق: محمد عوامة، الطبعة الأولى: (١٤٢٧هـ/٢٠٠٦م)، طبعة دار القبلة، جدة- السعودية.

(٣٦) «المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية» لأبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني «ت: ٨٥٢هـ»، تحقيق: محمد حسن محمد، الطبعة الأولى: (١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م)، طبعة دار الكتب العلمية، بيروت- لبنان.

(٣٧) «الشريعة» لأبي بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الآجُرِّيُّ البغدادي «ت: ٣٦٠هـ»، تحقيق: عبد الله بن عمر بن سليمان، الطبعة الثانية: (١٤٢٠هـ/١٩٩٩م)، طبعة دار الوطن، الرياض- السعودية.

(٣٨) «المعجم الأوسط» لأبي القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي الطبراني «ت: ٣٦٠هـ»، تحقيق: طارق عوض ومحسن الحسيني، الطبعة الأولى: (١٤١٥هـ/١٩٩٥م)، طبعة الحرمين، القاهرة- مصر.

(٣٩) «سنن النسائي الكبرى» لأبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني النسائي «ت: ٣٠٣هـ»، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، الطبعة الأولى: (١٤٢١هـ/٢٠٠١م)، طبعة مؤسسة الرسالة، بيروت- لبنان.

(٤٠) «مكارم الأخلاق»، لأبي بكر عبد الله بن محمد بن عبيد بن سفيان بن قيس البغدادي الأموي القرشي المعروف بابن أبي الدنيا «ت: ٢٨١هـ»، تحقيق: مجدي السيد إبراهيم، طبعة مكتبة القرآن، القاهرة.

(٤١) «الزهد»، لأبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني «ت: ٢٤هـ»، وضع حواشيه: محمد عبد السلام شاهين، الطبعة الأولى: (١٤٢٠هـ/١٩٩٩م)، طبعة دار الكتب العلمية، بيروت- لبنان.

(٤٢) «أخلاق النبي وآدابه»، لأبي محمد عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان الأنصاري المعروف بأبي الشيخ الأصبهاني «ت: ٣٦٩هـ»، تحقيق: صالح بن محمد الونيان، الطبعة الأولى: (١٤١٨هـ/١٩٩٨م) طبعة دار المسلم للنشر والتوزيع.

(٤٣) «المراسيل»، لأبي داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني «ت: ٢٧٥هـ»، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، الطبعة الأولى: (١٤٠٨هـ/١٩٩٠م)، طبعة مؤسسة الرسالة - بيروت.

(٤٤) «المسند»،لأبي داود سليمان بن داود بن الجارود الطيالسي البصرى «ت: ٢٠٤هـ»، تحقيق: محمد بن عبد المحسن التركي، الطبعة الأولى: (١٤١٩هـ/١٩٩٩م)، طبعة دار هجر، القاهرة – مصر.

(٤٥) «جامع الآثار في السير ومولد المختار»، لشمس الدين محمد بن عبد الله بن مجاهد القيسي الدمشقي الشافعي الشهير: بابن ناصر الدين «ت: ٨٤٢هـ»، تحقيق: أبو يعقوب نشأت كمال، الطبعة الأولى : (١٤٣١هـ/٢٠١٠م)، طبعة دار الفلاح.

(٤٦) « سنن الدارمي »،لأبي محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، التميمي السمرقندي «ت: ٢٥٥هـ»، تحقيق: حسين سليم أسد، الطبعة الأولى: (١٤٢٠هـ/٢٠٠٠م)، طبعة دار المغني، الرياض- السعودية.

(٤٧) «صفة الجنة وما أعد الله لأهلها من النعيم»، لأبي بكر عبد الله بن محمد بن عبيد بن سفيان بن قيس البغدادي الأموي القرشي المعروف بابن أبي الدنيا «ت: ٢٨١هـ»، تحقيق: عبد الرحيم أحمد عبد الرحيم العساسلة، الطبعة الأولى (١٤١٧هـ/١٩٩٧م)، طبعة دار البشير- مؤسسة الرسالة .

(٤٨) «الخصائص الكبرى»، لعبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي «ت: ٩١١هـ»، طبعة : دار الكتب العلمية- بيروت .

(٤٩) «الاعتقاد»،لأحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي «ت: ٤٥٨هـ»، تحقيق: أحمد عصام الكاتب، الطبعة الأولى: (١٤٠١هـ/١٩٨٠م) مكتبة دار الآفاق الجديدة- بيروت .

(٥٠) «مناهل الصفا في تخريج أحاديث الشفا»، لعبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي «ت: ٩١١هـ»، تحقيق: الشيخ سمير القاضي، الطبعة الأولى: (١٤٠٨هـ/١٩٨٨م)، طبعة دار الجنان للنشر والتوزيع .